ورلڈ آرڈرز اور پاکستان

نمرود کا ورلڈ آرڈر

''میں جسے چاہوں زندگی دوں
اور جسے چاہوں موت دوں۔''

جیوش ورلڈ آرڈر

''غیر یہود بھیڑوں کا گلہ ہیں اور
ہم ان کیلئے بھیڑیے ہیں اور کیا
آپ جانتے ہیں کہ اس وقت کیا
ہوتا ہے جب بھیڑیے بھیڑوں کو
گھیر کر ان پر حاوی ہو جاتے ہیں۔''
(Protocols - 11:5)
(فلسطین اس کی مثال ہے)

امریکی ورلڈ آرڈر

''امریکہ اپنے مفادات کے تحفظ
کی خاطر دنیا کے کسی بھی ملک
پر پیشگی حملہ کر سکتا ہے۔''
(افغانستان، عراق تازہ مثالیں ہیں)

اسلامی ورلڈ آرڈر

بلاشبہ انسانیت کی بھلائی
(سکھ، سکون اور خوشحالی)
کا ضامن اسلام ہے۔
(القرآن)

از
عبدالرشید ارشد

النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد
فون : 0454-720401

ورلڈ آرڈرز اور پاکستان
PROTOCOLS IN THEORY & PRACTICE
نمرود کا ورلڈ آرڈر
"میں جسے چاہوں زندگی دوں
اور جسے چاہوں موت دوں۔"
جیوش ورلڈ آرڈر
"غیر یہود بھیڑوں کا گلہ ہیں اور
ہم ان کیلئے بھیڑیے ہیں اور کیا
آپ جانتے ہیں کہ اس وقت کیا
ہوتا ہے جب بھیڑیے بھیڑوں کو
گھیر کر ان پر حاوی ہو جاتے ہیں۔"
(Protocols - 11:5)
(فلسطین اس کی مثال ہے)
امریکی ورلڈ آرڈر
"امریکہ اپنے مفادات کے تحفظ
کی خاطر دنیا کے کسی بھی ملک
پر پیشگی حملہ کر سکتا ہے۔"
(افغانستان، عراق تازہ مثالیں ہیں)
اسلامی ورلڈ آرڈر
بلاشبہ انسانیت کی بھلائی
(سکھ، سکون اور خوشحالی)
کا ضامن اسلام ہے۔
(القرآن)
از
عبدالرشید ارشد
فون : 0454-720401
النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد

نام کتاب: ورلڈ آرڈرز اور پاکستان

مصنف : عبدالرشید ارشد

ناشر : النور ٹرسٹ (رجسٹرڈ)
جوہر پریس بلڈنگ جوہر آباد فون 720401

طابع : میاں عبداللطیف
جوہر پرنٹنگ پریس جوہر آباد فون 722130

کمپوزنگ: میاں عبدالعلیم۔عمران امر

ٹائٹل : عاصم حمید چوہدری

قیمت : -/75 روپے

کراچی میں ملنے کا پتہ
صدیقی ٹرسٹ صدیقی ہاؤس
المنظر اپارٹمنٹس 458 گارڈن ایسٹ
لسبیلہ چوک۔کراچی 74800

بسم الله الرحمن الرحيم

انتساب

☆ ☆ ☆
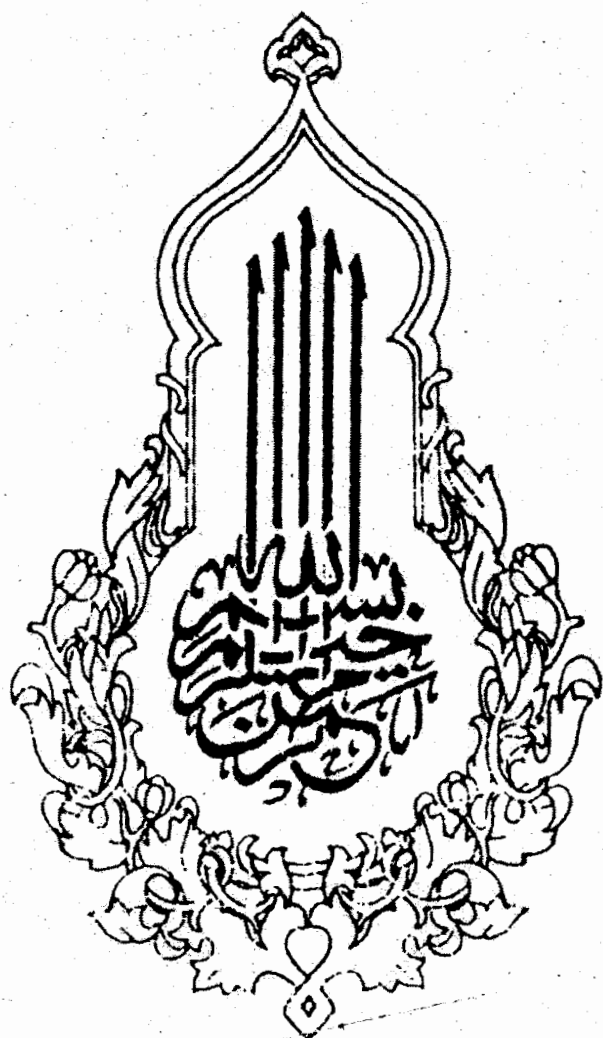
اس بزرگ مرّبی و محسن کے نام

جس کا بیمار دل اسلام کے لئے ڈھڑکتا ہے

جو

پیرانہ سالی کے باوجود فعال ہے

اور

جو ہر اس دروازے کو کھٹکھٹاتا ہے

جہاں سے ملت مسلمہ کے دکھوں کے مداوے

کی آس بندھتی ہے۔ ایک ایک فرد

کی انگلی پکڑ کر اسے اس لڑی میں

پرونا چاہتا ہے جو اسلام کی نشاۃ جدیدہ

کے لئے مطلوب کام کر سکے۔ بلا شبہہ

اس کی جینے مرنے کی آرزو اللہ کے لیے ہے

میں نے اپنے تعلق میں اسے ایسا پایا ہے۔ الحمدللہ۔

میں اس کی صحت کے لیے، محشر کے انعام کے لئے،

بصمیم قلب بارگاہ رب العزت میں

ہاتھ پھیلاتا ہوں۔ آمین یا رب العالمین

عبدالرشید ارشد

آئینہ

نمبرشمار	مضمون	صفحہ نمبر
1	پیش لفظ	3
2	تقریظ	6
3	ابتدائیہ	8
4	عالمی سکھ سکون اور خوشحالی کا ضامن ورلڈ آرڈر	10
5	جیوش ورلڈ آرڈر	12
6	اشترا کی ورلڈ آرڈر	24
7	مسیحی ورلڈ آرڈر	25
8	مسیحی ورلڈ آرڈر کا عملی اطلاق	27
9	ورلڈ آرڈرز کا تجزیہ کیوں؟	29
10	مسیحی ورلڈ آرڈر کی حقیقی تصویر	30
11	ورلڈ آرڈرز کے عملی پہلو اور پاکستان	35
12	منصوبہ بندی کیا ہے؟ کیوں ہے؟	37
13	منصوبہ بندی کیسے؟	38
14	مطلوب کیوں؟ مطلوب کیا؟ مطلوب کیسے؟	39
15	موثر منصوبہ بندی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان	40
16	ہماری منصوبہ بندی اور چیلنجز	41
17	میڈیا (پرنٹ اور الیکٹرانک) اور منصوبہ بندی	43
(i)	پرنٹ میڈیا	44
(ii)	الیکٹرانک میڈیا	46
18	تعلیمی منصوبہ بندی	49
19	صحت اور منصوبہ بندی	54
20	صنعتی منصوبہ بندی	59
21	زرعی منصوبہ بندی	62
22	دفاعی منصوبہ بندی	70
23	علماء و مساجد کا کردار	79
[illegible]	[illegible]	80
	معاشی منصوبہ بندی	82

26	مابنی منصوبہ بندی	88
27	ین جی او مافیا	92
28	ملٹی نیشنل کمپنیاں	93
29	عقل و شعور کا فیصلہ	97
30	خالق کا ورلڈ آرڈر یا اسلامک ورلڈ آرڈر	99
31	اسلامک ورلڈ آرڈر کا دیباچہ	102
32	خالق کے ورلڈ آرڈر کی صحت و حقانیت	104
33	اسلامک ورلڈ آرڈر کا دائرہ کار	108
34	اسلامک ورلڈ آرڈر کے مبادیات	110
35	عملی زندگی اور اسلامک ورلڈ آرڈر	111
36	اسلامک ورلڈ آرڈر اور سماجی و معاشرتی زندگی	112
(i	بنیادی اصول	112
(ii	فرد کا شخصی احترام	113
(iii	افراد و اجتماعیت	114
(iv	حقوقِ نسواں	118
(v	معاشرتی تحفظ	
37	اسلامک ورلڈ آرڈر اور عدل و انصاف	128
38	اسلامک ورلڈ آرڈر اور معیشت	131
39	اسلامک ورلڈ آرڈر اور سائنس	137
(i	تسخیر کائنات	138
(ii	علم الابدان	139
(iii	فلکیات	139
(iv	زراعت	140
(v	سیاست	142
(vi	طب و معالجہ	144
(vii	دفاع	147
40	حقوق انسانی کا چارٹر بذریعہ محسنِ انسانیت ﷺ	151
41	بھلائی کی بات	154
42	آخر بات	157
[illegible]	روشن خیالی اور اعتدال پسندی ہماری ضرورت ہے مگر...........!	[illegible]

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ○ وبہ نستعین ○

پیش لفظ

بات اسلامی جمہوریہ پاکستان میں منصوبہ بندی کے فقدان کی ہو تو سوچتا ہوں کہ میں کیا کہوں' کیا لکھوں کہ یہ تو اوپن سیکرٹ Open Secret ہے۔ ملک میں منصوبہ بندی کرنے والوں کی کمی نہیں ہے۔ الحمد للہ ملک 'خود کفیل' ہے۔ اس کے باوجود منصوبہ بندی نظر نہ آئے تو یہی کہا جائے گا کہ دیکھنے والوں کا قصور ہے' کور چشم ہیں ورنہ یہ کیسے ممکن ہے کہ منصوبہ ساز اور پالیسی ساز ہوں مگر منصوبہ اور پالیسی نہ ہو۔ یہ سب کچھ ہے مگر صرف ''عقلمندوں'' کو نظر آ سکتا ہے۔

ویسے منصوبہ بندی کے حوالے سے ایک بزرگ نے ایک واقعہ سنایا تھا' آپ بھی سن لیجئے اور پھر اس آئینے میں اپنے ہاں کی منصوبہ بندی کی جھلک دیکھ کر جو فیصلہ آپ کریں گے ہمیں منظور ہو گا۔ پانچ عقلمندوں کو ایک دریا پار کرنا تھا وہ پانی کے کنارے رک گئے۔ بڑے عقلمند نے کہا کہ پاؤں پانی میں ڈالنے سے پہلے گہرائی ناپ لینا دانش کا تقاضا ہے۔ ایک ساتھی سے کہا کہ کنارے سے لمبا سرکنڈہ توڑ لاؤ۔ سرکنڈا لا کر پانی میں ڈالا گیا تو پانی کی گہرائی ابھی زیادہ تھی' دوسرا لایا گیا دونوں کو باہم باندھ کر ڈالا تو بھی پانی گہرا پایا گیا' پھر تیسرا باندھ کر ڈالا تو نیچے تہہ میں لگ گیا۔ عقلمند لیڈر نے تینوں کی لمبائی ناپی تو 15 فٹ گہرائی پائی گئی۔ لیڈر کے چہرے پر سکینت تھی۔ مسکرا کر ساتھیوں سے کہا کہ تین تین فٹ گہرائی پانچوں کے حصے میں آئی ہے' بسم اللہ پڑھو اور پانی سے پار نکلو اور جب لیڈر کی منصوبہ بندی سے مطمئن ساتھیوں نے پانی میں قدم ڈالا تو 15' 15 فٹ گہرائی ہر ایک کا مقدر تھی۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی ستاون سالہ تاریخ شاہد ہے کہ اس لمبے عرصہ میں

دانشمند پالیسی سازوں کی ہر پالیسی' ان کے ہر منصوبے' کی گہرائی ہر پاکستانی کے حصے میں 15 فٹ ہی رہی۔ جس کے نتیجے میں وطن نصف رہ گیا' زراعت و صنعت ہر شے اس گہرائی میں دفن ہو گئی اور اس کے باوجود اب تک اگر یہ سخت جان قوم زندہ ہے تو مُردوں سے بدتر کہ وہ اب عالمی مالیاتی اداروں کے پاس گروی ہے' ان کی غلام ہے اگرچہ بظاہر 'آزاد' ہے آزاد لیڈروں کی آزاد قوم۔ عالمی مالیاتی پالیسی سازوں کا ایک روپ دیکھئے:

"عالمی بنک ترقی پذیر ممالک کے پالیسی سازوں (منصوبہ بندی کرنے والوں) کو مشورہ دینے اور انہیں دباؤ میں رکھنے والا دنیا کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ عام طور پر حکومتوں کی اس سلسلے میں حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ قرض لی گئی رقم کو وہ اصل ترقیاتی (Projects) منصوبوں پر خرچ کرنے کے بجائے جیسے چاہیں خرچ کریں اور اس کے بدلے میں وہ فیصلہ سازی (منصوبہ بندی) میں اسے بھی کردار ادا کرنے دیں۔ اس طرح حکومتیں قرضوں کی رقوم تعیشات میں لٹاتی ہیں اور ذاتی عیاشیوں پر قوم کی کمائی خرچ کرتی ہیں۔"

('وہ' دنیا کو کیسے چلا رہے ہیں یا 'ہم' غریب کیوں ہیں؟ "عالمی معیشت" از نجمہ صادق' صفحہ 16' طابع شرکت گاہ لاہور)

منصوبہ و پالیسی سازی میں خارجی عمل دخل پر اپنی بات ثابت کرنے کے لئے ہم نے ورلڈ بنک پر ایک رائے بصورت ایک اقتباس آپ کے سامنے رکھی ہے' جو اس بات کو واضح کرتی ہے کہ اصل منصوبہ ساز کون ہیں' کہاں رہتے ہیں اور ہم سے انہیں کس قدر محبت ہے۔ یہود نے عالمی سطح پر اپنے کام کو موثر بنانے کے لئے تقسیم کار کیا ہے اور بے شمار شعبے اپنی اپنی جگہ مصروف کار ہیں' اور باہم مربوط بھی ہیں۔ ہر طبقے میں کام کے لئے اسی مناسبت سے لوگ منتخب کئے جاتے ہیں اور وہ اپنی تربیت کے مطابق مخالف معاشرہ میں معقول جگہ بنا کر اپنا کام کرتے ہیں۔ ایک اور اقتباس ملاحظہ فرمایئے جو چشم کشا ہے:

"شارک سرمایہ دار ہے اور سود کے لئے سرمایہ پھیلا کر اپنا شکار قابو کرتا ہے۔

وہ یہودی مقاصد کے حصول کی خاطر سرمایہ لگا کر غیر یہودی دانشوروں' صحافیوں' سیاستدانوں' پالیسی سازوں' ریڈیو' ٹیلی ویژن کے فنکاروں' شاعروں اور ادیبوں کو پس پردہ رہ کر خریدتا ہے۔
وہ بنیادی اسامیوں پر تعینات بااثر سرکاری اور نیم سرکاری افسران کو خریدتا ہے تاکہ ملک کی سیاسی' معاشرتی اور معاشی حیثیت پر کاملاً اس کی گرفت مضبوط ہو' خصوصاً جہاں ان کا تعلق ملک کی خفیہ ایجنسیوں سے ہو یا ملکی پالیسی بنانے والوں سے ہو۔" (وثائق یہودیت)

منصوبہ سازی کی چھیانوے سالہ تاریخ اس آئینے میں اچھی طرح دیکھ لیجئے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اساسی نظریئے سے اس کا موازنہ کر لیجئے بات باآسانی سمجھ آجائے گی۔

یہ قومی اہمیت کی ایک سنجیدہ تحریر ہے جس میں مختلف شعبوں کی منصوبہ بندی پر بات کی گئی ہے۔ یقیناً لکھنے والے کی کسی سے دشمنی یا رقابت نہیں ہے جو کچھ لکھا ہے دردمندی اور دلسوزی سے لکھا ہے کہ شاید منزل کے لئے درست راہ کے تعین میں مددگار بن سکے' آج نہیں تو کل' کل نہیں تو پرسوں۔

اللہ تعالیٰ سے بصمیم قلب دعا ہے کہ وہ اس محنت کو قبول فرمالے اور یہ مسلمان ملت کے لئے زادِ راہ ثابت ہو۔ لکھنے والے کی جھولی میں اجر کا سرمایہ بن جائے۔

آمین یارب العالمین

کیپٹن (ر) ڈاکٹر غلام سرور شیخ

10- اکتوبر 2004ء

☆ ☆ ☆

حق سے اگر غرض ہے تو زیبا ہے کیا یہ بات
اسلام سے محاسبۂ یورپ سے درگزر ؟

اقبالؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ○

تقریظ

پروفیسر طفیل احمد قاسمی

ایم - ایس سی -

گھات لگائے بیٹھے دشمن کی زد میں آ کر کوئی جان کی بازی ہار جائے تو وہ شہید ہے کہ بے خبری میں اس پر حملہ ہوا اور وہ دفاع کا حق استعمال نہ کر سکا۔ اس کے برعکس اگر کوئی اللہ کا بندہ متعلقہ شخص کو گھات میں بیٹھے دشمن سے اور اس کے اسلحہ کی نوعیت سے اچھی طرح آگاہ کر دے اور اس کے باوجود وہ شخص بچاؤ کرنے کی بجائے گھات والے دشمن کی زد میں آ کر جان گنوا بیٹھے تو جاننے والے یہی کہیں گے کہ اس نے خودکشی کی ہے وہ عقلمند نہیں تھا کہ اس نے پیشگی اطلاع سے فائدہ نہ اٹھایا۔

افراد کی طرح قوموں کی زندگی میں بھی ایسے مقامات آتے ہیں جب انہیں چھپے اور کھلے دشمن سے واسطہ پڑتا ہے بلکہ اسلام کا ابتدائی دور تو یہ بھی ثابت کرتا ہے کہ کھلے دشمن سے زیادہ خطرناک دوست نما دشمن ہوتا ہے جسے لوگ منافق کہتے ہیں۔ دشمنوں کے ساتھ منافقین کے ذکر سے تاریخ کا کوئی دور خالی نہیں رہا۔ عبداللہ ابن ابی کی نسل ہر دور میں مصروف عمل دیکھی گئی ہے۔

اسلام کے نظریہ حیات کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آنے والی اسلامی جمہوریہ پاکستان کو تخلیق کے پہلے روز سے ہی دشمنوں اور منافقوں سے واسطہ رہا جس کے سبب ماضی کے ماہ و سال اس طرح گزرے کہ مملکت بھنور میں پھنسی کشتی کی طرح ہچکولے کھاتے اپنا نصف گنوا بیٹھی۔

آج ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں گھات میں بیٹھے دشمن کی خبر نہ تھی۔ ہم یہ بھی نہیں کہہ سکتے کہ ہمیں دشمن کے ہتھیار کا علم نہ تھا اور مزید یہ کہ ہم یہ کہنے کی پوزیشن میں بھی نہیں ہیں کہ اپنی

صفوں میں موجود منافقین سے ہم متعارف نہ تھے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ ہمیں دشمن کا اس لئے علم تھا اور ہے کہ خود دشمن بہ بانگِ دہل اپنے دشمن ہونے کا اعلان کرتا رہا ہے۔ ہم اس کے ہتھیاروں سے بھی باخبر تھے کہ باخبروں نے ہمیں قدم قدم پر 'لحہ لحہ' وضاحت سے بتایا اور رہے منافقین تو پنجابی کی کہاوت'

''گھر دے جمیاں دے دندنئیں گنی دے''

(گھر میں پیدا ہونے والے کی عمر معلوم کرنے کے لیے دانت نہیں گنے جاتے کہ ویسے ہی عمر معلوم ہوتی ہے) کے مصداق ضمیر فروش منافقین کا بہت سے عوام وخواص کو پتہ ہے۔

اس کے باوجود ہم نے آنکھیں بند کئے 57ء سال کا سفر طے کرتے بہت کچھ گنوایا ہے مگر سنبھلنے کے امکانات آج بھی روشن دکھائی نہیں دیتے کہ ہم امریکی ایجنڈے پر دل و جان سے عمل کرتے بہت کچھ گنوا چکے ہیں جو باقی بچا ہے اسے گنوانے کے لئے بے چین دکھائی دے رہے ہیں۔

عبدالرشید ارشد ایک عرصہ سے گھات میں بیٹھے دشمنوں کی نشاندہی کے ساتھ ساتھ ان کے اسلحہ سے بھی قوم کو باخبر کر رہے ہیں۔ منافقین کے دشمن کے ساتھ تعاون کے انداز سے آگاہ کئے جا رہے ہیں مگر شاید ہم سنبھلنا نہیں چاہتے کہ ہمارے قدم تیزی سے اسی گہرے کھڈ کی طرف اٹھ رہے ہیں جو منہ کھولے سب کچھ ہڑپ کرنے کی فکر میں ہے۔

زیرِنظر تصنیف ''ورلڈ آرڈرز اور پاکستان'' بھی اسی آگاہی کی ایک کوشش ہے۔ اللہ تعالیٰ اسے بارآور فرمائے۔ مصنف کی محنت مقبول ہو۔ آمین یا رب العالمین۔

☆ ☆ ☆

خودی کو جب نظر آتی ہے قاہری اپنی
یہی مقام ہے کہتے ہیں جس کو سلطانی
اقبالؒ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم o

ابتدائیہ

انگریزی کی پوئٹری (Poetry) میں ایک نظم پڑھی تھی جس کا مرکزی خیال "There is a good time coming boys" تھا یہ 1947ء کے لگ بھگ کی بات ہے اور آج 2004ء ہے یعنی طویل 60 سالہ سفر سے صرف 3 ہی سال کم ہیں ستاون سالوں کی ہر صبح ہم اچھے وقت (Good Time) کا انتظار کرتے رہے مگر شائد یہ گڈ ٹائم ہم سے ناراض ہو گیا تھا کہ وہ ہمیشہ ہی ہم سے منہ چھپاتا رہا۔ آج تک سامنے نہیں آیا۔

ہماری پریشانی اپنی جگہ رہی۔ ایک روز خالق و مالک کی کتاب کھولی تو وہاں والعصر o ان الانسان لفی خسر پڑھا یعنی "گذرا اور گزرتا وقت گواہ ہے کہ زمانہ سراسر خسارے میں ہے" مگر یہاں یہ خسارہ مشروط تھا۔

ہم نے "گڈ ٹائم" کے نہ آنے اور اس خسارے پر شواہد ڈھونڈے تو معلوم ہوا کہ یہ خسارہ خالق نے ہم پر مسلط نہیں کیا۔ گڈ ٹائم کے راستے کی رکاوٹ ہم خود ہیں۔ خالق نے انسان کو ارادے کی آزادی دے کر دنیا میں عملی زندگی گزارنے کے لئے بھیجا تو آزاد مرضی والا انسان خالق کے مقابلے میں آ گیا اور لگا ہر شے کو للکارنے کہ ہے کوئی مجھ سے بڑا؟

نمرود و فرعون رب کے مقابل رب ہونے کے دعوے دار بنے تو ہر دور کے فرعون انہی کے نقوشِ پا پر چل نکلے اور یہ سلسلہ آج تک جاری و ساری ہے۔ یوں گڈ ٹائم کا چاند و سورج گہنا گیا جس پر پوری انسانیت گواہ ہے کہ نہ شرق سکھی ہے اور نہ غرب۔

نمرود و فرعون و شداد نے اپنے اپنے دور میں اپنے احکامات World Orders تحریری شکل میں نہ پھیلائے تھے جبکہ Goot Time کے دشمنوں' یہود و نصاریٰ نے اپنے اپنے ورلڈ آرڈرز کو تحریری شکل دی ہے اور وہ اپنے علاوہ ہر مخلوق کو اپنے تحریر کردہ ورلڈ آرڈر کے مطابق چلانے پر مصر ہیں۔ 20ویں صدی اور 21ویں کا آغاز گواہ ہے۔

الکفر ملۃ واحدہ کے مصداق سینہ دھرتی کا تمام کفر اپنے اپنے ورلڈ آرڈرز کے ساتھ ملتِ مسلمہ کے خلاف صف آراء ہے کہ اسے صفحہ ہستی سے مٹا دیا جائے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان ''سرخیل'' ہونے کے ناتے پہلا ٹارگٹ ہے۔ یوں ہر ورلڈ آرڈر اسی ٹارگٹ پر ٹھیک ٹھیک نشانے لگا رہا ہے۔ ہم اس نشانہ بازی کا نصف صدی سے شکار ہیں اور ٹھیک نشانے اس لئے کارگر ہو رہے ہیں کہ خارجی دشمن کو اندر سے معاونت مل رہی ہے۔ اندر کے میر جعفر و صادق عملاً خارجی دشمن کے ساتھ ضمیر کا سودا کئے رہتے ہیں۔

ان ورلڈ آرڈرز نے پاکستان میں کیا کیا گل کھلائے ہیں یہی اس کتاب کا عنوان ہے۔ یہی دل کے پھپھولے ہیں جو ہم نے پھوڑے ہیں۔ کاش قوم اور قوم کے راہبر کروٹ بدلتے اور خالق کے دیئے گئے ورلڈ آرڈرز پر صدق دل سے عمل کرتے کہ Good Time ہم دیکھ سکتے یا کم از کم آنے والی نسل کے دیکھنے کا یقین لئے یہ دنیا چھوڑتے مگر یوں لگتا ہے کہ میرا اور میرے جیسوں کا مقدر یہی کاش ہے کہ پٹ رہے ہیں اور کوئی ہاتھ نہیں پکڑتا!

کتاب کی تیاری اور معاونت میں جن محسنوں نے دامے درمے اور سخنے حصہ ڈالا ان کے لئے دل کی گہرائی سے دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ سب کے لیے زادِ راہ کے طور پر اس محنت کو قبول فرمائے۔ آمین یا رب العالمین۔

عبدالرشید ارشد
(10.10.04)

☆ ☆ ☆

دنیا کو ہے اس مہدئ برحق کی ضرورت
ہو جس کی نگہ زلزلۂ عالمِ افکار!
اقبالؒ

☆ ☆ ☆

عالمی سکھ، سکون اور خوشحالی کا ضامن یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر

روئے زمین پر آپ جدھر نظر دوڑائیں، ترقی یافتہ ممالک ہوں، ترقی پذیر ممالک ہوں یا غیر ترقی یافتہ ممالک، قدرِ مشترک کے طور پر آپ کو شرقاً" غرباً" اور شمالاً" جنوباً" بے سکونی، بے اطمینانی اور عدم تحفظ کا احساس ملے گا۔ یہ ممکن ہے کہ صورتحال کسی جگہ زیادہ ہو اور کسی جگہ کم محسوس ہو مگر اس کم محسوس ہونے میں "دور کے ڈھول سہانے" کو عموماً" بہت دخل ہوتا ہے۔ ہر خطہ کے عوام و خواص کی مشترک طلب خوشحالی بھی ہے کہ لوازمِ زندگی میں خوشحالی، سکھ چین اور تحفظ نہ ہو تو مقصدِ حیات کی تکمیل ہی نہیں ہوتی۔

"مقصدِ حیات" کی تکمیل کے لئے تخلیقِ آدم سے آج تک، ہر دور کے انسان نے انفرادی اور اجتماعی سطح پر ممکن حد تک کوشش کی ہے۔ اپنے اپنے دور میں حکمرانوں نے ورلڈ آرڈرز جاری کیئے تاکہ حصولِ مقصد سہل ہو جائے مثلاً" ایک ورلڈ آرڈر حضرت ابراہیم علیہ السلام کے دور میں نمرود کا تھا تو ایک حضرت موسیٰ علیہ السلام کے دور میں فرعونِ مصر کا تھا جس کا تسلسل آج تک یہود کا ورلڈ آرڈر ہے۔ اسی طرح افغانستان میں روسی شکست اور اس کے بکھرے شیرازے کے بعد بش، کلنٹن ورلڈ آرڈر ہے، علی ھذا القیاس، ہمارے چاروں طرف ورلڈ آرڈرز بکھرے پڑے ہیں۔

ہر دور کے ان ورلڈ آرڈرز کے باوجود دھرتی سکھ، سکون اور تحفظ کے تحفے سے محروم رہی ہے جس پر تاریخ کے اوراق گواہ ہیں۔ قرآنِ حکیم نے، اختصار اور فصاحت و بلاغت، جس کا اعجاز ہے، ایک مختصر جملے میں اس اٹل حقیقت کی یوں نشاندہی فرمائی ہے۔ والعصر ○ ان الانسان لفی خسر ○ یعنی زمانہ (ماضی و حال) اس بات پر گواہ ہے کہ انسانیت سراسر خسارے (انحطاط) میں ہے۔ اس خسارے پر کون گواہ نہیں ہے۔ اس خسارے کا سبب یہ ہے کہ مذکورہ ورلڈ آرڈرز کے ہر خالق کے پیشِ نظر صرف اپنی حکمرانی، اپنی انانیت یا اس سے تھوڑا آگے اپنی قوم کے مفادات تھے یا آج بھی ہیں۔

محدود سوچ رکھنے والا انسان کبھی اپنے خول سے باہر آکر کسی دوسرے کے لئے ایسا ورلڈ آرڈر بنائے' جس کے سبب اس کے علاوہ دوسرے لوگ بھی وہی کچھ حاصل کرپائیں ناممکن ہے' کہ انسان کی فطرت اور جبلتیں سدِراہ بنتی ہیں اس کسوٹی پر آپ یہود کا ورلڈ آرڈر یا بش' کلنٹن کا ورلڈ آرڈر پرکھ کر دیکھ لیجئے ہماری بات کا ثبوت مل جائے گا۔ انسانی فطرت میں دوسرے کو دبا کر رکھنے کا داعیہ ہے حسد اس کی جبلّت ہے اور جب ان داعیات کا حامل فرد یا افراد کوئی ورلڈ آرڈر بنائینگے تو ان کی بنیادی خواہش' دوسروں کے سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی پر اپنا محل تعمیر کرنے کی ہوگی۔

عقل و دانش اگر ساتھ ہو تو یہ تسلیم کر لینے میں ذرہ بھر دشواری پیش نہیں آتی کہ حقیقی اور نفع دینے والا ورلڈ آرڈر اسی حکمران کا جاری کردہ ہو سکتا ہے جو انسان کی زندگی اور موت پر قادر ہے' وسائلِ رزق جس کے قبضۂ قدرت میں ہیں اور اپنی تخلیق کی فطری خوبیوں خامیوں سے مکمل طور پر آگاہ بھی ہے اور سب سے بڑھ کر یہ کہ اسے ہمارے گزرے کل یا گزرتے آج ہی کی خبر نہیں بلکہ اسے ہماری زندگی کی آخری کل کی بھی مکمل خبر ہے یعنی ورلڈ آرڈر مکمل و اکمل اور قابل اعتماد اسی کا ہو سکتا ہے جو خالق ہے' قادر ہے' علیم و خبیر ہے اور حکیم و ودود ہے' رحمان و رحیم ہے۔ یہ لازمی مطلوبہ صفات ہیں۔

تاریخی اعتبار سے ورلڈ آرڈز کی ترتیب دیکھی جائے' جو آج کی دنیا میں کسی نہ کسی پہلو چل رہے ہیں' تو انہیں یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔

ا) خالق کائنات کا ورلڈ آرڈر' (آفاقی تعلیم انبیاء ورسل کے ذریعے) یعنی یونیورسل ورلڈ آرڈر

ب) یہود کا ورلڈ آرڈر (وثائق یہودیت - پروٹوکولز)'

ج) مسیحی ورلڈ آرڈر یا امریکی صدر بش یا بعد میں کلنٹن کا ورلڈ آرڈر'

د) اشتراکی ورلڈ آرڈر یا سوشلزم کا ورلڈ آرڈر (یہ فی الواقعہ یہودی ورلڈ آرڈر ہی کا دوسرا نام ہے۔ شواہد آگے آئیں گے)

"مقصدِ حیات" سکھ، سکون، تحفظ اور خوشحالی کے حوالے سے، ہم ایک ایک ورلڈ آرڈر پر اپنا نقطہ نظر آپ کے سامنے رکھیں گے۔ بہتر یہ ہے کہ ہم پہلے یہود و نصاریٰ کے ورلڈ آرڈرز کی جھلکیاں آپ کے سامنے رکھیں اور پھر خالقِ کائنات کے ورلڈ آرڈر پر تفصیلی بات کریں۔ خالق اور اس کے بندوں کے وضع کردہ ورلڈ آرڈرز میں ایک نمایاں بنیادی فرق یہ ہے کہ خالق کے ورلڈ آرڈر میں سب کے لئے بلا تفریق مذہب و ملت محبت مودّت و رحمت ہے، خیر خواہی ہے، مگر انسانوں کے وضع کردہ ورلڈ آرڈرز میں دوسروں کو غلام بنانے کے داعیہ کی بنیاد پر نفرت و حقارت ہے، سازشوں کا مکروہ جال ہے، قدم قدم پر بے ضمیری ہے۔ اختصار کے ساتھ جھلکیاں ملاحظہ فرمایئے۔ پہلے جیوش ورلڈ آرڈر (وثائق یہودیت - پروٹوکولز)

جیوش ورلڈ آرڈر (وثائق یہودیت، پروٹوکلز)

☆ "یہودیت کے خفیہ ریکارڈ کی رو سے 929 قبل مسیح میں، سلیمان اور یہود کے سربراہوں نے پر امن عالمی تسخیر کا عملی منصوبہ بنایا، تاریخ جوں جوں آگے بڑھی، اس کام میں ملوث افراد نے اس منصوبہ پر کام کر کے اس کی جزیات طے کیں۔ جس سے وہ بڑی خاموشی اور امن کے ساتھ یہود کے لئے تسخیر عالم کا خواب شرمندہ تعبیر کر سکیں اور یہ علامتی سانپ، یہودی منصوبے کی اس طرح تشریح کرتا ہے کہ سانپ کا سر، منصوبہ سازوں اور منتظمین کی علامت ہے تو دھڑ پوری یہودی قوم ہے۔ ان یہودی افراد اور انتظامیہ کو ہمیشہ عوام بلکہ یہودی قوم کی نظروں سے بھی اوجھل رکھا گیا ہے۔

پھر جن اقوام پر بھی یلغار کی گئی اس سانپ نے ان غیر یہود کے قلب و دماغ میں گھس کر ان کی حکومتوں کی قوت سلب کر لی۔ یہ کہا جاتا ہے کہ سانپ کا کام ابھی طے شدہ منصوبہ کے مطابق ختم نہیں ہوا، جب تک کہ یہ یورپ کے گرد اپنا گھیرا مکمل نہ کر لے بلکہ اس سے بھی آگے پوری دنیا اس کی کنڈلی میں نہ آ جائے۔ اس مقصد کا حصول ان ممالک کی معیشت پر مکمل قبضہ سے ممکن ہے۔

صیہونی علامتی سانپ کا سر، صیہونیت کے مرکز (القدس) تک اسی وقت پہنچ سکے گا جب یورپی ممالک کی تمام تر حاکمیت اس کے قدموں میں گر چکی ہو گی اور یہ سب کچھ اس وقت ممکن ہو گا جب معاشی بحران، ہمہ جہت تباہی و بربادی، مذہبی اور اخلاقی دیوالیہ پن، جس میں یہودی دوشیزائیں اہم کردار ادا کریں گی، اپنی انتہا کو پہنچے گی۔ اقوام عالم کی چیدہ شخصیات اور سربراہان مملکت کے اندر فحاشی کی سرائیت کا یہ یقینی راستہ ہے"۔

(Symbolic Snake of Judism - 14-15, Notes)

☆ "کوئی حکومت اپنے ہی ہاتھوں دم توڑ جائے یا اس کی اندرونی خلفشار اس پر کسی دوسرے دشمن کو مسلط کر دے، معاملہ جیسا بھی ہو، یہ ناقابل تلافی نقصان ہے اور اب یہ ہماری (حقیقی) قوت ہے۔ سرمایہ پر بلاشرکت غیرے ہمارا کنٹرول ہے (ورلڈ بنک اور عالمی مالیاتی ادارہ IMF وغیرہ) جو، ہم جس قدر چاہیں کسی حکومت کو دیں، وہ خوش دلی سے اسے قبول کرتی رہے یا پھر مالی بحران اس کا مقدر بنے"۔ (Protocols, 1:8 - page 1:8)

☆ "ہمارے عروج کو ان لوگوں نے بہت سہل کر دیا ہے جن سے تعلقات کو ہم نے انسانی ذہن کے حساس نقطہ' روپیہ پیسہ' طمع و لالچ' مطلوب مادی وسائل کے عدم توازن جیسی کمزوریوں پر مرکوز رکھا اور ان میں سے ہر کمزوری اپنی جگہ حقیقی قوتِ عمل کو مفلوج کر دینے والی ہے اور اس کے سبب وہ کسی "فعال" کے پاس "گروی" ہو جاتے ہیں"۔ (Protocols 1:27, page - 26)

☆ "جہاں تک ممکن ہو ہمیں غیر یہود کو ایسی جنگوں میں الجھانا ہے جس سے انہیں کسی علاقے پر قبضہ نصیب نہ ہو بلکہ وہ جنگ کے نتیجے میں معاشی تباہی سے دو چار ہو کر بدحال ہوں اور پھر پہلے سے تاک میں لگے ہمارے مالیاتی ادارے (ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف وغیرہ) امداد فراہم کریں' جس امداد کے ذریعے بے شمار نگران آنکھیں ان پر مسلط ہو کر ہماری ناگزیر ضرورت کی تکمیل کریں گی' خواہ ان کے اپنے اقدامات کچھ بھی کیوں نہ ہوں۔ اس کے ردعمل میں ہمارے اپنے بین الاقوامی حقوق ان کے قومی حقوق کو بہا لے جائیں گے' پھر یہ حق اسی انداز سے ان کے جملہ حقوق و معاملات پر لاگو ہو جائے گا جس طرح کبھی ان کی اپنی حکومت ان سے معاملہ کیا کرتی تھی"۔ (Protocols, 2:1, page - 27)

☆ "(جہاں ہم کامیاب ہونگے) عوام میں سے جو بھی انتظامیہ ہم منتخب کریں گے اپنی (صیہونی) وفاداریوں کی تکمیل کی صلاحیت کے حوالے سے وہ ان حکومتوں کے اپنے تیار کردہ افراد کی طرح تربیت یافتہ نہ ہونگے بلکہ بچپن سے کرہ ارض پر حکمرانی

کے لئے زیر تربیت رکھے گئے وہ لوگ ہونگے جو مہروں کی طرح
ہمارے ماہرین، مشیروں اور دانشوروں (بلکہ اب بیرونی سرمایہ
کاروں - ارشد) کے اشارہ ابرو کو سمجھیں گے اور عمل کریں گے
جیساکہ آپ جانتے ہیں ہمارے یہ ماہرین، مشیر، دانشور (اور اب
بیرونی سرمایہ کار بھی) اپنے حکمرانی کے تقاضوں کی تکمیل کی خاطر
مطلوب معلومات، تاریخی نچوڑ، ہمارے سیاسی عزائم اور ہر گزرتے
لمحہ کے واقعات و مشاہدات سے لیتے ہیں، غیر یہودیوں کو غیر
متعصب حتمی تاریخی مشاہدات سے عملی راہنمائی دینے کے بجائے
محض غیر عملی معلومات فراہم کی جاتی ہیں اس لئے ہمیں ان کے
لئے فکرمند ہونے کی چنداں ضرورت نہیں ہے۔ وقت معینہ
آنے تک ان کو اسی خوش فہمی میں لگا رہنے دو"۔ (27,28 -

(Protocols, 2:2, page

☆ "حکومتوں کے ہاتھ میں رائے عامہ بنانے کے لئے،
عوام کے ذہنوں کو ایک جہت دینے کے لئے، آج پریس کی
زبردست قوت موجود ہے، (اور ریڈیو، ٹی وی ڈش بھی - ارشد)
پریس کا کردار یہ ہے کہ وہ ہماری ناگزیر ترجیحات کو موثر انداز میں
پھیلائے، عوامی شکایات کو اجاگر کرے اور عامتہ الناس میں بے
چینی پیدا کرے، پریس ہی کے ذریعے آزادیِ اظہار ایک قوت بن
کر ابھرتی ہے غیر یہودی حکومتیں ابھی اس ہتھیار کے موثر
استعمال سے واقف نہیں ہیں اور یوں پریس ہمارا مطیع فرمان ہے
یہ پریس ہی ہے جس کے سبب خود پس پشت رہتے ہوئے ہم نے
طاقت حاصل کی ہے۔ پریس (اب ریڈیو، ٹی وی اور ڈش بھی -
ارشد) ہمارے لئے کھرا سونا ہے ......> (29 - 2 : 5, page

(Protocols,

برطانوی وزیراعظم ڈسرائیلی جو صیہونیت کا پرجوش مبلغ تھا' کہتا ہے کہ :-

☆ "یہود کا مقصد وحید یہ نہیں ہے کہ یہودی مہاجرین گلے(ریوڑ) کی شکل میں گھومتے پھرتے دنیا کے کسی کونے میں زندگی بسر کرنے کی کوئی جگہ پالیں' بلکہ وہ وقت آئیگا جب پوری دنیا پر یہودی تعلیمات چھا جائیں گی اور قوموں کی عالمی برادری میں' فی الحقیقت یہود عظیم تر اسرائیل کے مالک ہونگے اور دوسرے تمام مذاہب مٹ جائینگے"

("Jewesh World of London" Feb; 3,1893)

اس میں کوئی شک نہیں ہے کہ مذکورہ بیان کا ایک ایک لفظ اپنے اندر معنی و مطلب رکھتا ہے کیونکہ منصوبہ کا ایک حصہ برطانیہ ہی کی سرپرستی میں 1948ء میں موجودہ اسرائیل کی شکل میں پورا ہو چکا ہے جبکہ قوموں کی عالمی برادری(UNO) انکے حقیقی مقصد کی تکمیل کیلئے امریکہ اور برطانیہ کی سرکردگی میں' مُعروف ہے اور "عالمی بنک' عالمی مالیاتی ادارہ" مقصد کے جلد حصول کی خاطر ہمہ جہت مُعروفِ پیکار ہے۔ ان تینوں اداروں کا ترجیحی ہدف اسلامی ممالک خصوصا" پاکستان ہے 67ء کی جنگ کے بعد پیرس میں منعقدہ تجزیاتی کانفرنس سے اسرائیل وزیر اعظم بن گوریاں کہتا ہے کہ :-

☆ "عالمی یہودی تحریک کو' اپنے لئے پاکستانی خطرے کو نظر انداز نہیں کرنا چاہیے اور پاکستان اس کا پہلا ہدف ہونا چاہئے کیونکہ یہ نظریاتی ریاست یہودیوں کی بقا کیلئے سخت خطرہ ہے اور یہ کہ سارا پاکستان عربوں سے محبت اور یہودیوں سے نفرت کرتا ہے۔ اس طرح عربوں سے انکی محبت ہمارے لئے عربوں کی دشمنی سے زیادہ خطرناک ہے لہٰذا عالمی یہودی تنظیم کو پاکستان کے خلاف فوری اقدام کرنا چاہیے۔

بھارت پاکستان کا ہمسایہ ملک ہے جس کی ہندو آبادی پاکستان کے

مسلمانوں کی ازلی دشمن ہے جس پر تاریخ گواہ ہے ۔ بھارت کے ہندو کی اس مسلم دشمنی سے فائدہ اٹھاتے ہوئے' بھارت کو استعمال کرتے ہوئے' پاکستان کے خلاف کام کا آغاز کرنا چاہیے ہمیں اس دشمنی کی خلیج کو وسیع تر کرتے رہنا چاہیے۔ یوں پاکستان پر کاری ضرب لگا کر ہمیں اپنے خفیہ منصوبوں کی تکمیل کرنا ہے' تاکہ صیہونیت اور یہودیت کے یہ دشمن ہمیشہ کیلئے نیست و نابود ہوں"

Bin
Goriyan, Prime Minister, Jewish Cranical 19.8.67)

مذکورہ تجزیہ کے بعد اب انکے عملی اقدامات کیلئے چند نقاط بھی اختصار کے ساتھ ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ آپ جیوش ورلڈ آرڈ کو عملی میدان میں کام کرتا دیکھ کر پہچان سکیں۔ جو کچھ پیش کیا جا رہا ہے نہ یہ سب کچھ ہے اور نہ ہی یہ بہت کچھ ہے بلکہ نمونہ مشتے از خروارے کے مصداق بہت ہی کم ہے۔

بقول انکے' یہود کا ایمان ہے کہ :-

☆ 1- اگر یہودیوں کو اس دنیا میں پھلنا پھولنا ہے تو انسان کے دل و دماغ سے انکے پیغمبروں کی محبت' ایمانیات اور انکی رسوم و رواج کی اعلی اقدار کو تہس نہس کرنا بلکہ کھرچ کر نکالنا ہو گا

☆ 2- مذکورہ مقصد کی تکمیل کیلئے یہودیوں کو غیر یہودیوں میں معاشی 'لسانی 'علاقائی اور مذہبی تعصبات کی آگ کو بھڑکانہ ہو گا۔

☆ 3- "عیسائی پادری ہوں یا مسلمان علماء ہر کسی کی کوئی نہ کوئی قیمت ضرور ہوتی ہے - سونے کی چمک کے سامنے کوئی نہیں ٹھر سکتا۔ ایسے بکاؤ مال سے ربطہ قائم رہنا چاہیے"

☆ 4- "عیسائی اور مسلمان علماء کو تبلیغ دین کے نام پر مالی امداد فراہم کی جائے تو وہ اس بنیاد پر اپنے کام کو پھیلا لینگے۔ پھر اچانک

ہاتھ روک کر انہیں پریشان کیا جا سکتا ہے کہ پچھلے کام کو کیسے ترک کیا جائے لہٰذا اس صورت حال میں وہ یہودی مقاصد کی تکمیل کی خاطر مشروط مالی امداد قبول کرنے پر بھی رضا مند ہو جائینگے"

☆ 5- "یہودی مقاصد کی تکمیل اور فوری نتائج کیلئے ایک سیاسی طالع آزما کی تلاش بے حد اہم ہے جس کی پشت پر مخصوص پراپیگنڈہ ہو۔ اس سیاسی طالع آزما کو اگر اپنی(یہود) طرف سے حصول اقتدار کیلئے امداد کا وعدہ 'موثر تشہیر' جامع پروگرام اور منصوبہ بندی کے ساتھ ساتھ یہ یقین بھی دلا دیا جائے کہ تمہارے اقتدار میں آنے سے قوم کی تقدیر بدل جائیگی اور تمہارے اقتدار کو اس سبب سے استحکام مل جائے گا تو وہ ہمارے مقاصد پورے کرنے میں کوئی کسر نہ چھوڑے گا"

☆ 6- "یہودی جہاں بلاواسطہ کامیاب ہونے میں دشواری محسوس کرتے ہیں وہاں وہ بالواسطہ طور پر عوامی مقرر قسم کے لوگوں کو سامنے لاتے ہیں کیونکہ کچھ لوگ پیٹ کے بھوکے ہوتے ہیں تو کچھ لوگ شہرت کی بھوک میں بلکتے ہیں ۔ شہرت اور دولت کے ایسے بھوکے اگر کبھی بھٹکنے لگیں تو یہودی انہیں غیر موثر بنا کر فہرست سے اگلا مہرہ سامنے لے آتے ہیں ایسا جو شخص بعد از تلاش بسیار ہتھے چڑھ جاتا ہے' یہودی تنظیم اپنے تمام ذرائع سے اسے عوام میں مقبولیت دلانے کیلئے اہم کردار ادا کرتی ہے اور یوں اس شخص پر اسکی محسن' صیہونیت کی گرفت مضبوط تر ہوتی جاتی ہے پھر ایسے شخص کو جب اقتدار سے الگ کرنے یا عوام کی نظروں سے گرائے جانے کی دھمکی دی جاتی ہے تو وہ اس بلیک میل میں یہودی مقاصد کی تکمیل کیلئے ہر کام کرنے پر آمادہ ہو جاتا ہے خواہ یہ کسقدر شرمناک ہو یا مذہب سے متصادم"

☆ 7- "اوپر بیان کیا گیا فارمولا شاعروں' ادیبوں اداکاروں 'صحافیوں اور دوسرے تعلیمی یافتہ طبقوں مثلاً" اساتذہ 'پروفیسرز' وکلاء اور ڈاکٹر حضرات کیلئے بھی موثر ہے۔"

☆ 8- "یہود حتی الامکان اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ دشمن ممالک میں انکی تمام تر اخلاقی 'سماجی' معاشرتی' تعلیمی' روحانی اور مذہبی اقدار کو تلپٹ کر دیا جائے - سماجی اور معاشی برائیوں کو فروغ دیا جائے مثلاً" فحاشی' رشوت ستانی وغیرہ سے عوام کی حقیقی مسرت کو "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دو بار نیست"" امن کو تخریب و سازش' اور راحت کو لالچ و ہوس کے حوالے سے متعارف کرایا جائے۔" (ریڈیو' ٹی وی 'ڈش اور بعض جرائد یہ خدمت سرانجام دے رہے ہیں۔ ارشد)

☆ 9- "یہود اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ سائنسی طریقوں سے بیماریاں پیدا کی جا سکتی ہیں اور اس مقصد کے حصول کی خاطر انکے ڈاکٹر اور سائینسدان ہمہ وقت معروفِ عمل ہیں" (ایڈز اسکی منہ بولتی مثال ہے کہ انسان کی قوتِ مدافعت چھین لینے والے جراثیمی بم کی تیاری کے دوران' لاپرواہی سے بنانے والے خود متاثر ہوئے' ان سے یہ ایڈز آگے پھیلی)

نمونے کے یہ چند نقاط کسی بھی باشعور کی آنکھیں کھولنے کیلئے کافی ہیں۔ چہار سو پھیلے معاملات مسائل اور ان کو حل کرنے کے دعویداروں کے عمل پر نظر دوڑایئے ہر کردار' ہر مہرہ' بلا کسی نقاب کے' آپ سامنے کھڑا پائینگے۔ انہیں پہچاننے کیلئے عقل و دانش و بصیرت کی کثیر مقدار کی ضرورت نہیں ہے۔ یہود کی عالمی تنظیم میں شامل منصوبہ سازوں نے ہر ملک سے اپنے ڈھب کے افراد تلاش کرنے کی خاطر' وقار اور شہرت کے بھوکوں کو پھانسنے کیلئے عالمی رفاہی اداروں کے بھیس میں بے شمار ذیلی تنظیمیں

بنا رکھی ہیں مثلاً" لائنز انٹرنیشنل، روٹری انٹرنیشنل، رائیٹرز گلڈ، ڈائینرز کلب طرز کے ادارے ہیں، ملک کی بااثر شخصیات، جنکی ممبرشپ اور بیج لگانے کے شوق میں آگے قدم بڑھا کر فری میسنز کا چارہ بن جاتی ہیں۔ ہم یہ نہیں کہتے کہ مذکورہ طرز کے اداروں کا ہر ممبر لازما" فری میسن تحریک کا ممبر ہے۔ بہت ہونگے جن پر یہ حقیقت آشکارا نہ ہو گی مگر بہت ایسے بھی ہیں جو پیچھے ہٹنے کا راستہ بند پا کر بہ امرِ مجبوری صیہونیت کے مقاصد کی تکمیل میں لگے ہیں۔

یہود نے عالمی سطح پر اپنے مذموم مقاصد کی تکمیل کیلئے اپنے تین شعبوں کو منظم کیا ہے۔ ان کا مختصر تعارف بھی جیوش ورلڈ آرڈ کو سمجھنے میں مد و معاون ثابت ہو گا۔ یہ تین شعبے شارک یہودی، عکسریہ یا جبریہ اور تخریب کار ہیں۔ یہ سب آپس میں باہم مربوط، عالمی صیہونی تحریک کے مقاصد کی تکمیل کیلئے ہمہ جہت کام کرتے ہیں۔ اس کام کو آپ اپنے ملک کے ماضی اور حال پر منطبق کر کے دیکھئے ہر ہر قدم پر انکی فعالیت پر آپ کا قلب و ذہن اور شعور آپ کو راہنمائی فراہم کرتا نظر آئے گا۔ اگر عقیدے اور وطن سے محبت آپ میں موجود ہے تو مستقبل کے خطرات سے بچنے کیلئے ہاتھ پاؤں ہلانا آپ پر فرض ہے کہ مستقبل کا مورخ آپ کیلئے کلمہ خیر کہنے کا جواز موجود پائے۔

شارک

☆ "شارک سرمایہ دار ہے اور سود کیلئے سرمایہ پھیلا کر اپنا شکار قابو کرتا ہے۔ وہ یہودی مقاصد کے حصول کی خاطر سرمایہ لگا کر غیر یہودی دانشوروں، صحافیوں، سیاستدانوں، ریڈیو ٹیلی وژن کے فنکاروں، شاعروں اور ادیبوں کو پس پردہ رہ کر خریدتا ہے وہ بنیادی اسامیوں پر تعینات بااثر سرکاری، نیم سرکاری افسران کو خریدتا ہے تاکہ ملک کی سیاسی، معاشرتی اور معاشی حیثیت پر کاملا اسکی

گرفت مضبوط ہو، خصوصاً" جہاں انکا تعلق ملک کی خفیہ ایجنسیوں سے ہو یا ملکی پالیسی بنانے والوں سے۔

شارک ،ملک کے اندر ایسی تنظیموں کو بھی مالی امداد دیتے ہیں جو توڑ پھوڑ پر ایمان رکھتی ہیں۔ وہ قتل و غارت گری، لوٹ کھسوٹ، آتش زنی اور ڈاکے جیسے قبیح واقعات کی سرپرستی کرتے ہیں۔ زیر زمین رہ کر سیاسی عدم استحکام کیلئے ہنگامے اور جلوس اور دیگر غیر شائستہ سرگرمیوں میں ملوث افراد کو مالی کمزوری کا احساس نہیں ہونے دیتے۔

شارک، جنگ کے مواقع پیدا کرنے کیلئے ،مختلف قسم کے قضیوں کی خاطر اکساہٹیں پیدا کرنے کیلئے سرگرم عمل رہتا ہے۔ (71ء کی پاک بھارت جنگ، 67ء کی عرب اسرائیل جنگ، ایران عراق اور کویت عراق جنگیں اس کا عملی ثبوت ہیں۔ ارشد)

عسکریہ

☆ "دنیا بھر میں پھیلے ایجنٹوں کی راہنمائی، رابطہ، ان سے رپورٹیں لینا، اسی مناسبت سے ہدایات جاری کرنا اس شعبہ کا کام ہے تاکہ دنیا کے ہر کونے میں کام ایک ہی نہج پر ایک ہی رفتار سے ہو۔ یہ دراصل ربیوں کی مرکزی کونسل کے پیرس میں متعین ربی اعظم کے اشاروں کی تکمیل کا شعبہ بھی ہے۔ جو عالمی حالات پر ہمہ وقت نظر رکھتا ہے"

تخریب کار

☆ "یہودی مقاصد کی تکمیل کیلئے سرگرم عمل گروہ میں مارکس اور اینگلز کی منصوبہ بندی کے مطابق سوشلسٹ/کیمونسٹ بھی شامل ہیں ان کا ایمان ہے کہ مزدور کسی بھی ملک میں، کسی بھی وقت بے چینی پیدا کرنے کیلئے مؤثر قوت ہے جس کے ذریعے

کسی ملک کی پیداواری صلاحیت کو تباہ کر کے اسکی معاشی' اخلاقی'
سیاسی ساکھ پر کاری ضرب لگا کر افراط زر سے عوام الناس میں بے
چینی پیدا کی جا سکتی ہے۔ عالمی سطح پر مزدوروں کو کنٹرول کرنے
کیلئے یو این او کا ذیلی اداہ آئی ایل او ہے تو روس کے اندر پولٹ
بیورو۔ ان اداروں کی پہلی اور آخری کوشش یہ ہے کہ مزدور
کبھی محبِ وطن نہ بن سکیں۔
یہود کے شعبہ تخریب کا دائرہ عمل کسی ملک کی مسلح افواج تک
بھی پھیلتا ہے ــــــ مسلح افواج' جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔
درپردہ یہود سب سے پہلے ترقی و اقتدار کے بھوکے فوجی افسران کو
فرداً" فرداً" اپنے شیشے میں اتارتے ہیں پھر اعتماد میں لئے گئے ان
لوگوں کو باہم ملواتے ہیں - پھر افواج میں سے اپنے خریدے
ایجنٹوں کے ذریعے علاقائی لسانی' قومی' مذہبی تعصبات کو ہوا دی
جاتی ہے تاکہ نفرتوں کے شعلے بھڑکیں اور اتحادِ مملکت پارہ پارہ
ہو۔"

جیوش ورلڈ آورڈز اور یہودی ریاست

یوں تو قدم قدم پر جیوش ورلڈ آورڈ کے کرشمے دیکھنے والے کے سامنے آتے
ہیں مگر ہم یہاں عالمی تناظر میں واقعات کا تسلسل آپ کے سامنے رکھتے ہیں جس سے
مذکورہ تمام باتوں کی تصدیق ہو گی - 1895ء میں یہودیوں کی عالمی کانفرنس سوئٹزر لینڈ
میں منعقد ہوئی جس میں ڈاکٹر ہرزل نے یہودی ریاست کیلئے منصوبہ پیش کیا - 1896ء
میں متحدہ ہندوستان میں طاعوان کی وبا پھوٹ نکلی جس پر قابو پانے کے بہانے یہودی
ڈاکٹر ھفکن بمبئی پہنچا جس نے وبا پر کنٹرول کی آڑ میں ہزہائی نس پرنس آغا خان سے
ملاقات کر کے انہیں اس بات پر آمادہ کر لیا کہ وہ ترک حکمران سلطان عبدالحمید کو آمادہ
کریں کہ وہ یہودیوں کے ہاتھوں فلسطین کی کچھ اراضی فروخت کر دے مگر آغا خان کو

سلطان نے صاف جواب دے دیا کہ وہ ایک انچ جگہ یہود کو نہ دے گا اس پر یہود نے 1905ء میں جنگ عظیم اول کا یوں منصوبہ طے کیا کہ :-

☆ عالمی جنگ ہو جس میں برطانیہ لازماً" حصہ لے'

☆ ترکی کو ہرحال میں برطانیہ کے خلاف جنگ میں ملوث کیا جائے'

☆ ترکوں کو ہر حال میں شکست دی جائے'

☆ اقوامِ متحدہ تشکیل دی جائے (League of Nations) جو یہودی مقاصد کو تحفظ دے'

☆ برطانوی حکومت کی سرپرستی میں یہودی ریاست قائم ہو'

☆ ☆ ☆

روحِ سلطان رہے باقی تو پھر کیا اضطراب
ہے مگر کیا اس یہودی کی شرارت کا جواب ؟
کیا بتاؤں کیا ہے کافر کی نگاہِ پردہ سوز
مشرق و مغرب کی قوموں کیلئے روزِ حساب !
اقبالؒ

☆ ☆ ☆

اشتراکی ورلڈ آورڈ

اشتراکیت بذات خود کوئی چیز نہیں ہے بلکہ یہ یہود ہی کی اختراع ہے ۔ کیمونزم کا مادہ کیمون ہے جو یہودیوں کا مذہبی ادارہ ہے یہود ہی کی منصوبہ بندی تھی کہ روس کے اندر پہلے مرحلے میں بالشویک انقلاب لایا جائے جس کے نتیجے میں سوشلزم آئے اور بالا آخر یہی سوشلزم کیمونزم بن جائے۔ اس حقیقت پر مندرجہ ذیل آرا روشنی ڈالتی ہیں۔

☆ "کیمونزم کی روح دراصل یہودیت کی روح ہے" (انیسویں صدی اور بعد" لندن' صفحہ 29 جنوری 1929ء 'از پروفیسر ایف اے' اوسینڈوسکی)

☆ "یہودیت کے بے شمار اعضاء و جوارح کیونزم کی ترویج کیلئے قوت فراہم کرتے ہیں" (ڈاکٹر آسکر لیوی (یہودی) "دی ورلڈ سگنیفائز دی رشین ریوولیوشن" صفحہ 12 آکسفورڈ 1920ء)

☆ "کیمونسٹ پارٹی نے اپنی تاسیس ہی سے یہودیوں کو اپنی صفوں میں سمونا شروع کر دیا تھا" (ڈاکٹر الیگزانڈر ایس کو ہنگی "ان کنٹیمپریری جیوش ریکارڈ۔ امریکن جیوش کمیٹی صفحہ 471 -1940ء)

اشتراکی ورلڈ آرڈر اگر کسی نہ کسی پہلو تھا بھی تو وہ روس کے افغانستان میں شکست کھانے کے ساتھ 'روسی فیڈریشن میں شامل ریاستوں کی علاحدگی کے بعد دم توڑ گیا۔ گورباچوف کے زمانے میں ہی کیمونزم کے غبارے سے ہوا نکل گئی تھی اور کیمونزم کی سرخ جنت 'سے بھاگنے والوں نے سکھ کا سانس لیا تھا۔

مسیحی ورلڈ آرڈر

روس کی شکست کے بعد امریکہ نے اس زعم میں کہ اب اس دھرتی پر صرف وہی ایک بڑی قوت (بزعم خویش سپرپادر) ہے' عالمی سطح پر اپنی اجارہ داری بنانے کے نقطہ نظر سے ایک ورلڈ آرڈر متعارف کرایا۔ امر واقع یہ ہے کہ یہ ورلڈ آورڈ صرف عالم اسلام کیلئے وضع کیا گیا کیونکہ روس کی شکست کے بعد جب امریکی ذمہ داروں سے سوال کیا گیا کہ اب جبکہ آپ کا حریف کمزور ہو چکا ہے فوجی بجٹ میں کمی آنی چاہیے' اب تو کوئی آپ کا دشمن نہیں ہے' تو برملا جواب دیا گیا کہ ہمارا دشمن اسلام تو میدان میں موجود ہے جس سے ہم غافل نہیں ہو سکتے لہٰذا فوجی بجٹ میں کمی نہیں ہو سکتی۔ یہی بات NATO کے سیکرٹری نے بھی کہی تھی۔

مسیحی ورلڈ آرڈر یا امریکی ورلڈ آرڈر' جیوش ورلڈ آرڈر کی طرح سیانوں کا لکھا نوشتہ نہیں ہے بلکہ مجذوب کی بڑ کی طرح عالمی سطح پر امریکی غنڈہ گردی کیلئے یہ ایک دھمکی سے زیادہ حقیقت نہیں رکھتا (ہم نے بڑی سوچ کے بعد انتہائی محتاط لفظ غنڈہ گردی تجویز کیا ہے ورنہ امریکہ اور اسکے حواری اس سے بہت آگے ہیں جن کی مثالیں ہم پیش کرینگے) ایک جملے میں اس کا خلاصہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے کہ "امریکی مفادات کی خاطر امریکہ ہر ضابطہ اخلاق سے انحراف کرتے ہوئے ہر جگہ ہر طرح کی کاروائی کا حق رکھتا ہے" گویا بھیڑیا جس بھیڑ کو ہڑپ کرنا چاہے' بھیڑ کی ہر دلیل اس کے سامنے بے حقیقت ہے۔

مسیحی ورلڈ آرڈر بھی فی الواقعہ یہود ہی کی تخلیق ہے اور یہودی مفادات کے تحفظ کیلئے ہے مسیحی صرف یہود کے مہروں کے طور پر دنیا کی بساط میں معروفِ عمل ہیں۔ مسیحی تو اس حد تک بے بس یا احمق ہیں کہ یہود نے انہیں مذہب کے نام پر جو دیا اسے سینے سے لگا کر بیٹھ گئے۔ اسکی صرف ایک مثال ملاحظہ فرمایئے۔ 1945ء کے لگ بھگ جب بحرِ مردار کے قریب قمران کے غاروں سے اتفاقاً" چرواہوں کے ہاتھ لگے مخطوطات منظر عام پر آئے تو مسیحی حضرات نے کہنا شروع کیا کہ ان قدیم مخطوطات سے

موجودہ انجیل کی "صحت و حقانیت" ثابت ہوتی ہے مگر جب اصل حقائق سامنے آئے تو مسیحی برادری کا سر شرم سے جھک گیا - ایک خبر سے اقتباس دیکھئے:

☆ "عیسائیت کے بنیادی عقائد یہودیوں کے وضع کردہ تھے" (سرخی)

بحر مردار کی غاروں سے قدیم مخطوطات کی دریافت نے یہودیت اور عیسائیت کے موجودہ عقائد کی حقیقت واضح کر دی ہے۔ اسرائیل نے سالہا سال تک ان مخطوطات کو ہوا نہیں لگنے دی۔ نیویارک (انٹرنیشنل ڈیسک) بحر مردار سے جو قدیم تحریری نوادرات مخطوطات کی شکل میں برآمد ہوئے ہیں محققین کو اس پر کام کرنے کی اجازت دے دی گئی ہے۔ لانگ بیچ کیلیفورنیا سٹیٹ یونیورسٹی میں مشرق وسطیٰ کے مذاہب کے پروفیسر رابرٹ ایزمن نے حال ہی میں ان مخطوطات کا دقیق مطالعہ کرنے کے بعد یہ انکشاف کر کے علم کی دنیا میں تہلکہ مچا دیا ہے کہ عیسائیوں کا حضرت یسوع مسیح (علیہ) کو "صلیب" دیئے جانے کا عقیدہ دراصل ایک قدیم یہودی فرقے کی اختراع ہے۔ بحر مردار کے مخطوطات کا مصنف ایک یہودی تحریک سے تعلق رکھتا تھا اور اس نے ابتدائی مسیحی نظریات کی تشکیل میں بنیادی کردار ادا کیا............"

یہود کے مسیحی حکومتوں پر خصوصی اثرات کا اندازہ ان حقائق سے لگا لیجئے کہ امریکہ کا صدر منتخب ہونے کیلئے یہود کو خوش رکھنا ضروری ہے یہود کے ووٹ کم بھی ہوں تو سرمایہ ووٹ خرید کر اسکی کمی پوری کر دیتا ہے یوں یہودی یورپی ممالک کے پکے اور کھرے محسنوں کی فہرست میں صف اول کے محسن شمار ہوتے ہیں اور ایسے محسنوں کو خوش رکھنے، تحفظات فراہم کرنے کی خاطر اخلاق سے عاری ایک نہیں دسیوں ورلڈ آرڈر متعارف کرائے جا سکتے ہیں۔ ان تحفظات کیلئے امریکہ، برطانیہ یا

فرانس ہی مستعد نہیں پائے جاتے بلکہ .U.N.O اور اسکے ذیلی مالیاتی ادارے ورلڈ بنک اور IMF ہوں یا .I.L.O اور سماجی خدمات کے بھیس میں دوسرے عالمی ادارے ہوں جنکے کارندے کھلے کانوں اور کھلی آنکھوں کے ساتھ بھاری پرس کے سہارے ہمہ وقت' ہمہ جہت مُعروف رہتے ہیں۔

مسیحی ورلڈ آرڈر کا عملی اطلاق

جیسا کہ ہم ابھی عرض کر چکے ہیں کہ اگر بھیڑیا بھیڑ کو کھانا چاہے تو بھیڑ کی کوئی دلیل اسے باز نہیں رکھ سکتی اور اسے سزا مل کر رہتی ہے' مسیحی ورلڈ آرڈر اپنے قول و فعل سے کسی طرح بھی بھیڑیئے والے روّیہ سے مختلف نہیں ہے مثلاً"

☆ لیبیا پر بلاجواز فضائی حملے' فضائی ناکہ بندی اور اقتصادی پابندیاں لگانا'

☆ پانامہ پر خود ساختہ جواز سے چڑھائی کرنا پانامہ کے داخلی معاملات میں کھلی مداخلت اور اس کے ملکی وقار کی تذلیل کرنا'

☆ ایران پر شب خون مارنا جس کی بین الاقوامی قانون کسی طرح اجازت نہیں دیتا'

☆ اسرائیل کو عراق سے ممکنہ خطرہ کے خلاف تحفظ فراہم کرنے کیلئے' نیز امریکی یورپی گرتی معیشت کو سہارا دینے اور جنگ کی آڑ میں عربوں کے مال سے اسرائیل کو اسلحہ پہنچانے کیلئے' عراق کو اکسا کر کویت پر حملہ کرانے اور پھر کویت کی مدد کی خاطر عراق پر حملہ کرنا بھی ورلڈ آرڈر کا حصہ ہے۔

☆ عراق پر دوبارہ' سہ بارہ حملہ کرنا' کبھی کویت کی حمایت کے نام پر تو کبھی کردوں کے تحفظ اور فلائی زون کا تقدس بحال کرنے کیلئے۔

ورلڈ آرڈر کے اطلاق کی یہ چند بڑی بڑی مثالیں ہیں جو مسیحیت کے بقول' انکے نمبر ایک دشمن 'مسلمان کے خلاف اور نمبر ایک محسن' یہودی کو ہر تحفظ فراہم کرنے کیلئے کی گئی کاروائی ہیں - لیبیا ہو یا عراق اس سے امریکہ 'برطانیہ یا فرانس وغیرہ کو عملاً" کوئی خطرہ نہیں ہے خطرہ ہو سکتا ہے تو اسرئیل کو - اس خطرے کو کم و بیش ایک صدی کے چوتھائی تہائی یا نصف تک دور رکھنے کیلئے" زیادہ خطرناک" کو مفلوج کرنا ضروری تھا اور اسرئیل کے گرد و پیش زیادہ خطرناک' لیبیا اور عراق تھے - شام 'اردن اور مصر وغیرہ سے اسرئیل کو کوئی خطرہ نہیں کہ وہ امریکہ نواز ہیں بلکہ سچائی تو یہ ہے کہ اگر ا = ب کے اور ب = ج کے ہو تو لامحالہ ا = ج کے ہے 'عرب امریکہ نواز ہیں اور امریکہ یہود نواز تو عرب بھی یہود نواز ٹھہرئیں گے۔

انہی عربوں خصوصاً" سعودیہ اور کویت وغیرہ سے حمایت کے نام پر مغربی اتحادیوں نے جو زرِ تعاون حاصل کیا وہ امریکہ اور دوسرے یورپی ممالک کا کئی سالوں کا بجٹ ہے اور یہ زرِ تعاون یہود کے مالیاتی اداروں (بنکوں) کے استحکام کا ضامن بنا ہے(اگرچہ پہلے بھی عربوں کا تمام تر سرمایہ یہودیوں کی سرپرستی میں چلنے والے بنکوں میں ہی ہے) اسی طرح یورپی ممالک سے جو اسلحہ عراق کے خلاف استعمال کی خاطر لایا گیا اس کا معتدبہ حصہ اسرئیل منتقل ہوا اس میں تعجب کی کوئی بات نہیں تمام اعداد و شمار جمع کر لیجئے اور چشمِ تصور بھی وا رکھیئے - بصیرت کو معمولی زحمت دے کر سوچئے کہ اگر یہ سارا اسلحہ عراق پر واقعتہ" گرتا تو عراق نہ صرف کھنڈرات کا ملک ہوتا بلکہ اسکی زمیں کا ہر انچ گڑھا ہوتا - یوں ورلڈ آرڈر نے ایک تیر سے کئی شکار کیئے۔ اپنا پرانا اسلحہ مسلمانوں پر ختم کیا' نیا اسلحہ مسلمانوں پر ٹسٹ کیا' دونوں طرح کے اسلحے کی منہ مانگی قیمت مسلمانوں سے وصول کی' مسلمانوں کے مال پر اسلحہ کا معقول حصہ اسرئیل پہنچایا اور سب سے بڑھ کر یہ بھی کہ مسلمانوں کا مسلمہ محسن بھی بن گیا۔ بصیرت جو مومن کی میراث تھی' بتدریج اس کا ساتھ چھوڑتی جا رہی ہے کہ مومن نے اپنے ایمان سے بتدریج پسپائی کا رویہ اپنا لیا ہے' دنیا کی رنگینی کے ساتھ سمجھوتا کا رویہ جوں جوں رنگ

دکھاتا ہے خالق کی کتاب کے ساتھ تعلق ڈھیلا پڑتا جاتا ہے اور کتاب سے دوری انسانی ورلڈ آرڈر سے قربت یا بالفاظ دیگر ورلڈ آرڈر کا چارہ بناتی ہے۔ مذکورہ واقعات جو کل کی بات ہیں اس پر شاہد ہیں۔ خالق نے جن سے دور رہنے کا حکم دیا تھا کہ یہود و نصاریٰ تمہارے کھلے دشمن ہیں، مسلمانوں نے انہی دشمنوں کو محافظ تسلیم کر لیا ہے۔

جیوش ورلڈ آرڈر ہو یا اس کا چربہ اور تتمہ مسیحی ورلڈ آرڈر اسکی تکمیل کیلئے عالمی سطح پر یورپی برادری اور اقوام متحدہ اپنے تمام تر ذیلی اداروں کے ساتھ، خواہ یہ ادارے مالیاتی ہوں یا مبینہ طور پر سماجی، معاشرتی اور رفاہی ہوں، مصروف عمل ہے مگر اس کے باوجود دھرتی سکھ، سکون، تحفظ اور خوشحالی سے کوسوں دور ہے۔ افراد ہوں یا ادارے مصائب و مشکلات کے گرداب میں پھنسے پس رہے ہیں۔

ورلڈ آرڈرز کا تجزیہ کیوں؟

مختلف نوع کے ورلڈ آرڈرز کا زیر نظر تجزیہ ہم نے کسی کو نیچا دکھانے کی غرض سے آپ کے سامنے نہیں رکھا۔ جو بات ہم آپ کے گوش گزار کرنا چاہتے ہیں وہ یہ ہے کہ انسان فطرتاً" کمزور ہے، لالچی ہے، خود غرض ہے، حاسد ہے، رقابت ر خود نمائی کا جذبہ اس میں ہے اور سب سے بڑھ کر یہ بھی کہ اپنے مقابلے میں دوسروں کو مغلوب دیکھنے کا متمنی ہے - جیوش ورلڈ آرڈر (پروٹوکولز) اور مسیحی ورلڈ آرڈر پر ایک بار پھر نظر ڈال لیجئے آپ ہماری بات سے اتفاق کریں گے مذکورہ صفات کے ساتھ کوئی بھی تنہا کسی اعلیٰ کی سرپرستی کے بغیر مکمل ورلڈ آرڈر دے ہی نہیں سکتا۔

سوال ذہن میں آتا ہے کہ ایسا کیوں ہے؟ مختصراً" اس کا جواب یہ دیا جا سکتا ہے کہ انسان اس دھرتی پر اپنے آپ کو خود مختار سمجھتا ہے اور دوسروں کو اپنے تابع دیکھنے کا داعیہ اس میں بدرجہ اتم موجود ہے۔ انسان اس حقیقت کا اظہار کریں نہ کریں انکی صفوں میں، چھپی یا کھلی خواہش رکھنے والوں کی کمی نہیں ہے جو یہ چاہتے ہیں کہ

چہار سو اونچی روشنی انہی کے دیئے کی ہو' لوگ انہی کی طرف رجوع کریں۔ وہ جسے چاہیں نوازیں اور جنہیں چاہیں دھتکار دیں یہ داعیہ تخلیق آدم سے بنی نوع انسان کے ساتھ قدم بہ قدم سفر کر رہا ہے۔ یہی جیوش ورلڈ آرڈر کی بنیاد ہے تو یہی مسیحی ورلڈ آرڈر کی تخلیق کا مقصد وحید ہے۔

آیئے اس داعیے کی تسکین کیلئے اقدامات کی ایک جھلک دیکھئے جو ہماری اس بات کی تائید ہے کہ یہودی ہوں یا نصاریٰ' اصل میں دونوں ایک ہیں بلکہ نصاریٰ یہودی مفادات کے محافظ ہیں۔

مسیحی ورلڈ آرڈر کی حقیقی تصویر

منجانب: رچرڈ بی مچل 'سی آئی اے (امریکہ) #### (انتہائی خفیہ)

بنام: سربراہ خفیہ سروس 'سی آئی اے(مصر)

آپکے پاس ہمارے نمائندوں اور کارندوں کی بھیجی ہوئی جو معلومات جمع ہو چکی ہے 'مصری اور اسرائیلی انٹیلیجنس کی جو رپورٹیں ہمیں ملی ہیں ان سے پتہ چلتا ہے کہ مصر اور اسرائیل کے مابین جو سمجھوتہ ہونے والا ہے اسکے راستے میں مزاحم ہونے والی حقیقی قوت اسلامی تنظیمیں ہیں ان تنظیموں میں سرفہرست "اخوان المسلمون" ہے جو مختلف شکلوں میں عرب ممالک کے علاوہ یورپ اور امریکہ میں بھی کام کر رہی ہے ۔ اسرائیلی محکمہ جاسوسی نے سفارش کی ہے کہ معاہدہ پر دستخطوں سے پہلے اس جماعت پر کاری ضرب لگائی جائے تاکہ معاہدے پر دستخط ہونے کی ضمانت مل سکے اور دستخطوں کے بعد اس پر عملدرآمد ہونے کی بھی۔ اس سفارش پر سابق مصر وزیر اعظم کی حکومت نے جزوی عمل کر کے "جمیعتہ الھجرہ والتکفیر" پر ضرب لگائی تھی۔ ان

سب باتوں کے پیش نظر ہم "اخوان" سے نپٹنے کیلئے متبادل حل کے طور پر مندرجہ ذیل ذرائع اختیار کرنے کی تجویز پیش کرتے ہیں :-

(1)۔ مکمل خاتمے کے بجائے جزوی خاتمے پر اکتفا کیا جائے صرف ان راہنما شخصیتوں کو ختم کیا جائے جو دوسرے ذرائع سے، جن کا ہم آگے ذکر کرنے والے ہیں، قابو میں نہ آئیں ہم اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ ان شخصیات کا خاتمہ ایسے طریقوں سے کیا جائے جو بالکل طبعی اور فطری معلوم ہوں۔ ان میں سے بعض شخصیتیں سعودی عرب میں موجود ہیں ان سے جلد چھٹکارا حاصل کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ اس سے دو مقاصد حاصل ہونگے ۔ ایک جزوی خاتمے پر عمل اور دوسرے اخوان اور سعودی حکومت کے درمیان غلط فہمیاں جس سے ہمیں اپنے مقاصد کے حصول میں مدد ملیگی۔

(2)۔ جن بڑی شخصیات سے چھٹکارا حاصل کرنے کا فیصلہ کیا جائے ان کے سلسلے میں ہم مندرجہ ذیل اقدامات کی سفارش کرتے ہیں۔

(ا)۔ جن لوگوں کو بڑے بڑے منصب سے ورغلایا جا سکتا ہے انکو بے ضرر قسم کے بڑے بڑے اسلامی منصوبوں میں بڑے بڑے منصب دیئے جائیں تاکہ انکی قوتیں وہیں نچڑ جائیں اس کے ساتھ ہی ان پر اور انکے اہل وعیال پر مادی سہولتوں کی بارش کر دی جائے تاکہ وہ ان میں غرق ہو جائیں اور عوام سے ان کا رابطہ کٹ جائے اور بنیاد ہی نہ رہے۔

(ب)۔ ان سب کو، جن کے کاروباری رجحانات ہوں، ایسے کاروباری منصبوں میں حصہ دار بنانے کی کوشش کی جائے، جن

کے بارے میں طے ہے کہ معاہدے کے بعد مصر اسرائیل تعاون سے مکمل ہونگے۔

(ج)۔ پٹرول پیدا کرنے والے عرب ممالک میں انکے لئے مواقع پیدا کئے جائیں کہ وہ اسلامی سرگرمیوں سے دور ہو جائیں۔

(د)۔ یورپ اور امریکہ میں فعال عناصر کے بارے میں ہماری تجاویز یہ ہیں:۔

(I)۔ ان کی قوتوں اور کوششوں کو غیر مسلموں پر صرف کروایا جائے اور پھر اپنے اداروں کے ذریعے ان کاوشوں کو لاحاصل بنا دیا جائے'

(II)۔ انکی کوششوں کو اسلامی کتابچے چھاپنے اور تقسیم کرنے میں لگا دیا جائے اور ساتھ ہی ان کے نتائج کو ناکام بنا دیا جائے'

(III)۔ انکی قیادتوں کو آپس کے شکوک و شبہات سے ٹکرا دیا جائے۔ اختلافات کے بیج بو کر خلیج وسیع سے وسیع تر کی جائے تا کہ باہمی سر پھٹول سے تعمیری کام ممکن نہ رہے۔

(3)۔ نوجوانوں کی سرگرمیوں کو کنٹرول کرنے کیلئے ہم تجویز کرتے ہیں کہ:۔

(ا)۔ انکی قوتوں کو مذہبی رسوم و عبادات میں کھپایا جائے اس سلسلے میں ایسی مذہبی قیادتیں مفید ثابت ہو سکتی ہیں جو صرف عبادت پر زور دیتی ہیں سیاست سے تعرض نہیں کرتیں'

(ب)۔ مذہبی فروعی اختلافات کی خلیج کو وسیع کیا جائے اور نوجوان ذہنوں میں ان کو نمایاں رکھا جائے۔

(ج)۔ سنت پر حملے کئے جائیں' ایسا کام کرنے والوں کی حوصلہ افزائی کی جائے' سنت اور دوسرے اسلامی ماخذوں کے بارے میں شکوک و شبہات پیدا کیئے جائیں۔

(د)- مختلف اسلامی جماعتوں میں پھوٹ ڈالی جائے' ان جماعتوں کے مابین اور اندر تنازعات کھڑے کر کے اس خلیج کو وسیع تر کیا جاتا رہے'

(ھ) - نوجوانوں کی توجہ اسلامی تعلیمات کی طرف بڑھ رہی ہے یہ ایک روہے جس کا مقابلہ ضروری ہے خاص طور پر لڑکیاں اسلامی لباس کا التزام کر رہی ہیں اس کا مقابلہ ذرائع نشرواشاعت (پرنٹ اور الیکڑانک میڈیا) اور جوابی ثقافتی سرگرمیوں کے ذریعے ضروری ہے'

(و)- مختلف مراحل میں تعلیمی سرگرمیوں کے ذریعے اسلامی جماعتوں کے مسئلہ کے حل کی خاطر تگ و دو کی جائے اور انکا دائرہ کار محدود سے محدود تر کیا جائے۔

دستخط (مچل - رچرڈ بی مچل)
بہ شکریہ الدعوح' الکویت

بظاہر یہ خط مصر کی اسلامی جماعت الاخوان المسلمون' کا زور توڑ کر یہود کیلئے راہ ہموار کرنا ہے لیکن اگر ایک لمحہ کیلئے مصر کا لفظ حذف کر کے اپنے ملک کا نام اسلامی جمہوریہ پاکستان لکھ کر دوبارہ سہ بارہ اس کو پڑھیں تو آپ کے قلب و ذہن کو ہلا ڈالنے کیلئے یہ کافی ہے۔ یہود کے مفادات اس دھرتی کے ہر ملک سے وابستہ ہیں اوُ ہ سی آئی اے طرز کے ادارے ہر جگہ مشترکہ ورلڈ آرڈر کی تکمیل کیلئے سرگرم ہیں۔ عملاً دین کا نظام نافذ کرنے کیلئے سعی و جہد میں مصروف انکے دشمن نمبر ایک ہیں' پاکستان ہو' مصر و مراکش ہو' ترکی یا فلسطین ہو۔ فریقین کی کشمکش ہر جگہ کھلی آنکھ سے دیکھی جا سکتی ہے

گزشتہ سطور میں آپ ہر طرح کے انسانی ورلڈ آرڈرز مثلاً جیوش ورلڈ آرڈر اور مسیحی ورلڈ آرڈر کی جھلکیاں' ان کے خدوخال دیکھ چکے ہیں مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کی عملی زندگی

کو یہ ہشت پا کس طرح مفلوج کئے ہوئے ہیں اس کا جائزہ ہی وہ بنیادی ضرورت تھی جس کے تحت ہم ان سے آپ کو متعارف کرانے پر مجبور ہوئے ہیں۔

آئندہ سطور میں ہم نے نہ تو بہت زیادہ تفصیل سے اور نہ ہی زیادہ اختصار سے آج کے گزرتے حالات کی تصویر آپ کے سامنے رکھی ہے۔ تاکہ آپ کی بصیرت خود فیصلہ کرے کہ آج ہم کہاں کھڑے ہیں!

☆ ☆ ☆

گرچہ ہیں تیرے مرید افرنگ کے ساحر تمام
اب مجھے ان کی فراست پر نہیں ہے اعتبار
وہ یہودی فتنہ گر، وہ روحِ مزدک کا بروز
ہر قبا ہونے کو ہے اس کے جنوں سے تار تار
زاغِ دشتی ہو رہا ہے ہمسرِ شاہین و چرغ
کتنی سرعت سے بدلتا ہے مزاجِ روزگار
اقبالؒ

بسم اللہ الرحمن الرحیم ٥

ورلڈ آرڈرز کے عملی پہلو اور پاکستان

وطن عزیز تخلیق کے روز سے آج تک تسلسل کے ساتھ چیلنج پہ چیلنج انجوائے کر رہا ہے۔ انجوائے اس لئے کہ کروٹ بدلتا نظر نہیں آ رہا کوئی حال مست ہے تو کوئی مال مست اور جن کے پاس حال و مال کا سرمایہ نہیں ہے وہ ''بدحال مست'' ہیں کہ نہ جائے ماندن نہ پائے رفتن قوموں کی زندگی میں اونچ نیچ آتی رہتی ہے مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے مقدر سازوں نے ''اونچ'' کا انتخاب ہر دور میں اپنے لئے کیا اور ''نیچ'' قوم کے لئے مختص رکھی کہ اونچائی کی طرف قدم بڑھاتے یہ تھک نہ جائے۔ کیا ہماری 57 سالہ تاریخ اس کی شہادت نہیں دیتی؟

اقوام کی عملی زندگی کے ہر بدلتے دور کے چیلنج اٹل حقیقت ہیں اور محبِّ وطن حکمران ان سے عہدہ براہونے کی خاطر وقت سے بہت پہلے خداداد بصیرت سے کام لیتے منصوبہ بندی کرتے ہیں۔ وہ بخوبی جانتے ہیں کہ First Plan the work and then work the plan کامیابی کی کنجی ہے۔ وہ یہ بھی پیش نظر رکھتے ہیں کہ ناکامی ان کا مقدر بنتی ہے جو اس بات کا مصداق بنتے ہیں۔

☆ "When things are deffered to the last minute and nothing is done before hand, every step finds an impediment and you are pushed on erring through hasty judgements" ☆

یعنی جلد بازی کے فیصلے کامیابی کی راہ کے سنگ گراں ہوتے ہیں

اقوام عالم کے مقابلے میں ہمارے 57 سالہ انحطاط کے مختلف اسباب ہیں۔ ان اسباب کے ذمہ داران میں اگر سرفہرست حکمران ہیں تو بری الذمہ سیاستدان‘ علماء اور دانشور حضرات بھی

نہیں ہیں۔ اس انحطاط میں ہر کسی نے مقدر وبھر حصہ ڈالا مگر ہر دور میں ذمہ داری دوسروں کے کندھوں پر ڈالی ہے۔ اس کا فائدہ اٹھاتے ہوئے گرد و پیش ملک کے عدم استحکام کے خواہشمند ''محسنوں'' کو موقع ملتا رہا کہ ہمارے لئے منصوبہ بندی کو سہل بنا دیں اور عملاً ایسا ہی ہوا کہ یہود و نصاریٰ نے بڑی حکمت اور بڑے دھیمے انداز میں یہ ''ذمہ داری'' نبھائی بلکہ آج بھی نبھا رہے ہیں کہ ہماری ضروریات کا جائزہ لینے کے لئے باہر سے وفود تشریف لاتے ہیں۔ اپنے اپنے انداز میں ضروریات پوری کرنے کی منصوبہ بندی کرتے ہیں اور پھر ورلڈ بنک' آئی ایم ایف' لندن اور پیرس کلب کے پاس ہمیں گروی رکھ دیتے ہیں۔

ماضی ہو یا حال' تاریخ کی راہنمائی یہ ہے کہ قوموں کے عروج و زوال میں مقصد سے ہم آہنگ منصوبہ بندی نے ہمیشہ ہی بنیادی کردار ادا کیا ہے۔ آج کا انسان اپنے آپ کو جدیدیت کا سرخیل اور انتہائی ترقی یافتہ سمجھتا ہے اور گذرے دور کے لوگوں کو غیر ترقی یافتہ کہہ کر سینہ ٹھنڈا کرتا ہے کہ تسکینِ نفس کے لئے احساسِ برتری کا سہارا ہر فرد نے لیا' آج بھی اور گذرے کل بھی۔

امر واقع یہ ہے کہ نہ بابل بغیر منصوبہ بندی کے تعمیر ہوا تھا نہ اہرامِ مصر' نہ تاج محل آگرہ اللہ دین کے چراغ سے بنا تھا نہ ہی پیرس میں ایفلز ٹاور الل ٹپ بن گیا تھا۔ ہر ایک کے پیچھے منصوبہ بندی کارفرما تھی۔ قصیر المدت بھی اور طویل المدت بھی کہ یہ شاہکار آج بھی اپنی عظمت اور منصوبہ سازوں کی منصوبہ بندی کا منہ بولتا ثبوت ہیں۔

منصوبہ بندی کا کوئی ایک پہلو یا مخصوص شعبہ نہیں ہے۔ منصوبہ بندی فرد و افراد اور اقوام و ملل سب کے لئے یکساں اہمیت کی حامل ہے۔ ہمہ وقت اور ہمہ جہت منصوبہ بندی کا خیال رکھنے والے افراد و اقوام نہ انفرادی سطح پر کبھی شرمسار ہوتے ہیں اور نہ ہی اجتماعی سطح پر شرمساری ان کا مقدر بنتی ہے کہ قدرت بھی اس صفت کے سبب ان کی رکھوالی کرتی ہے۔

منصوبہ بندی کیا ہے :

سوال ذہن میں آتا ہے کہ جو چیز قوموں کے عروج و زوال میں اس قدر بنیادی کردار کی حامل ہے وہ فی الواقعہ ہے کیا؟ لوگ عملی زندگی میں روزانہ کام کرتے ہیں۔ زمیندار زراعت کر رہا ہے' صنعت کار صنعت لگا رہا ہے' کھلاڑی کھیل رہا ہے' سیاست دان سیاست کر رہا ہے' اساتذہ سکولوں کالجوں میں تعلیم دے رہے ہیں اور ہسپتالوں میں صحت کے نسخے بٹ رہے ہیں۔

بلاشبہ یہ سب کچھ ہو رہا ہے اگر سب کچھ معیاری ہو رہا ہے تو اس کی تہہ میں کسی نہ کسی پہلو منصوبہ بندی کار فرما ہے اور اگر خدانخواستہ سب کچھ مطلوبہ معیاری نتائج نہیں دے رہا یا نتائج غیر تسلی بخش ہیں تو جان لیجئے کہ منصوبہ بندی اتنی ہی غیر معیاری اور غیر تسلی بخش ہے اور کس قدر کمی کس جگہ ہے یہ معلوم کرنا متعلقین کے عقل و شعور کے لئے چیلنج ہے۔

منصوبہ بندی کی سادہ اور مختصر تشریح یہ کی جاتی ہے کہ :

(Planning implies taking an overall view of the requirements of the Community and of working out a programme of development in the light of the needs and resources of the Community as a whole)

یعنی مہیا ضروریات و وسائل کی روشنی میں معاشرتی ترقی کا سوچا سمجھا پروگرام۔

منصوبہ بندی کیوں ؟

ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ منصوبہ بندی معیاری کام کی ناگزیر ضرورت ہے اور اس ضرورت کو بطریق احسن پورا کرنے کے لئے کہا جاتا ہے کہ **(To achieve the best results, First Plan the work and then work the Plan)**

"معیاری نتائج کے سہل حصول کے لئے پہلے کام کی منصوبہ بندی کیجئے اور پھر کی گئی

منصوبہ بندی پر عمل کیجئے"۔

آج کسی نے مکان بنوانا ہو، کسی نے فیکٹری لگانی ہو، کسی نے فارم بنانا ہو، اپنے مجوزہ کام میں کامیابی کی ضمانت کے لئے کسی ماہر سے منصوبہ یا **Feasibility** بنوانا ضروری سمجھتا ہے اور ایسا کر کے وہ اپنے آپ کو عقل مند ثابت کرتا ہے۔

افراد کی طرح اقوام بھی اپنے مقاصد کے حصول کی خاطر منصوبہ بندی کرتی ہیں، تعمیر کے لئے کام کرنے والے موثر منصوبہ بندی نہ بھی کریں تو تخریب پر ایمان رکھنے والے یقیناً اپنی منصوبہ بندی کی نوک پلک سنوار کر اسے ہمہ پہلو جامع بناتے ہیں۔ کچھ اپنی تعمیر اور غیر کے لئے تخریب کی بہترین منصوبہ بندی کے لئے بھی معروف ہیں جن میں سر فہرست اسرائیل کے یہود ہیں۔

باشعور افراد اور اقوام اپنے اہداف واضح طور پر متعین کر کے ان کے حصول کو سہل بنانے کی خاطر منصوبہ بندی کرتے ہیں کہ اہداف کو مکمل طور پر سہل انداز میں حاصل کر سکیں اور بے شعور مواقع ضائع کرتے ہیں۔

منصوبہ بندی کیسے؟

معیاری منصوبہ بندی کے لوازم میں سر فہرست یہ چار باتیں ہیں جن کو پیش نظر رکھیں تو ہر کمی کو دور رکھا جا سکتا ہے۔ یوں سمجھئے کہ منصوبہ ایک ایسی چھت ہے جس کی ضرورت چار دیواریں، چار کونے ہیں جن کے بغیر چھت قائم نہیں رہ سکتی، چھت دیکھنے والے کو دلکش نہیں لگتی، آندھی اور طوفان سے مکمل تحفظ کی ضمانت نہیں بنتی۔

ا) مطلوب کیا ہے؟

واضح اور متعین طور پر اپنے اہداف کو جاننا یا حقیقی مقاصد سے کامل ہم آہنگی کے ضمن میں کوئی الجھن نہ ہونا خواہ اہداف تعلیم و صحت سے متعلق ہوں یا زراعت و صنعت اور دفاعِ وطن کے حوالے سے ہوں۔ یعنی فرد ہو یا قوم اس کا اپنے آپ سے یہ سوال کہ میری ضرورت کیا ہے؟ میں کیا چاہتا ہوں یا ہم من حیث القوم کیا چاہتے ہیں؟

ب)　مطلوب کیوں ہے!

جو اہداف یا ہدف پیشِ نظر ہیں' ان سے کیا فوائد حاصل ہوں گے۔ کمزور پہلو کیسے پیچھے چھوڑے جا سکتے ہیں' حاصل ہونے والے فوائد سے عوام الناس کی اکثریت فیضیاب ہوگی اور فرد یا قوم اپنا بنیادی حق اس حوالے سے حاصل کرے گی۔

ج)　مطلوب کب!

طلب' جس کیلئے منصوبہ بندی پیشِ نظر ہے' اس کی کب تکمیل درکار ہے۔ یقینی بات ہے کہ ہدف یا اہداف کی تکمیل فوری طور پر مشکل ہوتی ہے کہ الہ دین کا چراغ صرف کہانیوں میں ہے عملی زندگی میں نہیں ہے۔ پھر یہ بھی کہ ہدف یا اہداف کی بتدریج تکمیل ہی نافع رہتی ہے اور فطرت سے قریب تر ہے لہذا باشعور منصوبہ ساز اہداف کے تدریجی سفر کو ہر وقت اپنے منصوبہ میں سامنے رکھتا ہے اور اس تدریجی سفر کی کوئی کڑی کسی بھی موقع پر ٹوٹنے نہیں دیتا۔ دوسرے الفاظ میں اچھا منصوبہ ساز اپنے منصوبہ میں قصیر المدت (Short Term) اور طویل المدت (Long Term) ضرورت نظر انداز نہیں کرتا۔

د)　مطلوب کیسے ملے گا!

منصوبہ کی مرحلہ وار تکمیل کے لئے ناگزیر لوازم کیا ہیں؟ ان کا حصول یا دستیابی کیسے ہوگی؟؟ ان لوازم کے حصول کے لئے کس قدر وقت درکار ہوگا' ان کے حصول میں ممکنہ رکاوٹیں کیا کیا ہو سکتی ہیں۔ یہ رکاوٹیں کیسے دور ہوں گی اور کن ذرائع سے دور ہوں گی' ان ذرائع تک رسائی ہے اور اگر نہیں ہے تو رسائی کیسے ممکن ہوگی یا متبادل ممکن ذرائع کون کون سے ہو سکتے ہیں۔ منصوبہ ساز متعلقہ شعبے کے تمام فنی اور غیر فنی پہلوؤں پر عبور رکھتا ہے۔ وغیرہ وغیرہ

مؤثر منصوبہ بندی!

مذکورہ چاروں شعبوں کی اہمیت اپنی جگہ' مگر ایک اور بنیادی بات جس کے بغیر مطلوبہ معیاری اہداف کا حصول کم و بیش ناممکن ہے' وہ منصوبہ بندی کے کام میں ملوث افراد کی فنی صلاحیتوں کے معیاری ہونے کے ساتھ ساتھ ان کا اس نصب العین پر شعوری ایمان اور اس کے اساسی نظریات سے مکمل وابستگی بھی ہے جس کی بنیاد پر باہم مشاورت ہو تو منصوبہ بندی میں نکھار پیدا ہوتا ہے اور مطلوبہ نتائج میں یقین بڑھتا ہے۔

مشاورت اللہ تعالیٰ اور محسنِ انسانیت ﷺ کے احکامات سے بھی ثابت ہے اور حکیم و خبیر خالق اور معلم حکمت ﷺ نے اہلِ ایمان کو جو جو احکامات دیئے ہیں ان کا مقصد لوگوں کو مشکلات میں مبتلا کرنا نہیں بلکہ روزمرہ زندگی کے معمولات میں آسانیاں پیدا کر کے ان کی زندگی میں سکھ اور سکون قائم رکھنا ہے۔

مشاورت کرنے والوں میں بہر حال یہ صفت لازماً مطلوب ہے کہ وہ اساسی نصب العین سے بخوبی آگاہ ہوں اور اس پر غیر متزلزل ایمان رکھتے ہوں۔ مطلوبہ اہداف کے حصول اور فوائد کے متعلق ان کا ذہن صاف ہو۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان!

اسلامی جمہوریہ پاکستان' بانی پاکستان حضرت قائداعظم محمد علی جناحؒ کے بے شمار فرامین اور آئین کی رو سے خالص اسلامی ریاست ہے اور اس کی بنیاد اسلام اور اسلام سے ہم آہنگ نظریۂ پاکستان پر ہے جہاں ہر طبقہ کے لوگوں کے حقوق قرآن و سنت کی روشنی میں محفوظ ہیں۔ قرآن و سنت ہر طبقہ' خصوصاً اقلیت کو جن تحفظات سے نوازے ہیں آج کی مبینہ 'مہذب دنیا' کے کسی کونے میں وہ حقوق عوام الناس کو میسر نہیں ہیں جس پر آج کا الیکٹرانک اور پرنٹ میڈیا گواہ ہے۔ لہذا اسلامی جمہوریہ پاکستان میں ہر شعبہ حیات میں کی جانے والی منصوبہ بندی کی بنیاد اسلام اور نظریہ پاکستان ہے۔ اس سے انحراف والی منصوبہ بندی اہداف تک نہ لے جائے گی۔

ہماری منصوبہ بندی!

اسلامی جمہوریہ پاکستان کے ماضی اور اس کے گذرتے حال کی روز بروز مرتب ہوتی تاریخ گواہ ہے کہ یہاں کبھی بھی کسی جگہ منصوبہ سازی کے مذکورہ لوازم کو پیش نظر نہیں رکھا گیا اور ہم یہ بات دلیل سے ثابت کریں گے۔ ہمارے ہاں سی ایس پی اور پی سی ایس کر لینے والوں کے متعلق یہ فرض کر لیا گیا ہے کہ وہ ہر مرض کے معالج اور ہر دکھ کا علاج ہیں۔

خدانخواستہ ہم اپنے ملک کے اعلیٰ و ادنیٰ بیوروکریٹس کی صلاحیتوں کی نفی نہیں کرتے۔ ہمیں ان کے اخلاص اور حب الوطنی پر بھی شبہ نہیں ہے۔ وہ بہت معیاری منتظم ثابت ہو سکتے ہیں مگر ضروری نہیں کہ وہ معیاری منصوبہ ساز بھی ہوں۔ مثلاً کہتے ہیں کہ ایک بار کوئی پڑھا لکھا کسی ہسپتال کے برآمدے میں سے گذر رہا تھا کہ ایک بورڈ پڑھ کر ٹھٹک گیا کہ اس پر لکھا تھا "لیڈی ڈاکٹر گوربخش سنگھ" اپنے طور پر وہ سمجھا کہ لکھنے والا 'مسز' کا لفظ درمیان میں لکھنا بھول گیا ہے۔

اتفاقاً دروازہ بھی نیم کھلا تھا۔ کیا دیکھتا ہے کہ اندر لیڈی ڈاکٹر کی کرسی پر ایک لمبی داڑھی والے سردار جی گلے میں سٹیتھوسکوپ لٹکائے مریض چیک کر رہے ہیں۔ وہ صاحب اندر چلے گئے اور سردار سے کہا کہ سردار صاحب یہ "لیڈی ڈاکٹر گوربخش سنگھ" سمجھ نہیں آیا۔ سردار صاحب نے خالصتاً سکھوں والا قہقہہ لگایا اور کہنے لگے کہ سرکار کی باتیں عوام کی سمجھ میں کیسے آسکتی ہیں، سنو! 20 برس پہلے میں فارسٹر محکمہ جنگلات بھرتی ہوا تھا جہاں ترقی کرتے کرتے رینج فارسٹ آفیسر بن گیا پھر محکمہ تعلیم میں میرا تبادلہ بطور انسپکٹر سکولز ہو گیا جہاں میں دس سال رہا اور اب لیڈی ڈاکٹر اپنی زچگی کی چھٹی گئی تو سرکار نے مجھے یہاں لگا دیا۔ اب تم ہی کہو کہ میں اس پوزیشن میں اپنے آپ کو لیڈی ڈاکٹر گوربخش سنگھ نہ لکھوں تو کیا لکھوں! جاؤ عقل استعمال کرو۔

1947ء سے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا نظم و نسق آئی سی ایس، سی ایس پی، پی

سی ایس اور اب سی ایس ایس قسم کے لوگوں کے ہاتھ میں رہا۔ کہ ہر ضلع کا ڈپٹی کمشنر ہونا' ہر ڈویژن کا کمشنر ہونا اور ہر محکمہ کا سیکرٹری ہونا ان کا مقدر ٹھہرا۔ جیسا کہ ہم نے اوپر کہا بلاشبہ یہ لوگ ذہین' مخلص' منتظم اور محب وطن ہیں اور ہم معترف ہیں مگر سردار گور بخش سنگھ کی طرح آج "اجمل میاں" جنگلات کے سیکرٹری ہیں تو کل بلدیات کے سیکرٹری تھے' پرسوں تعلیم کے سیکرٹری تھے تو چوتھے محکمہ صحت کی صحت درست کرنا انکے ذمہ تھا۔ اب یقیناً "اجمل میاں" نہ جنگلات کی ابجد جانتے ہیں نہ ہی تعلیم اور صحت وبلدیات کی۔

سیکرٹری صاحبان کے ہاتھ سے جو منصوبے حکومت کے سامنے پیش ہوتے ہیں وہ بے چارے سیکشن افسروں (سیکرٹریٹ میں بڑے کلرک سیکشن آفیسر کہلواتے ہیں کہ یہ ملکی وقار کا تقاضا ہے) کے زورِ قلم کا نتیجہ ہوتے ہیں جنکا اپنا علم محدود ہوتا ہے (الا ماشا اللہ) اب ہوتا یہ ہے کہ منصوبہ نیچے بنتا ہے اور پھر وہ دستخطوں کی سیڑھی پر چڑھتا محکمہ کے سیکرٹری کی آشیرباد سے سیاسی وزیرِ بے تدبیر کے ہتھے چڑھ کر پالیسی بن جاتا ہے اور عملاً یہ بھی "نیچے" کے کلرک کا (Look back and go forward) یعنی پچھلے فائل سے نقل کرتے آگے بڑھتے جاؤ (جہاں عقل کا استعمال چنداں ضروری نہیں ہوتا) فارمولہ استعمال ہوتا ہے کہ نچلے افسر سے لے کر اوپر والے کو 'دوروں' اور 'میٹنگوں' سے فرصت نہیں ہوتی۔ یوں کلرکانہ منصوبہ سازی اس قوم کا مقدر رہی ہے اور کسی کو بھی 'مصروفیت' کے سبب اس طرف توجہ دینے کی مہلت نہیں ملی۔

رہا یہ مسئلہ کہ ہمارے زرعی' صنعتی' ایٹمی اور معاشی ماہرین نے اپنی جانیں کھپا کر شب و روز محنت کر کے جو نتائج اخذ کئے جو رپورٹیں مرتب کیں وہ بھی متعلقہ شعبوں کے سیکرٹری حضرات کے توسط سے ہی حکومت تک پہنچی ہوتی ہیں اور کم سیکرٹری ہوں گے جنہیں پڑھنے کی فرصت ہو ورنہ وزرا کے حوالے سے مصروفیات انہیں سر کھجانے کی مہلت نہیں دیتیں۔ یوں سرخ فیتہ اور مصروفیت دونوں 'خانہ زاد' رپورٹوں کو اس وقت زندہ کرنے کی کوشش کرتے ہیں جب وہ مر چکی ہوتی ہیں یا قریب المرگ یعنی ان پر عمل نافع نہیں رہتا کہ اس وقت تک دوسری رپورٹ مرتب ہو کر راستے میں ہوتی ہے۔

پاکستان کے عوام کو آج جن چیلنجوں کا عملاً سامنا ہے انہیں اہمیت کے لحاظ سے یوں ترتیب وار بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱) میڈیا (پرنٹ اور الیکٹرانک)۔

۲) تعلیم (سکول و کالج اور دینی مدارس)۔

۳) صحت (علاج معالجہ اور بیماری)۔

۴) صنعت و زراعت'

۵) دفاع وطن۔

۶) علماء و مساجد۔

۷) سیاستدان۔

۸) معاشرتی بگاڑ

۹) این جی او مافیا

۱۰) ملٹی نیشنل کمپنیاں

1) میڈیا (پرنٹ اور الیکٹرانک):-

کسی قوم کو بنانے یا بگاڑنے میں بنیادی کردار کا حامل میڈیا دو اقسام پر مشتمل ہے پرنٹ میڈیا اور الیکٹرانک میڈیا۔ پرنٹ میڈیا میں اخبارات ہیں یا ہفت روزہ' پندرہ روزہ جرائد اور ماہنامے ہیں۔ جبکہ الیکٹرانک میڈیا میں ریڈیو' ٹیلے وژن' کیبل نیٹ ورک' ڈش اور انٹرنیٹ وغیرہ معروف ہیں۔ ویڈیو اور فلم بھی الیکٹرانک میڈیا کا حصہ ہے۔

ملک کوئی بھی ہو وہ کسی نہ کسی نظریئے کا پاسدار ضرور ہوتا ہے۔ بلا نظریہ نہ کوئی فرد سینۂ دھرتی پر پیدا ہوتا ہے اور نہ کوئی مملکت صرف فاترالعقل ہی مستثنٰی قرار پاتے ہیں۔ روس ہو یا امریکہ و بھارت و اسرائیل ہو یا پاکستان' سب کی بنیاد کوئی نہ کوئی نظریہ رکھتی ہیں۔ آخری دونوں ممالک تو بالخصوص نظریہ ہی کی بنیاد پر معرضِ وجود میں آئے تھے۔ اسرائیل صیہونی نظریاتی ریاست ہے تو پاکستان کی بنیاد اسلامی نظریۂ حیات ہے جبکہ روس اپنے کیمونزم پر ایمان رکھتا ہے۔

غرض ہر کسی کا ایک نظریہ ہے۔

یہ تسلیم کر لینے کی بعد کہ ہر ملک نظریہ پر قائم ہوتا ہے اور پھر نظریہ کی بقاء نظریہ کا استحکام ملکی بقاء واستحکام کا ضامن بنتا ہے۔ یہ تسلیم کرنے میں بھی کوئی امر مانع نہیں ہے کہ نظریہ کی احیاء و بقاو استحکام کے لیے میڈیا کا کردار بنیادی بھی ہے اور مسلمہ بھی۔ میڈیا اپنا مطلوبہ کردار نبھاتے داخلی محاذ پر ملکی نظریئے کی آبیاری کرتا ہے تو خارجی محاذ پر ہر طرح کے منفی نظریات کا موثر رد کر کے دفاع کرتا ہے۔

آیئے مذکورہ کسوٹی پر پاکستان کے میڈیا کا جائزہ لیں کہ اہل وطن کی کردار سازی کے لیے 57 سالوں میں میڈیا نے کس قدر مثبت اور کس قدر منفی کردار ادا کیا ہے۔ انسان سازی کا کتنا حق ادا کیا ہے۔ کیونکہ انسان سازی کا دوسرا نام ملک سازی ہے۔ ترک کہاوت ہے کہ اگر تمہارا منصوبہ ایک سال کا ہے تو فصل اُگاؤ' اگر تمہارا منصوبہ دس سال کا ہے تو درخت لگاؤ اور اگر تمہارا منصوبہ دائمی ہے تو انسان اگاؤ۔ صاحبِ کردار' مردانِ غیرت وحمیّت اگاؤ' یہی عقل وبصیرت کا فیصلہ بھی ہے۔

ا) پرنٹ میڈیا:-

پاکستان کی 57 سالہ صحافتی تاریخ پر نظر ڈالیں تو انگلیوں پر مثبت صحافتی کردار والے اخبارات و جرائد گنے جاسکتے ہیں۔ ان میں سے بھی کچھ اپنی موت مر گئے اور کچھ زندہ رہنے کے لیے ہاتھ پاؤں مارتے سسکتے تڑپتے دیکھے گئے۔ 1967 کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد اسرائیل نے پاکستان کو واضح طور پر جب دشمن نمبر 1 قرار دیتے اور بھارت کی ازلی پاکستان دشمنی کو سامنے رکھتے ہوئے بھارت کے تعاون سے پاکستان پر ثقافتی یلغار کا فیصلہ کیا تو برسات کی کھمبیوں کی طرح مارکیٹ میں ہندو مائی تھولوجی کے حامل جرائد کی بھرمار دیکھنے میں آئی۔ روز ناموں خصوصاً' انگریزی روزناموں میں لکھنے والے بہت سے اسلام بے زار دیکھے گئے اور یہ تعداد بتدریج آج تک بڑھتی گئی۔ لفافہ مارکہ صحافت نے جنم لیا تو نادیدہ قوت لفافہ یافتگان کی تعداد بڑھانے میں مصروف رہی۔

گمراہ کن صحافتی تجزیے فحاشی متعارف کرانے والے قسط وار ناولٹ اور افسانے تو تھے ہی مگر یہاں کیفیت ''ہل من مزید'' والی تھی۔ صحافت کو مزید گندہ کرنے کے لیے نام نہاد حکیموں ڈاکٹروں کے ننگے جنسی اشتہارات' جادو ٹونے والے عاملوں کے دعوؤں کی بھرمار لئے بڑے بڑے اشتہارات کے ساتھ ساتھ بڑی بڑی سرخیوں کے ساتھ شرمناک جرائم کی خبریں کہ کوئی شریف آدمی اخبار گھر نہ لے جا سکے اور اگر لے جائے تو اہل خانہ سے آنکھ نہ ملا سکے۔ یہ سلسلہ دن بدن بڑھتا چلا جا رہا ہے کہ اسلامی صحافت کے علمبردار بھی پیسے کے لالچ میں ایسے اشتہارات شائع کر رہے ہیں خصوصاً ہفتہ وار ایڈیشنوں میں۔ جرائم پر سزاؤں کی خبریں اگر ایک کالمی ہونگی تو جرائم خصوصاً جنسی جرائم پر سہ کالمی خبریں ہی نہیں فیچر تک چھپتے ہیں اور یہ بات اَمرِ مسلمہ کے طور پر تسلیم کی جاتی ہے کہ فحاشی کی اشاعت عملاً فحاشی پھیلانے کے مترادف ہے اور جرائم پر سزاؤں کی موثر اشاعت جرائم کی بیخ کنی کے لئے مددگار ثابت ہوتی ہے۔ ہماری صحافت میں یہ الٹ ہے۔

اخبارات' جرائد کو عوام میں اسراف پھیلانے کے لیے ملٹی نیشنل کمپنیاں موثر ہتھیار کے طور پر بھی استعمال کرتی ہیں بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ غیر مسلم' ملکی کمپنیاں ایک تیر سے کئی شکار کرتی ہیں مثلاً اخلاق باختہ اشتہارات کے لیے ماڈلز خصوصاً نوجوان لڑکیوں کے ہیجان انگیز پوز' ماڈلز ان کے اہل خانہ کی غیرت وحمیت پر تو کاری ضرب لگاتے ہی ہیں اخبارات و جرائد کے قاری مرد و زن کے اخلاقی و کردار پر بھی بھرپور وار کرتے ہیں۔ شائد ایک آدھ ''بنیاد پرست'' اخبار رسالے کا نام لیا جا سکے جو اس غلاظت سے مبرا ہو۔ ''اسلام پسند'' اسے ''دورِ فتن کی مجبوری'' کہہ کر حلال کر لیتے ہیں۔

مذکورہ حقائق کی روشنی میں بلا خوف تردید یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس محاذ پر یہود و نصاریٰ کی منصوبہ بندی درست ہے جن کا دعویٰ ہے کہ اخبارات و جرائد کو ہم کنٹرول کرتے ہیں اور صحافی ہم خریدتے ہیں کہ ہر شخص کسی نہ کسی قیمت پر بکتا ہے۔

☆ ''پریس کا کردار یہ ہے کہ وہ ہماری ناگزیر ترجیحات کو موثر انداز میں پھیلائے ...... یہ پریس ہی ہے جس کے سبب خود پس پشت رہتے ہوئے ہم نے طاقت

حاصل کی ہے۔ پریس ہمارے لیے کھرا سونا ہے....." ☆ (Protocols 2:5)

☆" یہودی جہاں بلا واسطہ کامیاب ہونے میں دشواری محسوس کرتے ہیں وہاں وہ بالواسطہ طور پر لوگوں کو سامنے لاتے ہیں کیونکہ کچھ لوگ پیٹ کے بھوکے ہوتے ہیں تو کچھ شہرت کی بھوک میں بلکتے ہیں.......... اوپر بیان کردہ فارمولہ شاعروں' ادیبوں' اداکاروں صحافیوں اور دوسرے تعلیم یافتہ طبقوں مثلاً وکلاء اور پروفیسر حضرات کیلئے بھی کارگر ہے" ☆ (وثائق یہودیت صفحہ (142/141)

اس صیہونی اقرار کے آئینے میں وطن عزیز کے بے شمار صحافیوں' تجزیہ نگاروں' شاعروں' افسانہ نویسوں اور ماڈلوں کی شکل واضح طور پر دیکھی جاسکتی ہے۔نشاندہی کرنے کا جرم کسی سے سر زد نہ ہوگا صرف معمولی بصیرت درکار ہے۔

ب) الیکٹرانک میڈیا:-

پرنٹ میڈیا سے زیادہ موثر ہتھیار الیکٹرانک میڈیا ہے کہ اس کی رسائی کم پڑھے لکھے' ان پڑھوں سمیت ہر بچے' جوان اور بزرگ تک یکساں ہے۔تعمیرِ اخلاق و کردار کے حوالے سے یہ انتہائی نافع ایجاد ہے مگر یہ اسی قدر مہلک بھی ہے اگر اس کا کردار منفی ہو۔الیکٹرانک میڈیا میں ریڈیو' ٹیلی وژن کے ساتھ ڈش' کیبل' انٹرنٹ کے علاوہ ویڈیو' سی ڈیز اور فلم سبھی شامل ہیں۔نت نئے بدلتے تقاضے ہیں نہ جانے اور کیا کیا اس فہرست میں جگہ پاتا رہے گا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں الیکٹرانک میڈیا بھی پرنٹ میڈیا کی طرح کوئی فعال مثبت کردار ادا کرنے میں قطعاً ناکام ہے۔محض اشک شوئی کے لئے چند دینی پروگرام دینے کا نام کردار سازی نہیں کہا جا سکتا۔آغاز سے آج تک تدریج کے ساتھ اسلام یا نظریہ پاکستان کے صریحاً خلاف یہود و ہنود و نصاریٰ کی ثقافت کو چار چاند لگانے میں اس کی مصروفیت پر عامۃ الناس گواہ ہیں۔عوام احتجاج کرتے ہیں تو بڑی ڈھٹائی اور بے حیائی سے کنٹرولنگ اتھارٹی جواب دیتی ہے کہ پروگرام پسند نہیں ہیں تو مت دیکھو۔ایسا "مدلل اور مہذب" جواب کسی نے کب سنا ہوگا!

اسلام بے زاری کا اظہار ڈراموں میں، ملٹی نیشنل کمپنیوں کے اشتہارات میں، واضح طور پر دیکھا جا سکتا ہے۔ اگر کسی بھلے آدمی نے پہلے کبھی غور نہیں کیا تو آج سے تصدیق کرنا شروع کر دے۔ داڑھی شعائر اسلام میں سے ہے۔ سنت رسول ﷺ ہے۔ ٹی وی پروگراموں میں ڈرامے ہوں یا اشتہار منفی کردار کے لئے داڑھی والا اور پسندیدہ کردار کے لئے بے ریش شخص ہوگا مثلاً کسی ملٹی نیشنل کمپنی کے کڑک چائے کا اشتہار دیکھا جا سکتا ہے۔ اسلام میں اللہ تعالیٰ کے فرمان کی رو سے عورت کے لئے سر اور سینہ ڈھانپنا فرض ہے یہ حدود ستر میں سے ہے۔ ٹی وی پر آنے والی خواتین سر اور سینہ تو کیا ڈھانپتیں سینہ تان کر آتی ہیں۔

غیر مسلم ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنی مصنوعات کی تشہیر کے لئے ایسے ڈراموں اور ناچ گانے کے پروگراموں کو سپانسر کرتی ہیں جن کے متعلق انہیں یقین ہوتا ہے کہ یہ حیاء سوز ہیں۔ اخلاق و کردار کے دیوالیہ پن تک نئی نسل کو لے جانے کی صفت ان میں پائی جاتی ہے۔ کسی ملٹی نیشنل کمپنی نے آج تک کس شائستہ پروگرام کو سپانسر کیا ہے یہ تحقیق طلب مسئلہ ہے۔

الیکٹرانک میڈیا میں ٹی وی تو جو کردار نبھا رہا تھا وہ اپنی جگہ ''چھوٹے میاں سبحان اللہ'' کے مصدق ٹی وی کی پسلی سے جنم لینے والے کیبل نیٹ ورک نے رہی سہی کسر پوری کرتے فحاشی کو ہر گھر کے معصوموں کی جھولی میں ڈال دیا ہے۔ جنسی لذت انسانی فطرت کی کمزوری ہے اس کمزوری کی تسکین کیبل اور انٹرنیٹ کی ویب سائٹس کر رہی ہیں اور بے بس معاشرہ اپنی نسلِ نو کی تباہی پر کفِ افسوس مل رہا ہے جبکہ سرکار مطمئن ہے کہ ''بنیاد پرستی'' کا موثر خاتمہ ہو رہا ہے مگر یہ ایجنڈا کس کا ہے؟ اس سلسلے میں سرکار اور عوام دونوں کو کسی ابہام میں نہیں رہنا چاہیے۔ ملاحظہ فرمایئے:-

☆ ''یہود حتی الامکان اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ دشمن ممالک میں ان کی تمام تر اخلاقی، سماجی، معاشرتی، روحانی اور مذہبی اقدار کو تلپٹ کر دیا جائے۔ سماجی اور معاشرتی برائیوں کو فروغ دیا جائے مثلاً منشیات، فحاشی، رشوت ستانی وغیرہ سے عوام میں ''حقیقی مسرت کو بابر بہ عیش کوش'' امن کو تخریب اور سازش، راحت کو

لالچ اور ہوس سے متعارف کرایا جائے'' ☆ (کامیابی کے لئے طے کردہ نقاط
نقطہ نمبر 8 بحوالہ وثائق یہودیت صفحہ 142)

مذکورہ اقتباس کی روشنی میں اپنے ٹی وی کے صبح سے رات تک کے پروگراموں کا باریک بینی سے تجزیہ کریں گے تو آپ دیکھیں گے کہ ان پروگراموں کے ذریعے یہی تربیت دی جاتی ہے۔ کیا ٹی وی کے ڈراموں میں مختلف نوع کے جرائم کی تربیت کا پہلو نہیں ہوتا؟ اغواء برائے تاوان ہو' قتل ہو' جنسی تشدد ہو یا چوری' جیب تراشی اور ڈاکہ زنی سے لے کر سمگلنگ کے محفوظ طریقے اور پھر فلمی عدالتوں کے ذریعے وکلاء اور ججوں کا مذاق کہ حقیقی وکلاء و جج ملکی عدالتوں میں ایسے ناٹک نہیں رچاتے۔ یہی کچھ ملکی فلم انڈسٹری کر رہی ہے۔ سوچ کر اس فلم کا نام لیجئے جس نے آج تک' ماسوائے ''فلم بیداری'' کے' نظریہ پاکستان کی آبیاری کی ہے؟ اسلام اور پاکستان کی ثقافت (جس کی اپنی حیثیت مسلمہ ہے کہ مذہب ثقافت کا امین ہوتا ہے) کا کونسا پہلو ہے جسے 57 سالوں میں الیکٹرانک میڈیا نے اجاگر کیا' جس کی آبیاری کی۔ اس پر .P.hd لیول کی تحقیق کی ضرورت ہے۔

☆ ☆ ☆

وہ نغمہ سردیِٔ خونِ غزل سرا کی دلیل
کہ جس کو سن کے تیرا چہرہ تابناک نہیں
نوا کو کرتا ہے موجِ نفس سے زہر آلود
وہ نے نواز کہ جس کا ضمیر پاک نہیں !

اقبالؒ

☆ ☆ ☆

تعلیمی منصوبہ بندی!

ہر شعبہ زندگی کو اُس بنیادی نظریہ سے ہم آہنگ رکھنے کے لئے تعلیم بنیادی کردار ادا کرتی ہے۔ بلا علم اگر کوئی شخص اپنی ذات اور اپنے مقصدِ حیات کو پہچان سکتا تو انسان کا خالق سینۂ دھرتی پر پہلے انسان کو اپنے علم کا جزو عطا نہ فرماتا۔ (وعلم آدم الاسماء) اور اپنے آخری اور مکمل دین کے عطا کرنے کے وقت اپنے محبوب حضرت محمد ﷺ معلم انسانیت پر پہلی وحی کو علم سے شروع نہ فرمایا۔ (اقراء باسم ربک الذی خلق......)

ہم یہ عرض کر چکے ہیں کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان' خالصتاً قرآن و سنت کے نظام کے ساتھ' فلاحی ریاست طے کی گئی تھی اور بانی پاکستان کے واشگاف الفاظ میں یہ فرما دیا تھا کہ "اگر میرے پیش نظر قرآن و سنت پر مبنی نظامِ حکومت والی ایک آزاد اسلامی مملکت کا قیام نہ ہوتا تو میں شدید علالت کے ساتھ دن رات یہ مشقت نہ کرتا" یوں پاکستان کی بنیاد اور نظریۂ اسلام ہے جو ہر کسی کو ہر طرح کے تحفظات سے نوازتا ہے اور ماضی کی تاریخ بھی اس پر گواہ ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں تعلیمی نظام کا تقاضا یہ تھا کہ تعلیمی منصوبہ بندی میں قصیر المدت اور طویل المدت (Short term and long term) اہداف متعین کرتے ہوئے کام کا آغاز کیا جاتا اور نئی نسل کو اس طرح اٹھایا جاتا کہ پچاون سال تک قوم اپنی نئی نسل کی بے راہ روی سے جس قدر پریشانی ہوئی ہے اس سے محفوظ رہتی۔

ہماری تعلیمی منصوبہ بندی کی ضرورت تو یہ تھی کہ ہم مسلمان ڈاکٹر' مسلمان انجینئر' مسلمان سائنسدان' مسلمان ماہرین معاشیات و معاشرت' مسلمان معلّمین و معلّمات اور مسلمان سیاست دان و تاجر اور صنعتکار پیدا کرتے اور نصف صدی کی محنت ہمیں کہیں سے کہیں لے جا چکی ہوتی مگر "اے بسا آرزو کہ خاک شد"۔

ہمارے سانولے آقاؤں نے' سفید فام آقاؤں کے جانے کے بعد' ان کے

اہداف کی تکمیل کرتے ہوئے ہمیں ہر شعبہ زندگی میں رسوا کرنے اور رسوا رکھنے کی غرض سے ہماری تعلیمی پالیسی کو اسلام یا نظریہ پاکستان سے ہم آہنگ نہ ہونے دیا۔ نتیجہ ہمارے سامنے ہے کہ 1947ء یا اس کے لگ بھگ کروٹ بدلنے والی دوسری اقوام کہاں ہیں اور ہم کہاں ہیں۔ وہ آگے بڑھیں' چین و جاپان ہو یا جرمنی و اسرائیل ہو اور ہم نے ترقی معکوس کی کہ ان اقدار کو بھی نہ سنبھال سکے جو 1947ء میں ہمارا سرمایہ تھیں۔ ہر شعبہ زندگی میں پسپائی ہمارا مقدر ہوئی مگر "سب اچھا" کی رپورٹوں نے اسے ڈھانپ لیا۔

آج 1947ء کے مقابلے میں تعلیمی سیکرٹریٹ' ڈائریکٹریٹ اور ضلعی ہیڈکوارٹرز بلکہ تحصیل اور مرکز تک میں افسران و ماتحتان کے بریگیڈ بھرتی ہیں۔ ہر سطح پر افسران کی بھرمار ہے اور یونیورسٹیوں' کالجوں' سکولوں کی بھی بھرمار ہے مگر "علم" کہاں گیا! وہ علم جو خود شناسی اور خدا شناسی سے نوازتا تھا۔ وہ معلم کہاں ہے جو علم کے ساتھ حلم بھی دیتا تھا۔ آج کا معلم (الا ماشاءاللہ) خود بھی چلم کا دلدادہ ہے اور شاگرد کے ہاتھ میں بھی چلم ہے۔ ویسی نہ سہی ولائتی سہی' ہے ضرور کہ درسگاہ کا تقدس دونوں طرف سے پامال ہے۔ اخباری خبریں روزانہ چیختی ہیں کہ زنانہ مردانہ درسگاہوں میں چرس' ہیروئن گھس چکی ہے۔

ہر سطح کا علم اب تجارت ہے۔ یہ ڈگریوں کی تجارت ہے اور کھلی منڈی میں ہونے والا یہ کاروبار منصوبہ سازوں کی منصوبہ بندی کا منہ چڑاتا ہے اور ہماری تعلیم کے دشمن جنہوں نے ہمیں یہ راہ دکھائی شاداں و فرحاں ہیں کہ ہم نے اُن کے اہداف کو سہل بنا دیا ہے۔ ہماری تعلیمی درسگاہوں کو' ہمارے نصابِ تعلیم کو' خاص و عام کے لئے الگ الگ کر کے طبقاتی بیج بو دیا ہے۔

آج ہماری تعلیم کو یہود و نصاریٰ کے ادارے ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف وغیرہ سودی سکوں کے عوض کنٹرول کرتے ہیں کہ تعلیمی نظام ایسا بناؤ' ویسا بناؤ اور پتلیوں کی طرح انکے اشاروں پر ناچتے رہنے پر ہم مجبور بن گئے کہ ہماری خودداری کو ڈالر کی دیمک چاٹ گئی ہے۔ ہم قطعاً فراموش کر چکے ہیں کہ ہم مسلمان ہیں ہمارا اپنا مکمل و مدلل نظام زندگی ہے' ہمارا اپنا نظام تعلیم ہے جو ہماری باوقار خوشحال زندگی کا ضامن ہے۔

اہل وطن کے سامنے دوسرا بڑا چیلنج تعلیم کو اسلام کے نظریۂ حیات سے ہم آہنگ رکھنا ہے۔ نصف صدی تک تو یہ لولا لنگڑا نظامِ تعلیم کچھ نہ کچھ نظریاتی سرحدوں کی پاسداری کر رہا تھا مگر پھر کمال اتاترک کے فین فوجی آمر جنرل مشرف نے بڑی تن دہی اور بڑے ''اخلاص'' کے ساتھ اسلام کے جدید امریکی ایڈیشن سے اسے ہم آہنگ رکھنے کے لیے وزیر تعلیم زبیدہ جلال کو ٹاسک سونپا کہ پاکستان میں نصاب تعلیم کو امریکی یورپی خواہشات کے مطابق ڈھالے مذہبی اور اخلاقی اقدار میں استحکام پیدا کرنے والے اجزاء کو نصاب سے نکال دے۔ ماضی میں لارڈ میکالے نے بھی اپنے ڈھب کے ذہن پیدا کرنے کے لئے نصابِ تعلیم ہی کا کامیاب طریقہ اپنایا تھا۔

زبیدہ جلال نے یہ کام بدنام زمانہ اسلام بیزار پروفیسر اے ایچ نیر اور ان کی ٹیم کو سونپا جنھوں نے بڑے ''غور وخوض'' کے بعد پرانے نصاب میں شامل سورہ توبہ اور چند دوسرے اسباق کی موجودگی کو پاکستان میں پھیلتی ''بنیاد پرستی'' اور ''اسلامی دہشت گردی'' کا بنیادی سبب قرار دیا۔ ان کی کمیٹی نے حکومت کو مشورہ دیا کہ پاکستان کو روشن خیال اور اعتدال پسند مسلم مملکت بنانے کے لیے نصاب سے بعض قرآنی آیات اور اسباق کو نکالنا انتہائی ناگزیر ہے کہ اس سے بچوں میں تعصب پیدا ہوتا ہے۔ روشن خیال اور اعتدال پسند پاکستان تشکیل دینے کے لئے نصاب میں ترامیم کر دی گئیں جنکا اسلام سے دور کا بھی واسطہ نہیں ہے۔ علم سر پیٹتا رہ گیا مگر سرکار کا فیصلہ اٹل تھا۔

۔سکولوں کالجوں میں تعلیمی یکسانیت کا نہ ہونا بھی قومی المیہ ہے اور میکالے کی ذُرّیت اسے برقرار رکھنے پر مصر ہے کہ مستقبل کی بیوروکریسی کے لیے نرسری اسی طرح تیار کی جا سکتی ہے۔ اس سے افسر کا بیٹا افسر اور جنرل کا بیٹا جنرل بن سکے گا اور بن رہا ہے۔ نصاب پر مارے گئے اس شب خون پر ملک کے طول وعرض میں بڑی شدت سے احتجاج ہوا۔ حکومت نے پسپائی بھی دکھائی ر احتجاج علامتی ثابت ہوا کہ یہ منطقی انجام تک نہ پہنچا۔ احتجاج مربوط نہ تھا بکھرا بکھرا تھا لہٰذ ت وار سہہ گئی اور ''میاں گل محمد'' اپنی جگہ قائم رہے۔

دینی مدارس کی تعلیم کے متعلق حکمران طبقہ کو ایمان کی حد تک شرح صدر بذریعہ بش ڈاکٹرائن نصیب ہوگیا کہ یہی ''بنیاد پرستی'' اور ''اسلامی دہشت گردی'' کی جڑ ہے لہذا دینی مدارس ہر لمحہ حکومتی ایجنسیوں کی گرائی جانے والی بجلیوں کی زد میں ہیں۔ امریکی FBI کی عملی معاونت سے کئی ایک مدارس پر یہ بجلی گر بھی چکی ہے۔ مغرب کا بس نہیں چلتا ورنہ اب تک دینی مدارس کا ''تورا بورا'' بن چکا ہوتا۔ دینی مدارس پر ہونے والی جارحیت اور دینی تعلیم کی ہر سٹیج پر تضحیک کے باوجود علماء و مشائخ کہلوانے والے سرکار کی جھولی میں انڈے بچے دینے کے لئے پہنچ جاتے ہیں۔ انا للہ و انا الیہ راجعون۔ ''جرم ضعیفی کی سزا مرگ مفاجات'' اٹل حقیقت ہے اور مسلمان کہلوانے والوں نے اپنا ضعیت ہونا تسلیم کر لیا ہے۔

سکولوں کالجوں اور دینی مدارس پر سرکاری قبضہ مکمل ہو جانے کے بعد اسلامی جمہوریہ پاکستان کو اتاترک کا جدید ترکی بنا دیا جائے گا (خاکم بدہن) جہاں نہ اقدار ہونگی نہ بنیاد پرستی کا رونا رہے گا۔ چہار سو روشن خیالی اور اعتدال پسندی ہوگی جسے امریکہ اور یورپی یونین بڑی خوشی سے ممبرشپ کا اعزاز بخش دینگے۔ نیٹو کے غیر رکن اتحادی اور فرنٹ لائن سٹیٹ کے تمغے تو پہلے ہی ہمارے سینے پر سجے ہیں جس کے لئے ہم ذاتی طور پر امریکی صدر بش کے ''ممنونِ احسان'' ہیں۔ تعلیم پر حملہ کی حقیقت دیکھنے کے لئے یہ اقتباس پڑھیئے۔

☆''غیر یہود کے تعلیمی نظام کو ہمیں یوں مرتب کرنا ہے کہ اس نظام کی بدولت کبھی بھی عملی زندگی میں کسی قطعی فیصلہ پر نہ پہنچ سکیں''☆ (Protocol:11:5)

''ہمیں اپنے اصولوں پر عمل کرنے سے قبل متعلقہ ملک کے عوام کے عمومی رویوں اور اعمال کو پیش نظر رکھنا ہوگا اور اپنے ان متعیّن اصولوں کو اس وقت تک بظاہر ان سے ہم آہنگ رکھنا ہوگا جب تک کہ ہم وہاں کے عوام کو اپنے ڈھب کی تعلیم سے' وہاں پہلے سے موجود اپنے لوگوں کے رنگ میں نہ رنگ لیں کہ اس کے بغیر ہم کامیاب نہ ہو سکیں گے۔ توجہ اور چابکدستی سے کام کریں تو ایک عشرہ میں انتہائی مخالف کردار والے لوگ بھی تبدیل ہو کر ہماری قوت میں اضافہ کریں گے۔''

(وثائق یہودیت' پروٹوکول نمبر 9-1)

"ہماری حکومت میں بہت سے ماہرین معاشیات ہوں گے۔ یہ اس سبب سے کہ یہود کے نظامِ تعلیم میں معاشیات کی تعلیم پر خصوصی توجہ دی جاتی ہے۔ اس طرح ہمارے گرد بنک کار، سرمایہ دار، صنعت کار اور کروڑ پتیوں کی ایک فوج ہوگی اور ہر چیز سونے (دولت) کی کسوٹی پر پرکھی جائے گی۔"

(وثائق یہودیت، پروٹوکول نمبر 8-2)

☆ ☆ ☆

زندگی کچھ اور شے ہے، علم ہے کچھ اور شے
زندگی سوزِ جگر ہے، علم ہے سوزِ دماغ
علم میں دولت بھی ہے، قدرت بھی ہے، لذت بھی ہے
اک مشکل ہے کہ ہاتھ آتا نہیں اپنا سراغ
اہل دانش عام ہیں، کم یاب ہیں اہلِ نظر
کیا تعجب ہے کہ خالی رہ گیا تیرا ایاغ!
شیخِ مکتب کے طریقوں سے کشادِ دل کہاں
کس طرح کبریت سے روشن ہو بجلی کا چراغ!
اقبالؒ

☆ ☆ ☆

صحت اور منصوبہ بندی!

باشعور حضرات اس بات سے اتفاق کرتے ہیں کہ علم اور صحت افراد و اقوام کے بناؤ بگاڑ میں بنیادی کردار ادا کرتے ہیں۔ علم وسعتِ قلب و نظر کا ذریعہ ہے تو صحت انسان کو عملی زندگی میں اس کے استعمال کے قابل بناتی ہے۔ علم اقدار کو نکھارتا ہے استحکام بخشتا ہے تو صحت ان اقدار کے مطابق زندگی میں عمل کا ذریعہ بنتی ہے۔ یہ اقدار ہی ہیں جو افراد و اقوام کو بقائے بہتری کے اصول پر مستحکم مستقبل فراہم کرتی ہیں گویا علم کے بغیر صحت اور صحت کے بغیر علم ادھورے ہیں۔ دونوں پلڑے برابر رکھنا ضروری ہے۔

صحت کے شعبہ میں منصوبہ بندی تقاضا کرتی ہے کہ پہلے اس بات کا تعین کیا جائے کہ آبادی کس قدر ہے جس کی صحت کا تحفظ مقصود ہے' آبادی کی بڑھوتری کی شرح (موت و پیدائش کے اعداد و شمار کو سامنے رکھتے ہوئے) کیا ہے اور اس طرح سال بہ سال یہ ضرورت کس شرح سے بڑھے گی اور اس کی روشنی میں عوام الناس کے لئے طبی سہولتوں میں مطلوبہ بڑھوتری سے عہدہ برا ہونا کیسے ممکن ہوگا۔ تکمیلِ طلب کے لئے کس قدر وسائل درکار ہوں گے اور یہ وسائل کہاں سے دستیاب ہوں گے۔

اگر ہماری تعلیمی منصوبہ بندی نے ہمیں مسلمان ڈاکٹر اور مسلمان سائنسدان اور مسلمان فارماسٹ دیئے ہوتے تو آج ہم ملٹی نیشنل کمپنیوں کے شکنجے میں جکڑے نہ ہوتے۔ ہم ملک کے اندر اپنے ماحول و مزاج سے ہم آہنگ ادویات تیار کرتے جن کے کم از کم نقصانات Side effects ہوتے اور زیادہ سے زیادہ فوائد ہوتے۔ باہر سے ناگزیر ادویات ہی درآمد کی جاتیں اور ان درآمدات پر کڑی نظر رکھی جاتی کہ یہ ہماری ملکی ادویہ سازی کی صنعت کو برباد کرنے میں کوئی کردار ادا نہ کریں۔

جب ہم مسلمان ڈاکٹر' مسلمان فارماسٹ کی بات کرتے ہیں تو ہم مسلمان کہلانے اور مسلمان ہونے کے فرق کو سمجھتے ہیں۔ ہمارے گرد و پیش بے شمار مسلمان بکھرے پڑے ہیں مگر ہمارا مطلوبہ مسلمان ڈاکٹر وہ ہے جو کمشن کی لعنت میں' دلدل میں

دھندا قوم کی صحت کا سودا نہیں کرتا۔ جو ملٹی نیشنل کمپنیوں سے مٹھی لے کر مہنگائی سے پسی اس قوم کے گلے پر چھری چلانے پر آمادہ نہیں ہوتا۔ اگر ہماری تعلیمی بدبختی ہمیں اس حد تک گہرے کھڈ میں نہ گراتی تو ہم کبھی ادویہ سازی میں دوسروں کے دستِ نگر نہ ہوتے۔ عوام کو ادویہ سستی اور ایک نمبر ملتیں۔ کیا یہ بدنصیبی نہیں کہ سرکاری ہسپتال کا ڈاکٹر جو ادویات مریضوں کو صبح سے شام تک تقسیم کرتا ہے وہ خود کھانے کے لئے تیار نہیں کہ یہ دو نمبر ہے' تین یا چار نمبر ہے۔ اگر محکمہ کے لئے خریدنے والا ڈاکٹر ایک نمبر (مسلمان) ہو تو کیا دوائی دو نمبر خریدی جاسکتی ہے ؟

منصوبہ بندی کیلئے ہم غیروں کے فراہم کردہ اعداد و شمار یا اپنے غیر ذمہ داران کے اعداد و شمار پر انحصار کرتے ہیں۔ محکمہ کے بڑے میٹنگوں میں مصروف اور محکمہ کے چھوٹے منصوبے بنانے میں مصروف ہوں تو ایسے ہی منصوبے سامنے آئیں گے جیسے ہم گذشتہ نصف صدی سے دیکھتے آرہے ہیں کہ ہماری صحت پالیسی ملٹی نیشنل کمپنیوں کے پاس گروی رکھی جاچکی ہے۔ یہود و نصاریٰ ہمیں ہماری پالیسیاں دیتے ہیں اور انہیں قبول یا رد کرنے کا حق بھی ہمارے پاس نہیں چھوڑتے۔ انکار کریں تو ورلڈ بنک اور عالمی مالیاتی ادارہ قرض روک لیتے ہیں اور ہم نیم جان معمولی مزاحمت بھی نہیں کرپاتے۔

ہم کوئی بات بلا دلیل نہیں کریں گے مثلاً خاندانی منصوبہ بندی کا ہماری صحت سے قطعاً کوئی تعلق نہیں۔ (یہ مسلمہ طور پر صحت برباد پروگرام ہے اور یہ فیملی پلاننگ کے خالقین کا ہی فیصلہ ہے) البتہ ہماری معاشرتی' سماجی اور اخلاقی اقدار کی تباہی سے اس کا یقیناً تعلق ثابت ہے مگر عالمی بنک اور عالمی مالیاتی ادارے کا قرض اس بات سے مشروط ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان میں یہ بے حیائی طلبہ و طالبات کے تعلیمی نصاب کا حصہ بنے اور ریڈیو ٹی وی پروگرام میں کھلے انداز میں (مکمل بے حیائی کے ساتھ) اسکی تشہیر ہو' جو عملاً ہو رہی ہے۔ اور ہماری آئندہ نسل اس کے تباہ کن اثرات سے محفوظ نہیں کی جاسکتی کہ ہم یہود و نصاریٰ کے عالمی مالیاتی اداروں کے غلام ہیں اور انہوں نے اپنے غلاموں پر ملٹی نیشنل کمپنیاں مسلط کر رکھی ہیں جو چونی کا پاؤڈر خوبصورت شیشی اور ڈبیہ میں پیک کر کے' ٹی وی' فرج یا کار کے عوض 'مسلمان' ڈاکٹر خرید کر' اڑھائی سو میں فروخت کرتی ہیں۔

یہ سب کچھ ہماری ناقص منصوبہ بندی کا شاخسانہ ہے جسے نصف صدی تک ہم نے بھگتا اور آئندہ نہ جانے کب تک ہماری نسلیں اس سے "فیضیاب" ہوں گی کہ سنبھلنے کے آثار دور دور تک نظر نہیں آتے اور آئیں بھی کیسے کہ آنکھوں پر ڈالر کی پٹی ہے۔

تعلیم ہی کی طرح صحت بھی انسانی زندگی میں بنیادی کردار کرتی ہے۔ صحت کے بغیر ہدایت اور دنیا کی نعمتیں بے کار ہو جاتی ہیں کہ انسان عملاً ان سے متمتع نہیں ہوسکتا۔ صحت کے حوالے سے اہل وطن ماضی کے 57 سالوں میں کسی ایک دن کی نشاندہی نہیں کر سکتے جب کوئی معیاری صحت پالیسی بنی ہو۔ اس پر عملاً عملدرآمد ہوا ہو۔ حکوتیں تیزی سے بدلتی رہیں اور ہر حکومت کے ساتھ پالیساں بھی بدلتی رہیں۔ ''ہر کہ آمد عمارتِ نو ساخت''۔ صحت پالیسیوں میں صحت کی تعلیم و تربیت ہے تو صحت کے لئے علاج معالجہ کی اہمیت بھی ہے اور دونوں محاذوں سے اہم محاذ احتیاطی تدابیر اختیار کرنا بھی ہے مگر عملاً یہ ہوا کہ طبی تعلیم کے لئے کالجوں کی تعداد میں اضافہ کے ساتھ تعلیمی اخراجات میں بھی ہوشربا اضافہ ہوا اور یہ تعلیم غریب کی پہنچ سے باہر ہوتی گئی ہسپتال بنے مگر ڈاکٹروں نے اپنے ذاتی ہسپتال آباد کرنے کی خاطر سرکاری ہسپتال کو بے آباد رکھنے پر توجہ دی۔ احتیاطی تدبیر بھی ذاتی منفعت کے بوجھ تلے دب گئیں۔

صحت کے لیے علاج ضروری ہے اور علاج کے لیے ادویات ہیں۔ پاکستان میں ادویہ سازی پر غیر ملکی ملٹی نیشنل کمپنیوں کی اجارہ داری ہے۔ مبینہ طور پر ''معیاری ادویات'' کی قیمت بھی معیاری ہے جو غریب کی پہنچ سے انتہائی دور ہے۔ درمیانہ سفید کالر طبقہ کی پہنچ سے دور ہے۔ اس معیار کا علاج صرف اعلیٰ سرکاری افسران یا دیگر صاحبانِ ثروت کی دسترس میں ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کے نام کو ہی معیار سمجھ لیا گیا ہے حالانکہ اس سے بہتر معیار گنتی کی نیشنل کمپنیوں کے ہاں بھی ہے۔ ادویہ سازی میں محکمہ صحت کے اپنوں نے بھی مقدور بھر حصہ ڈالنا ضروری سمجھا اور یہ اس لئے کہ سرکاری ہسپتالوں میں ان کی تیار کردہ ادویات سپلائی ہونگی۔ انہیں معیار سے غرض نہیں 'مال'' سے غرض ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی ادویات مہنگی ہونے کے چند اسباب ہیں جو ناقابل تردید ہیں مثلاً یہ کہ:۔

1) انتظامیہ کی ''معیاری'' تنخواہیں اور آسائشیں۔ چیف ایگزیکٹو سے لے کر میڈیکل ریپ

تک کے لیے معیاری تنخواہ اور الاؤنس۔

2) ادویات کی (غیر ضروری) معیاری پیکنگ' اعلیٰ لیمینیشن والی ڈبیا' ملٹی کلر پرنٹنگ' ڈبیہ کے اندر پلاسٹک کی ٹرے وغیرہ رکھنا۔

3) ادویات کی تشہیر کا معیاری ہونا۔ ڈاکٹروں کے لئے سیمپل' ادویات کے خواص پر مشتمل بروشر' ریڈیو ٹی وی پر مہنگے اشتہارات۔

4) ڈاکٹر حضرات کو مخصوص دوائی تجویز کرتے رہنے پر ان سنیٹو (Insentive) کے نام پر رشوت میں ٹی وی' فریج' نئے ماڈل کی گاڑی وغیرہ فراہم کرنا۔

5) ادویات فروشوں کے لیے انعامی سکیمیں جاری کرنا مثلاً مخصوص ادویہ کی زیادہ سیل پر مختلف نوعیت کے انعامات فراہم کرنا۔

امر واقعہ کے طور پر یہ ذکر کر دینا بھی غیر ضروری نہیں کہ NILSTAT بنانے والی کمپنی نے سرگودھا میں اسے سب سے زیادہ فروخت کرنے والے ایک قصبہ کے ڈسپنسر کو انعام کے لیے منتخب کیا۔ تقریب ایک ہوٹل میں ہوئی بہت سے ڈاکٹر صاحبان بھی مدعو تھے۔ جب انعام دیا جا چکا تو اس ڈسپنسر سے زیادہ سیل کی وجہ اور کسی طرف سے آنے والے اعتراض کا پوچھا۔ اس نے بتایا کہ میں کلینک میں آنے والی کم و بیش ہر خاتون کو دوسری دوائی کے ساتھ نل سٹیٹ بھی دیا کرتا تھا کہ زیادہ فروخت کا ٹارگٹ حاصل کر سکوں اور کم و بیش ہر عورت نے یہ شکایت کی کہ کھانے سے منہ میں جھاگ بنتی ہے (NILSTAT خواتین کے کھانے کی گولی نہیں بلکہ استعمال کرنے کی دوائی ہے) اس پر کمپنی کے نمائندے اور ڈاکٹر حضرات نے نمائشی قہقہہ لگایا۔

گنتی کی معیاری نیشنل کمپنیوں سے ہٹ کر بہت سی کمپنیاں غیر معیاری ادویات بناتی ہیں' ادویات فروخت کرتی ہیں۔ یہ حقیقت ہے کہ ایک بار راقم الحروف نے ایک ڈاکٹر صاحب سے پوچھا کہ کیا آپ اپنے ہسپتال کی دوائی بھی کھاتے ہیں؟ بے ساختہ کہنے لگے'' میں مرنا اے'' (میں نے مرنا ہے) مگر وہی ادویات مریض کو کھلاتے ہیں۔ ہسپتالوں کے بار بار چکر لگانے پر وہی گولیاں مقدر بنتی ہیں۔

ہم نے صحت کے حوالے سے احتیاطی تدابیر کا اوپر ذکر کیا ہے ملکی صحت پالیسی بنانے

والوں نے کبھی یہ نہیں سوچا' اسے پالیسی کا حصہ نہیں بنایا کہ مختلف فصلوں پر سپرے کی جانے والی زہریں انسانی صحت کی دشمن ہیں یہ سپرے کپاس یا چاول پر ہوں' یہ چارے پر ہوں یا یہ سپرے پھلوں اور سبزیوں پر ہوں انسانی صحت کے لئے انتہائی مہلک ہیں۔ یہ سارے زہر سٹیمک یعنی جذب ہونے والے ہوتے ہیں اور ان کے اثرات فوری طور پر اشیاء اور ماحول سے زائل نہیں ہوتے یوں یہ انسانی زندگی کے لئے مہلک ثابت ہوتے ہیں۔ صحت کے حوالے سے ہمارے پالیسی ساز اسے اپنے دائرہ عمل میں سمجھنے کے بجائے اسے محکمہ زراعت کے پالیسی سازوں کی سر دردی قرار دیتے ہیں۔ یہ قومی سطح کا المیہ ہے۔ محکمہ زراعت اس سارے قضیے سے بے نیاز ہے کہ یہ محکمہ صحت کا کام ہے۔

ادویات کے حوالے سے یہ بات بھی توجہ طلب ہے کہ بھارت اور چین کوریا وغیرہ میں یہی ملٹی نیشنل کمپنیاں کم وبیش انہی ناموں سے ادویات سازی کرتی ہیں اور پاکستان کی نسبت ان کی قیمتیں کم ہیں آخر کیوں؟ وہاں ادویات سازی کا خام مال سستا ہے؟ وہاں لیبر سستی ہے؟؟ وہاں حکومتی ٹیکس سستے ہیں؟؟ وہاں ادویات سازی کا معیار گرا ہوا ہے؟ ہماری سمجھ میں تو ایک ہی بات آتی ہے کہ یہاں قدم قدم پر ''ان سینٹو'' معیاری ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی چاندی سے متعلقین کو ہر سطح پر کرپٹ کرنے میں اور متعلقین کی چاندی ہے کرپٹ ہونے میں ورنہ کوئی ہیلتھ پالیسی تو قومی مفاد میں ہوتی۔

ہماری ساری پالیسیاں یہود و نصاریٰ اپنے مالیاتی اداروں کے قرض سے کنٹرول کرتے ہیں مثلاً ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کا قرض نہیں مل سکتا جب تک سٹرکچرل ایڈجسٹمنٹ کے معاہدہ کی رو سے پاکستان خاندانی منصوبہ کی تشہیر نہ کرے' مضر صحت گولیاں اور کنڈوم نہ بیچے۔ یہودی نصاریٰ بخوبی جانتے ہیں کہ قرآن کی رو سے آبادی میں کمی بیشی نہیں کی جاسکتی خالق کا منصوبہ تخلیق اٹل ہے۔ قرآن کی حقانیت تسلیم کر لینے کے باوجود وہ امداد کیوں دیتے ہیں صرف اس لیے کہ خاندانی منصوبہ بندی کا ساز وسامان مسلمان قوم میں بیماریوں کو جنم دے گا' اضافہ کرے گا اور جس قوم کی عورتیں بیمار ہوں اس قوم کو صحت مند نسل کبھی نصیب نہیں ہوسکتی اور غیر صحت مند نسل دھوبی کے کتے کی طرح نہ گھر کی نہ گھاٹ کی۔

صنعتی منصوبہ بندی :

ملکی استحکام میں صنعت کا کردار کسی تعارف کا محتاج نہیں ہے۔ صنعت اندرون ملک کی ضروریات تو پوری کرتی ہی ہے' بیرونی برآمدات سے ملک کے زرمبادلہ کو مستحکم رکھتی ہے اور آج کے دور میں زرمبادلہ ہی کی حقیقی بادشاہت ہے۔ صنعت کا دارومدار خام مال پر ہے' جو زراعت اور معدنی ذخائر سے مہیا ہوتا ہے اور الحمدللہ پاکستان زرّعی ملک ہے اور یہاں معدنی دولت کی فراوانی بھی ہے۔

دونوں بنیادی ضروریات یعنی زرعی اور معدنی خام مال کے بعد تیسری اہم ضرورت باصلاحیت افراد کی ہے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان اس پہلو سے بھی اقوام عالم میں باوقار مقام رکھتا ہے کہ پاکستان کے ڈاکٹر' انجینئر' سائنسدان اور معلمین ہر جگہ گلوبل فیملی سے اپنی صلاحیتوں کا لوہا منوا چکے ہیں مثلاً ایٹمی سائنسدان ڈاکٹر قدیر اور بشیر الدین محمود جنہوں نے ایٹمی ریکٹر خود ڈیزائن کیا' مکمل کیا اور عملاً اسے بین الاقوامی معیار پر چلا دکھایا کہ دنیا حیران رہ گئی' مگر ہمارے ہاں بدقسمتی کی بات یہ ہے کہ صلاحیتوں کے اعتراف میں بخل اور لیگ پلنگ بہت ہے۔

دوسرے شعبوں کی طرح صنعت میں بھی منصوبہ بندی کا فقدان ہے اور یہ اس لئے کہ منصوبہ بندی اور پالیسی سازی پر اُن کی اجارہ داری ہے جو نہیں جانتے کہ صنعت کیا ہے اور اس کے لوازم کیا ہیں۔ صنعتیں لگانے والے بھی سہل راستوں کے متلاشی دیکھے جاتے ہیں اور ہر کوئی اس چکر میں ہے کہ راتوں رات راک فیلر بن جائے' صبح اٹھے تو دولت رکھنے کو جگہ نہ ملے۔ مثلاً Feasibility بنانے والے کی خواہش ہے کہ سبز باغ دکھا کر جلد اپنی رپورٹ کی قیمت وصول کرلوں' فیزیبلٹی پر عمل نہ ہو پائے تو بنک جانے اور کارخانہ دار جانے۔

کارخانہ لگانے والا فیزیبلٹی صرف بنک سے قرض لینے کے لئے بنواتا ہے اس لئے اسے اس سے غرض نہیں ہے کہ بعد میں کیا ہوتا ہے! بنک اس پر اس لئے توجہ نہیں

دیتا کہ دیئے جانے والے قرض پر افسران کے ذاتی فائدہ' طے شدہ کمیشن اور بنک کا طے شدہ سود دونوں ہی مطلوب ہیں۔ اب بنک کی رقم اور کارخانہ دار کا مسئلہ رہ جاتا ہے بنک کی اس رقم سے کارخانہ بھی لگتا ہے' کوٹھی بھی بنتی ہے کار بھی خریدی جاتی ہے اور پھر سہ ماہی ششماہی بعد کارخانہ دار غائب' کارخانہ میں بنک کا چوکیدار اور اخبارات میں نیلامی کے اشتہارات اور بیمار صنعتوں کی فہرست میں ایک اور کا اضافہ ہو جاتا ہے۔ یہ کہانی نئی نہیں پرانی ہے اور اہل وطن اس پر گواہ ہیں۔

صنعتوں کا ایک المیہ یہ بھی ہے کہ خام مال کہیں ہے تو کارخانہ کہیں اور ہے۔ کارخانے ایسی اراضی پر لگتے ہیں جو بہترین زرعی پیداوار دیتی ہیں' کارخانے ایک ہی علاقے میں گچھوں کی طرح ہیں۔ اس کے بے شمار نقصانات ہیں مگر ہمارے پالیسی ساز اس طرف متوجہ ہی نہیں ہوتے۔ سادہ سی بات ہے کہ زرعی زمینوں پر کارخانے لگانے سے زرعی رقبہ کم ہوگا تو زرعی خام مال بھی کم ہوگا اور انسانوں حیوانوں کی خوراک میں کمی آئے گی۔ کارخانوں کی دیوار کے ساتھ دیوار ہوگی تو مزدور ہڑتال کے نقصانات ہر لمحہ لٹکتی تلوار ہوں گے کہ شرپسند لیبر لیڈر' شرپسند حق دبانے والے اور امن پسند اور حق دینے والے کارخانہ داروں میں ہڑتال کے لئے کوئی فرق نہیں کرتے کہ صنعتی بدامنی کے لئے ان کی ڈور کہیں اور سے ہلتی ہے جہاں سے انہیں معاوضہ ملتا ہے مگر "دستِ غیب کے ذریعے"۔

"یہود اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ مزدور کسی بھی ملک میں' کسی بھی وقت بے چینی پیدا کرنے کیلئے موثر قوت ہے جسکے ذریعے کسی ملک کی پیداواری صلاحیت کو تباہ کر کے اس کی معاشی' اخلاقی' سیاسی ساکھ پر کاری ضرب لگا کر افراط زر سے عوام الناس میں بے چینی پیدا کی جا سکتی ہے۔ عالمی سطح پر مزدوروں کو کنٹرول کرنے کے لئے یو این او کا ذیلی ادارہ آئی ایل او ہے جس کی پہلی اور آخری کوشش یہ ہے کہ مزدور کبھی محب وطن نہ بن سکے"۔ (وثائق یہودیت)

تیسرا بڑا نقصان کسی حادثے سے ہو سکتا ہے اور عملی زندگی میں جنگ بہت بڑا حادثہ ہے۔ جنگ کا وقفہ کم یا زیادہ ہو سکتا ہے مگر جنگ کو مستقلاً ٹالنا کسی بھی ملک کے بس میں نہیں ہے۔ ہمارا ہمسایہ انتہائی کمینہ دشمن ہے اور ہمہ وقت جنگ کی تیاری میں مصروف دیکھا جاتا ہے۔ ہمارے صنعتی پالیسی سازوں کی کم فہمی کہ ہم نے چونیاں انڈسٹریل زون بنا کر بھارتی فوج کو پہلی فرصت کا بہترین ٹارگٹ دیا' ہم نے لاہور سے گوجرانوالہ تک' لاہور سے شیخوپورہ کی جانب بمباری کے بہترین ٹارگٹ بھارت کو فراہم کئے کہ دو دو بمبار ایک ایک جانب کارخ کر کے وقفے وقفے سے بم گراتے جائیں تو کارخانے تباہ کارکن ملبے کے نیچے' پھیلتی آگ کہ بے قابو رہے۔ کیا یہی منصوبہ سازی ہے۔ کارخانے ہمیشہ منتشر ہونے چاہئیں' اندرون ملک ہوں مثلاً لاہور شیخوپورہ کے بجائے پنڈی بھٹیاں بہترین مقام ہے۔

زرعی خام مال پر چلنے والے کارخانوں کو زیادہ خام مال مہیا کرنے والے علاقوں میں ہونا چاہئے اور کسانوں سے مل کر مطلوبہ خام مال کی سالانہ طلب کے لئے منصوبہ بندی کرنی چاہئے کہ نہ خام مال کی فیکٹری کی پیداوار متاثر ہو نہ اس قدر زیادہ کہ کسان کو اسے ضائع کرنا پڑے کہ دونوں طرف ہی قومی خسارہ ہے۔ اس قسم کی منصوبہ بندی کا شدید بحران ہے۔ منتشر کارخانوں سے ہر علاقہ کی بے روزگاری کم ہو گی اور مزدور بھی سستے ملیں گے' تیار مال پر لاگت کم اٹھے گی' مہنگائی کا توڑ ہو گا اور برآمدات کے مقابلے میں کامیابی ہو گی۔

☆ ☆ ☆

☆" کیا غیر یہود کے مقابلے میں ہماری ذہنی برتری کا یہ عملی ثبوت نہ ہو گا کہ ہماری تدبیری انہیں عملاً عمیق کھڈ میں لے جائیں۔ یہی کچھ ہماری کامیابی کی ضمانت ہے" ☆

(وثائق یہودیت 7:15)

☆ ☆ ☆

زرعی منصوبہ بندی :

صحت کے ساتھ زندہ رہنے کے لئے خوراک درکار ہے اور فراہمیٔ خوراک منسلک ہے زرعی معیشت سے اور زرعی معیشت تقاضا کرتی ہے ہمہ پہلو موثر منصوبہ بندی کا اور موثر منصوبہ بندی کے لئے درکار ہیں ایسے ماہرین جو ملی نصب العین سے ہم آہنگ سوچ رکھنے والے ہوں اور ملک و ملت کے لئے دردمندی اور اخلاص کی دولت سے مالا مال ہوں۔

ہمیں یہ کہنے میں ذرہ برابر جھجک نہیں کہ ہمارے زرعی پالیسی سازوں نے کبھی انسانی صحت کی حفاظت کو فصلوں کی حفاظت سے منسلک کیا ہو کہ فصلوں پر (جنس ہو' پھل ہوں یا سبزیاں ہوں) اندھا دھند سپرے سے انسانی جسم پر کیا اثرات مرتب ہوں گے۔ فصلوں پر سپرے کے لئے زیادہ تر جاذب SYstemic زہر استعمال ہوتے ہیں اور جاذب ہونے کے سبب دیرپا اثرات رکھتے ہیں اور یہی دیرپا اثرات سبزیوں' پھلوں' چوسے جانے والے گنے کے ذریعے انسان کے جسم میں آہستہ آہستہ سرایت کر کے اسے پیچیدہ امراض میں مبتلا کرنے میں اہم کردار ادا کرتے ہیں مگر ہم مغربی آقاؤں کے زیر اثر کم ہی اس پر توجہ دیتے ہیں۔ یہ پہلو بہت ہی تشنہ ہے اور بیماریاں دن بدن بڑھ رہی ہیں۔

اگر دردمند اور باشعور مردانِ کار کسی ملک کا سرمایہ ہوں تو اس ملک کے عوام کو درآمدی گندم' درآمدی مرچ' درآمدی پیاز' درآمدی آلو اور نہ جانے کیا کیا درآمد کی گئی چیزیں نہیں کھانی پڑتیں خصوصاً جب ملک بھی زرعی ہو اور جس کا ماضی درآمدی کے بجائے برآمدی رہا ہو۔ اب بھی جس میں برآمد کے لئے ساری صلاحیت موجود ہو اور اس کے باوجود وہ درآمد کرے تو اس سے بڑھ کر بدنصیبی کیا ہو گی۔ اس بدبختی کے اسباب جب بھی کوئی تلاش کرے گا تو اسے تہہ میں بعض بے ضمیر ملیں گے جو بظاہر منصوبہ ساز تھے۔

ضرورت اس بات کی تھی اور ہے کہ اسلامی جمہوریہ پاکستان کے اساسی نظریات کے لئے مخلص ماہرین زراعت کو ہر سطح پر زرعی منصوبہ بندی کا کام دیا جاتا اور وہ ملک کے ہر کونہ کی اراضی کی صلاحیت' موسمی حالات اور علاقائی ضروریات' ملی برآمدی مفادات'

یعنی ہر چیز کو پیش نظر رکھ کر ملکی اور برآمدی ضرورت کی پیداوار کے لئے منصوبہ بندی کرتے اور پھر حکومت خارجی اداروں کے دباؤ کو یکسر نظر انداز کر کے ان کی سفارشات پر عمل درآمد کرتی تاکہ خود کفالت کی منزل اس قوم کا مقدر بنتی' بیرونی زرِ مبادلہ ملک میں آتا اور ملک یہود و نصاریٰ کے مالیاتی اداروں سے قرض کے لئے مجبور نہ ہوتا۔

ہمارے ہاں باصلاحیت بھلے لوگوں کی کمی نہیں ہے' اعلیٰ تعلیم اور اعلیٰ صلاحیت موجود ہے مگر فقدان دیکھنے میں آتا ہے تو اسلام کے حوالے سے تربیت کا' جذبہ حب الوطنی کا کہ ہماری صفوں میں حسد کی بہتات ہے جس کے سبب لوگ **Leg pulling** میں خوشی محسوس کرتے ہیں۔ یہ کام بڑے اہتمام سے قومی فریضہ سمجھ کر کرتے ہیں اور ایسے کارنامے بڑے فخر سے سناتے ہیں۔ ہم یہ بات کسی مفروضے کی بنیاد پر نہیں کہہ رہے بلکہ مشاہدہ اور تجربہ کی بنیاد پر کہہ رہے ہیں مثلاً ماضی کی کسی حکومت میں ملک خدا بخش بچہ وزیر تھے اور ڈاکٹر عبدالرحیم چوہدری مرحوم ماہر زراعت تھے (وفاقی سیکرٹری زراعت ریٹائرڈ ہوئے تھے) ڈاکٹر عبدالرحیم چوہدری کی ہر سطح پر ٹانگ کھینچی گئی۔ سیسل تھریڈ اور زیتون کی کاشت قسم کے منصوبے صرف اس وجہ سے توجہ حاصل نہ کر سکے کہ ان کا خالق ڈاکٹر عبدالرحیم تھا۔ پاکستان میں بے شمار محبّ وطن ڈاکٹر چوہدری ہیں مگر ہر ایک کے لئے کوئی نہ کوئی بچہ موجود ہے۔

کل بھی یہ دیکھنے کی بات تھی اور آج بھی یہ غور طلب بات ہے کہ ملک کا حقیقی زرعی رقبہ کتنا ہے! ہر نوع کی فصل کے لئے کتنا درکار ہے کہ ملی غذائی ضرورت پوری کرنے کے ساتھ برآمدگی کی ضرورت بھی پوری کرے۔ کس علاقے کی زمین کس فصل اور کس بیج کے لئے موزوں ہے! فصلوں اور زمین کی مناسبت سے کس زمین اور کس فصل کے لئے کون کون سی کھاد موزوں ہے اور پھر مطلوبہ کھادوں کی مطلوبہ مقدار میں فراہمی کیسے ممکن ہوگی۔ مناسب بیج کیسے اور کہاں سے دستیاب ہوگا۔ یہ سب کچھ خوبصورت فائلوں میں تو یقیناً محفوظ ہوگا مگر زمین پر ڈھونڈے سے بھی میسر نہیں ہے۔ اعتدال اور منصوبہ نہیں کہ کبھی گنا زیادہ تو کبھی گندم اور چاول کی بہتات کبھی دالوں پر زور۔ جس کے

اثراتِ بد قومی معیشت پر پڑتے ہیں اور اس سے بھی زیادہ کاشتکار کی معیشت پر کہ سرکاری پالیسی کے سبب اسے اپنی فصل کی حقیقی قیمت نہیں ملتی اور وہ زیادہ اُگا کر بھی مفلوک الحال ہی رہتا ہے۔

کہتے ہیں ایک بار محکمہ / تحریک دیہات سدھار نے اپنے کارکنوں سے کہا کہ اس پیمائش کے مطابق اپنے اپنے حلقہ میں کھاد کے گڑھے کھدوائیں۔ کارکنوں نے ہدایت نوٹ کر لی۔ تین چار ماہ بعد ہر کارکن سے 'کارکردگی رپورٹ' لی گئی کہ کتنے گڑھے کھدوائے ہیں' ہر کارکن نے "حسب توفیق" تعداد لکھوادی اور صوبے کی سطح پر جب یہ اعداد و شمار جمع ہوئے تو یہ کھدے گڑھے صوبے کے اصل رقبہ سے بڑھ گئے' اسی طرح کے اعداد و شمار پر ہماری زراعت کی منصوبہ بندی ہوتی ہے جس کے نتائج ہم ستاون سال سے دیکھ رہے ہیں کہ کسی پہلو خاطر خواہ ترقی کے شواہد سامنے نہیں آئے۔

زراعت کی بنیادی ضرورت پانی ہے اور بھلا ہو سرکار کا کہ وہ زمیندار کو ہر سہولت دینے کا 'تہیہ' کر چکی ہے جس 'تہیے' میں پانی شامل نہیں ہے۔ دریا خشک' نہریں خشک' ٹیوب ویل کی بجلی کے بل زمیندار کی اوقات سے بڑھ کر' سیم نالے جو کروڑوں کے خرچ سے کھدے تھے خودرو جھاڑ جھنکار سے پُر ہو کر بے کار' افسران کو میٹنگ اور دورہ مہلت ہی نہیں دیتا کہ باہر نکل کر دیکھیں اور رہے ماتحت تو ان کو دال روٹی کی فکر سے ہی نکلنا نصیب نہیں ہوتا۔ مہلت ملے تو ہڑتال کے پروگرام سے فرصت نہیں ہے۔

پانی کے لئے منصوبہ بندی کی ایک مثال ملاحظہ فرمائیے کہ دریائے سندھ سے پانی دریائے جہلم میں ڈالنے کے لئے چشمہ جہلم نہر بنائی گئی اور پانی کی مقدار طے ہے اس کے باوجود علاقہ سیم کی زد میں ہے۔ زراعت کے لئے نہریں خشک ہیں زمیندار پانی کو ترس گئے' فصلیں برباد ہیں مگر چشمہ جہلم اپنی مجوزہ گنجائش سے زیادہ پانی کے ساتھ بہہ رہی ہے اور زیادہ سیم پھیلا رہی ہے۔ آخر یہ فاضل پانی کاشتکار کو دینے میں حرج کیا ہے۔ معاملہ صرف یہ ہے کہ زمیندار پریشان ہوگا تو 'کچھ دیگا'۔

پانی کا دوسرا ذریعہ بارش سے سیرابی ہے۔ یہ ذریعہ خالصتاً خالق کے ہاتھ میں

ہے اور اس کا حصول اطاعت سے مشروط ہے مگر عوام چونکہ بادشاہ کے دین پر ہوتے ہیں (الناس علی دین ملوکہم) اور بادشاہ یا حکومت دین بے زار ہے کہ امریکہ اور یورپ بنیاد پرستی کا طعنہ دیں گے۔ رہے عوام تو ان کی 70' 75 فیصد آبادی دیہات میں رہتی ہے۔ علم کی کمی کا پوری قوم شکار ہے۔ 'پڑھے لکھے' لوگوں کا المیہ بھی یہ ہے کہ وہ دین کے حقیقی تقاضوں کو نہیں جانتے لہذا معدودے چند لوگوں کو چھوڑ کر اکثریت زکوۃ و عشر سے خائف ہے اور جب اللہ تعالیٰ کو شکرانے کا حق ادا کرنا بوجھ محسوس ہو تو اس سے لینا کیا لہذا اس نے بارشوں کا سلسلہ روک لیا۔ مانگیں تو کس منہ سے!

کوئی شخص کراچی جانا چاہے اور غلطی سے یا جان بوجھ کر پشاور کی گاڑی میں بیٹھ کر بڑے خشوع و خضوع اور اخلاص نیت سے بڑی بڑی نذر مان کر کراچی پہنچنے کی دعا کرے خواہ وہ یہ دعا بیت اللہ میں کرے وہ کراچی نہ پہنچ پائے گا۔ پشاور ہی پہنچے گا۔ یہی صورت حال اسلامی جمہوریہ پاکستان کے زرعی منصوبہ سازوں کی ہے کہ یہود و نصاریٰ کے عالمی مالیاتی اداروں' ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف یا لندن کلب' پیرس کلب کی گاڑی پر سوار ہو کر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے بنیادی تقاضوں کی منزل پر پہنچنا چاہیں تو کیسے!

غیر ملکی طاقتیں پاکستانی زرعی معیشت کو مفلوج کر کے اسے اپنا دست نگر دیکھنا ہی نہیں مستقلاً رکھنا چاہتی ہیں اور ان کی ساری منصوبہ بندی کا مرکز و محور یہی ہے۔ وہ ہمیں انسانی صحت کے لئے ادویات دیں یا زرعی صحت کے لئے اہل پاکستان پر احسان فرمائیں اس کے پیچھے غرض یہی ہے کہ ان کی زمین بانجھ ہو جائے اور حالات ثابت کر رہے ہیں کہ پاکستان میں کپاس کے علاقے کی زمین نے بانجھ ہونے کی طرف سفر شروع کر دیا ہے۔ فصلوں کی مقدار اور کوالٹی بتدریج کم ہو رہی ہے۔ امریکن سنڈی ہی ختم نہیں ہو رہی بہت کچھ اور بھی ختم ہو رہا ہے۔

زرعی زمین پر ایک اور طرف سے حملہ ہو رہا ہے کہ اچھی زرخیز زمینوں پر کارخانے لگ رہے ہیں اور آبادیاں بن رہی ہیں۔ یہ بھی منصوبہ بندی کے فقدان کی علامت ہے ورنہ عقل و شعور کا فیصلہ تو یہ ہے کہ ناقابل کاشت بنجر زمینوں پر صنعتوں کو ترجیح دی جائے۔ رہائشی مکانوں کے لئے بھی زرعی زمین کے استعمال سے بچنے کی کوشش کی جائے

بلکہ اس سے بھی بڑھ کر بنجر زمین کو قابل کاشت بنایا جائے۔

محکمہ زراعت کے ہر سطح کے افسران کی فوج ظفر موج کو رپورٹوں سے فائلوں کا پیٹ بھرنے کے بجائے باہر نکل کر زمیندار کو راہنمائی دینی چاہئے۔ اسے ناپسندیدہ اور غیر منافع بخش زراعت سے روکنا چاہئے۔ اسی سے زرعی انقلاب کی راہ ہموار ہو سکتی ہے۔ نچلے عملے کی پیش کردہ رپورٹوں کو موقع پر چیک کرنے سے غلط رپورٹنگ کی راہ روکی جا سکتی ہے۔ نئی تحقیق پر اس کے پرانا ہونے سے پہلے عمل کرنا چاہئے۔ یہ سب ممکن ہے بشرطیکہ حسد کو چھٹی دے دیں' **Leg pulling** سے توبہ کر لیں۔ اخلاص اور رواداری کو رواج دیں۔

یو این او کا ذیلی ادارہ برائے عالمی زراعت **FAO** گذشتہ نصف صدی سے چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ عالمی سطح پر خصوصاً ترقی پذیر ممالک میں آئندہ ایک صدی تک خوراک کی قلت کا کوئی خطرہ نہیں ہے باوجود آبادی میں بتدریج "بے ہنگم" اضافے کے اور اگر کسی جگہ ایسی صورت حال ہے تو وہاں کے لوگوں کی غلط منصوبہ بندی اور نااہلی کی وجہ سے ہے اور عملاً ایسا ہی ہے مگر اسلامی جمہوریہ پاکستان میں شور ہے' اخبارات کے صفحات پر' ریڈیو اور ٹی وی پر کہ "آبادی ڈبل تھی گئی اے اور وسائل ہڑپ ہو گئے ہیں"۔ گویا ہم نے یہود و نصاریٰ کی پڑھائی پٹی پڑھ لی۔ ہمارے زرعی ماہرین ہر دور کے چیلنج کا مقابلہ کرنے کی صلاحیت رکھتے ہیں۔ بشرطیکہ بیوروکریٹ منصوبہ ساز عالمی مالیاتی اداروں کے ایماء پر' ان کے ڈالے ہوئے چارے کی وجہ سے' اپنے ماہرین کی سفارشات پر عمل کے راستے میں رکاوٹ نہ بنیں۔ میرے وطن میں عملاً ایسا ہوتا ہے اور یہ کوئی راز کی بات نہیں ہے لوگ جانتے ہیں۔

اگر اسلامی جمہوریہ پاکستان کے عوام کو 'پرائی شہہ' پر بھوکا نہیں مارنا تو آج وقت ہے کہ زرعی منصوبہ بندی کا رخ حب الوطنی والی زرعی منصوبہ کی طرف پھیریں اور اپنوں کی سنیں' اپنوں کے کام کو آگے بڑھائیں۔ غیروں کی 'ترقی' غیروں کی کیڑے مار ادویات' غیروں کی 'تحقیق' سے آنکھیں پھیر لیں کہ یہ 'غیر' محقق تحقیق کا دہرا معیار رکھتے ہیں۔ اپنے لئے اور ہمارے لئے اور۔

"یہود اس بات پر بھی ایمان رکھتے ہیں کہ سائنسی طریقوں سے بھی بیماریاں پیدا کی جا سکتی ہیں اور اس مقصد کے لئے ہمارے ڈاکٹر اور سائنسدان ہمہ وقت مصروف ہیں"۔ (وثائق یہودیت بحوالہ اسلامک ورلڈ آرڈر' صفحہ 14)

"آج شہری لوگ زراعت اور زرعی پیشوں کو حقیر' ناقابل اعتنا' کم آمدنی والے اور فضول گردانتے ہیں اور ایسا کرنے میں وہ سخت غلطی پر ہیں کیونکہ پورے معاشرہ کی بقا کا انحصار اسی شعبہ زراعت پر ہے۔ زراعت نہ ہوتی تو کوئی صنعت نہ ہوتی' کوئی منڈی نہ ہوتی۔ یہ زرعی خام مال ہی ہے جو فیکٹریوں میں مختلف شکلوں میں ڈھل کر مختلف معدنی اور دیگر خام اشیاء کے ساتھ خوراک اور دیگر ہزاروں اشیاء کی شکل میں تیار ہوتا ہے اور جدید فیکٹریوں کی چمنیاں اسی کے طفیل دھواں اگلتی ہیں۔

یہ ان کہی حقیقت ہے کہ صنعتی طور پر ترقی یافتہ ممالک مگر زرعی لحاظ سے پسماندہ اقوام' زرعی ممالک پر اپنے انحصار کو چھپانے کی کوشش کرتی ہیں"۔

("وہ" دنیا کو کیسے چلا رہے ہیں" یا ہم غریب کیوں ہیں؟ "عالمی معیشت" از نجمہ صادق' صفحہ 6' شائع کردہ شرکت گاہ' لاہور)

ہم نے ریکارڈ فصل کے دعوے کئے مگر ساتھ ہی باہر سے امپورٹ بھی شروع کر دی۔ ہم

نے چینی ایکسپورٹ کی مگر ساتھ ہی امپورٹ بھی شروع کی۔ ہم اپنی کپاس' چاول اور پھل حسب پروگرام ایکسپورٹ نہ کر سکے کیوں؟ یہ سب سٹینڈرڈ (Sub-Standard) تھے؟ یقیناً نہیں! صرف پالیسی سازی کا فقدان تھا ہم الل ٹپ صنعتیں لگاتے ہیں اور الل ٹپ فصلیں کاشت کرتے ہیں نتیجہ سب کے سامنے ہے صنعت و زراعت کے حوالے سے حقیقی منصوبہ سازوں کی منصوبہ بندی ملاحظہ فرمائیں جس پر عمل ہمارے ہاں ہوتا ہے:-

☆" At the same time we must patronise intensively trade and industry but first and

foremost speculation the part played by which is to provide a counterpoise to industry, the absence of speculative industry will multiply capital in private hands and will serve to restore agriculture from indebtedness to the land banks. What we want is that industry should drain off from the land both labour and capital and by means of speculation transfer into our hands all the money of the world and thereby throw all the Goym (non Jews)into the ranks the prolatariate. Then the Goym will bow down before us..."☆ (Protocols-6:6)

"معاشی بحران کے سبب (غیر یہود کے ممالک میں) نفرت کئی گنا بڑھ جائے گی جس کے نتیجے میں سٹاک ایکسچینج ٹھپ ہو جائیں گے اور صنعت مفلوج ہو جائے گی۔ ہم سونے کی چمک اور معروف خفیہ ہتھکنڈوں کے ساتھ مخصوص ہاتھوں کے ذریعے عالمی معاشی بحران پیدا کریں گے پھر مزدوروں کے جتھے سڑکوں پر لائیں گے جو نہ صرف سرمایہ داروں کا سرمایہ لوٹیں گے بلکہ ان کا خون بھی بہائیں گے۔ انہی کا خون، جن کو بڑی سادگی اور شائستگی کے ساتھ وہ پالتے رہے ہیں۔"

(وثائق یہودیت' پروٹوکول نمبر 3-11)

"صنعت و تجارت میں (یہود کی) اجارہ داری قائم کرنے کے لئے ناگزیر ہے کہ سرمایہ کو ہر پابندی سے آزاد کر دیا جائے اور ہمارے نادیدہ ہاتھ دنیا کے ہر گوشے میں اس اجارہ داری کی خاطر آزاد سرمایہ کاری کے لئے مصروف عمل رہیں۔ صنعت و تجارت

میں مصروف لوگوں کو سرمایہ کاری کی یہ آزادی سیاسی قوت بخشے گی اور پھر یہی آزادی عوامی ردِ عمل کو کچلنے میں ہماری مددگار ثابت ہو گی......۔"

(وثائق یہودیت' پروٹوکول نمبر 5-7)

"اپنے دیگر پروگراموں کے ساتھ ساتھ ہمیں صنعت و تجارت کی اس طرح سرپرستی کرنی ہے کہ عملاً مکمل کنٹرول ہمارے ہاتھ میں رہے۔ سٹے بازی صنعت کی دشمن ہے اور سٹہ بازی سے پاک معیشت استحکام کی ضامن ہے......۔"

(وثائق یہودیت' پروٹوکول نمبر 5-6)

"غیر یہود (گوئم) کی صنعت کو ہم سٹہ بازی کے ذریعے تباہ کریں گے اس طرح کہ تعشیات کو بھی فروغ دیں گے اس مقصد کے حصول کے لئے ہم اقدامات کر چکے ہیں......۔"

(وثائق یہودیت' پروٹوکول نمبر 6-7)

صنعت و زراعت کو چاٹنے والی چیز سٹہ بازی اور سود ہے۔ سٹہ بازی ہو یا صنعت و زراعت میں انشورنس ان کی جڑوں میں سودی کھاد ہے اور خالق کائنات کا فرمان ہے کہ سود اور سٹہ بازی معیشت کی دشمن ہے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے خلاف اعلان جنگ ہے۔ یہود و نصاریٰ اسلامی دنیا کو الخصوص انہی کی چاٹ لگا کر اپنا الو سیدھا کر رہے ہیں اور مسلمان بلا سوچے سمجھے ان کے جال میں پھنس رہے ہیں۔ پاکستان میں فصلوں کی انشورنس کا نیا جال بھی انہی آقاؤں کا ڈالا ہوا ہے۔ اس ایجنڈے پر کام جوں جوں آگے بڑھ رہا ہے صنعتکاروں اور کسانوں کے رزق سے خیر و برکت اٹھتی چلی جا رہی ہے۔ صنعت و زراعت بتدریج بانجھ ہوتی جا رہی ہے۔

ملکی سطح پر مردہ اور بیمار صنعتوں کا سروے کریں' تو اس تباہی کی تہہ میں آپ کو یہی دو بنیادی اسباب کارفرما نظر آئینگے۔ عقلمندی کا تقاضا یہ ہے کہ فوراً رخ پھیرتے صنعت و زراعت کا بروقت قبلہ درست کر لیا جائے۔ سود اور سٹہ بازی سے صنعت اور زراعت کو پاک کر لیا جائے۔

دفاعی منصوبہ بندی :

دفاع وطن کی اہمیت ہر دوسری چیز پر فوقیت رکھتی ہے۔ وطن ہے تو تعلیم، صحت اور زراعت و صنعت ہے اور خدانخواستہ وطن کی سالمیت پر آنچ آجائے تو ہر چیز بے کار، مگر یہ بھی امر واقع ہے کہ دفاعِ وطن کے تقاضوں کو کماحقہ نبھانے میں مذکورہ ہر چیز میں اعتدال و خود کفالت ہی بنیادی کردار ادا کرتی ہیں کہ ان میں استحکام کے بغیر دفاعِ وطن کا خواب شرمندہ تعبیر نہیں ہو پاتا گویا یہ دونوں ہی پلڑے برابر رہنے ناگزیر ہیں جن میں سے کسی ایک کا نیچے ہونا دوسرے کو نیچے کر دیتا ہے۔

دفاع کی بات کرتے ہیں تو ملک کی مسلح افواج، بحری، ہوائی اور بری افواج ذہن میں آتی ہیں یا وسائل حرب، بلاشبہ یہ دفاع کی ضروریات ہیں مگر امر واقع یہ ہے کہ یہی سب کچھ نہیں ہے بلکہ اس سے آگے جو کچھ مطلوب ہے وہی حقیقی قوت ہے مگر اکثر اوقات بہت سی نظروں سے اوجھل رہتی ہے یا عملاً بعض نادیدہ ہاتھ اوجھل رکھنے کی کوشش کرتے ہیں جس کا ثبوت بھی ہم یہاں پیش کر دیں گے کہ شواہد کے بغیر بات کا اعتبار کم ہی کیا جاتا ہے۔

دفاع مطلوب ہے اسلامی جمہوریہ پاکستان کا جس کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے اور اسلامی جمہوریہ پاکستان کی بنیاد ہے اسلام یعنی قرآن و سنت پر مبنی نظامِ حیات کی ترویج و نفاذ۔ اس لئے دفاع کے حوالے سے کی جانے والی بات اسلام کے بنیادی مطالبات سے ہٹ کر مکمل نہیں ہوتی۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا دفاع اسلامی تعلیمات سے مشروط ہے۔

دفاعِ وطن کے لئے سامانِ حرب اور معیاری ٹریننگ کی پشت پر اسلام اور نظریہ پاکستان کا سچا جذبہ کارفرما ہو، ہر فرد کے سینہ میں جذبہ جہاد موجزن ہو تو دفاع، کم وسائلِ حرب سے بھی موثر انداز میں ممکن ہے اور یہ کوئی انوکھی بات نہیں ہے کہ 1965ء میں پانچ گنا بڑی فوج نے ہر طرح کے اسلحہ سے لیس، ہر طرح کے اخلاق سے عاری بن کر، اپنی مرضی کے محاذ پر **Hit first and hit hard** کے اصول پر عمل کر

کے رات کی تاریکی میں حملہ کیا تھا جس کے جواب میں اس وقت کے صدر پاکستان نے اپنی افواج کو جوابی کاروائی کا حکم دیتے ہوئے یہ کہا تھا کہ لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس جاؤ اور اسے بتا دو کہ اس نے کس قوم کو للکارا ہے۔ افواج پاکستان اور قوم نے اس کا ثبوت فراہم کیا تھا جو تاریخ میں محفوظ ہے۔

1971ء میں یہ کہنے والا کہ "لا الہ الا اللہ پڑھتے ہوئے دشمن کی صفوں میں گھس جاؤ" کوئی نہ تھا۔ دونوں جنگوں کا فرق ہر کسی کے سامنے ہے۔ اچھی تربیت اور اچھے سامانِ حرب کے ساتھ جب تک مقصدیت سے اچھی ہم آہنگی نہ ہو محض اسلحہ کے زور سے جنگ جیت لینا ناممکن ہے۔ جذبہ دشمن سے اسلحہ چھین کر جنگ جیت لیتا ہے اس کی بے شمار مثالیں ہیں۔ روس جیسی ایٹمی طاقت افغانستان سے شرمساری لے کر بھاگی تو دوسری مسلمان ریاستوں کو پنجہ استبداد سے نجات ملی۔ مٹھی بھر چیچن روس کے قابو نہ آئے۔ آج داغستان کے مجاہدین روس کو ناکوں چنے چبوا رہے ہیں حالانکہ روس اسلحہ میں آگے ہے۔ ویت نام کے جنرل گیاپ اور صدر ہوچی من نے امریکہ کا حشر نشر کئے رکھا حالانکہ مقابلے میں امریکہ کے وسائلِ حرب بہت زیادہ تھے۔

بات وسائلِ حرب کی ہو تو اپنے دفاع کیلئے چوکنا اور سمجھدار ملک کبھی دوسروں پر اس ضمن میں اعتبار اور انحصار نہیں کرتا وہ اپنی متوقع ضرورت کا ادراک کر کے اس میں خود کفالت کی منزل تک پہنچتا ہے۔ مثلاً پاکستان عملاً تجربہ کر چکا ہے کہ 65ء اور 71ء کی جنگوں کے دوران باوجود معاہدوں کے 'محسنوں' نے پرزے اور اسلحہ روک لیا تھا۔

ہم نے ابھی یہ ذکر کیا ہے کہ بعض نادیدہ ہاتھ 'پس پردہ رہ کر افواج پاکستان کے دلوں سے قرآن و سنت کا پیدا کردہ جذبہ جہاد و حب الوطنی کھرچ دینے کے درپے ہیں۔ غیر مسلموں کے نزدیک آج سب کا مشترکہ دشمن نمبر ایک' اسلام ہے اور پاکستان اس اسلام کی علامت ہے اور افواج پاکستان نظریہ پاکستان کی محافظ ہیں اور اسی نظریہ سے ہم آہنگ دوسرے مسلم ممالک کے منتخب لوگوں کو عسکری تربیت دیتی ہیں اور یوں یہ عالمی سطح کا خطرہ ہے جس کا تدارک انتہائی ضروری ہے لہذا منصوبہ ملاحظہ فرمایئے :

"The Pakistan Army carries great love for the

Prophet Muhammad, and this is what strengthen the bonds between Pakistan and the Arabs, and this is really the grave danger to the "World Zionism" and a stumbling blockage to the expansion of Israil. Therefore, it is essential for the Jews that they should destroy the love for the Prophet Muhammad by all means."

(Professor Hertz, American Military Expert's Report on Arab - Israil War 1967, Page 215)

"پاکستان اور عربوں کے مابین محبت و یگانگت کے مستحکم' رشتوں کو استوار کرنے میں افواج پاکستان کے دلوں میں ان کے پیغمبر محمدؐ کیلئے گہری محبت ہے اور یہ عالمی یہودیت کیلئے شدید خطرہ ہے اور اسرائیل کی توسیع کے راستے کی دیوار ہے 'لہذا یہودیوں کیلئے یہ لازم ہے کہ وہ ہر طریقہ سے' ہر قیمت پر ان (افواج پاکستان) کے دلوں سے ان کے پیغمبر محمدؐ کی اس محبت کو کھرچ نکالیں"۔

دفاعی معاہدے :

دفاع کی ایک ضرورت دفاعی معاہدے ہیں اور دفاعی معاہدوں کی تاریخ بہت پرانی ہے۔ دفاعی معاہدے دوست ممالک سے بھی ہوتے ہیں اور دشمن ممالک سے بھی مگر دونوں صورتوں میں فرق صرف یہ ہوتا ہے کہ معاہدوں کے ضمن میں دوستوں پر مکمل اعتماد کیا جاتا ہے اور دشمنوں سے چوکنا رہا جاتا ہے کہ دشمن جب موقع ملتا ہے پیٹھ میں خنجر گھونپتا ہے۔ جسکی مسلمہ مثال امریکہ کے 1965ء کی جنگ میں بعض ضروری سامانِ حرب کی ترسیل روکنا ہے اور 1971ء کی جنگ میں چھٹے بحری بیڑے کی 'خوشخبری' تھی جو کبھی نہ پہنچا اور مشرقی پاکستان بنگلہ دیش بن گیا۔ یہ ہے دشمن معاہد کے معاہدوں کے اثرات۔

جب ہم اسلامی جمہوریہ پاکستان کے دفاعی معاہدوں کی بات کرتے ہیں تو ایک بنیادی بات یہ سامنے آتی ہے کہ چونکہ ہر چیز کا خالق اپنی تخلیق کے متعلق اتھارٹی سمجھا جاتا ہے اس لئے عقل و شعور تقاضا کرتے ہیں کہ انسان اپنے جملہ معاملات میں اپنے خالق سے ملنے والی راہنمائی کو ہی اتھارٹی سمجھے اور خدانخواستہ بات اس کی سمجھ میں نہ آئے تو اسے اپنے فہم و شعور کی کمی سمجھے خالق کی بات میں' راہنمائی میں' مین میخ نہ نکالے کہ بلاشک و شبہ وہ حکیم و دانا ہے' علیم و خبیر اور قادرِ مطلق ہے۔

خالق نے انسانیت' خصوصاً اہل ایمان کی راہنمائی کیلئے مکمل و مدلل ضابطہ حیات قرآن حکیم کی صورت میں دیا جس میں عملی زندگی کے ہر پہلو پر دلائل کے ساتھ راہنمائی دی ہے۔ ایسی راہنمائی جس کو اپنے پرائے آج تک کبھی نہ جھٹلا سکے۔ ملاحظہ ہو

"وہ لوگ کہ معاہدہ کیا تھا تم نے ان سے' پھر توڑ دیتے رہے وہ اپنے عہد کو ہر موقع پر اور وہ نہیں ڈرتے۔" (القرآن' انفال۔ 56)

"اے ایمان والو! یہود و نصاریٰ کو دوست (سرپرست) نہ بناؤ وہ باہم دوست ہیں ایک دوسرے کے اور تم میں سے جو کوئی ان سے دوستی کرے گا وہ انہی میں سے ہے۔ بے شک اللہ ظالم لوگوں کو ہدایت نہیں دیتا۔" (القرآن' المائدۃ 51)

"اے ایمان والو! مت بناؤ (دوست و سرپرست) ان لوگوں کو جنہوں نے تمہارے دین کو مذاق اور کھیل بنایا ہے' ان میں سے جنہیں تم سے پہلے کتاب دی گئی تھی اور کفار کو' اللہ سے ڈرتے رہو۔" (القرآن' المائدہ' 57)

ہم نے محض نمونہ کے لئے تین حوالہ جات پر اکتفا کیا ہے جو ہر لحاظ سے Self Explainatory ہیں اور ہماری بات کی تائید کرتے ہیں کہ یہود و نصاریٰ کبھی بھی اچھے معاہدہ ثابت نہیں ہو سکتے کہ وہ آپس میں مسلمہ دوست ہیں۔ دور نہ جائیے اسی سال کی تازہ مثال ہمارے عقل و شعور کو جھنجھوڑنے کے لئے کافی ہے۔ حال ہی میں امریکہ نے اسرائیل سے دفاعی سلامتی کا معاہدہ کیا ہے کہ اسرائیل پر کسی بھی جارحیت کی صورت

میں امریکہ اسرائیل کو فوجی تحفظ دے گا۔ یہی امریکہ دوسری طرف کویت' سعودیہ اور مصر وغیرہ کا بھی معاہد ہے۔

اسرائیل کے خلاف مبینہ جارحیت مصر یا سعودی عرب اور اردن سے ممکن ہے کہ ان کی سرحدیں اسرائیل سے ملتی ہیں (یہ الگ بات ہے کہ شرقِ اوسط کا غنڈہ اسرائیل خود مسلمہ و مصدقہ جارح ہے) اگر ایسی کوئی جارحیت کسی بھی صورت میں سامنے آئے تو امریکہ کس معاہدے کو نبھائے گا۔ اسرائیل سے معاہدہ کو یا سعودیہ' کویت اور مصر کی اسرائیل کے خلاف مدد کرے گا! اس کا جواب ہم سب کے اندر موجود ہے اور یہی اندرونی جواب مسلمان قوم کو جھنجوڑنے کے لئے کافی ہے۔

امریکہ اکیلا ہی عربوں کے خلاف اسرائیل کی مدد نہیں کرے گا بلکہ اپنے ساتھ یہود نواز برطانیہ اور فرانس وغیرہ کو بھی لائے گا۔ یہی وہ حقیقت ہے جسے ہمارا خالق ہم سے زیادہ بہتر سمجھتا ہے اور اسی لئے اس نے ساڑھے چودہ سو سال قبل ہمیں راہنمائی سے نوازا' ماضی میں جس نے اس راہنمائی سے استفادہ کیا عزت' خوشحالی اور استحکام اس کا مقدر بنا اور جس نے جس قدر انحراف کیا اسی قدر ذلت و رسوائی مقدر بنی۔ اردن اور مصر کے امریکہ پر بھروسے اور 67ء کی جنگ کے حالات کو ذہن میں تازہ کر لیجئے۔

اس حقیقت کا آئینہ بھی ہم آپ کے سامنے رکھتے ہیں تاکہ آپ خود اس میں یہود و نصاریٰ (امریکہ و برطانیہ) کی تصویر دیکھ لیں :

"شارک یہودی' جنگ کے مواقع پیدا کرنے کیلئے مختلف قسم کے قضیوں کی خاطر اکساہٹیں پیدا کرنے کیلئے سرگرمِ عمل رہتا ہے۔" (71ء کی پاک بھارت اور 67ء کی عرب اسرائیل جنگ' ایران عراق اور کویت' عراق نمونہ ہے)

"یہود کے شعبہ تخریب کا دائرہ عمل کسی ملک کی مسلح افواج تک بھی پھیلتا ہے۔ مسلح افواج' جو ملک کی ریڑھ کی ہڈی ہے۔ درپردہ یہود سب سے پہلے ترقی و اقتدار کے بھوکے فوجی افسران سے فرداً فرداً روابط بڑھا کر اپنے شیشے میں اتارتے ہیں۔ پھر اعتماد میں لئے گئے ان لوگوں کو باہم ملواتے ہیں۔ پھر افواج

میں سے اپنے خریدے ہوئے ایجنٹوں کے ذریعے علاقائی' لسانی' قومی' مذہبی
تعصبات کو ہوا دی جاتی ہے تاکہ نفرتوں کے شعلے بھڑکیں اور اتحاد ملت پارہ
پارہ ہو۔" (وثائق یہودیت)

اختصار کے نقطہ نظر سے یہی دو حوالہ جات کافی ہیں۔ افواج میں گجراتی' غیر گجراتی اور سانپ والی بات سے کم و بیش ہر کوئی واقف ہے یہی حال دوسرے پہلوؤں میں بھی ہے۔

دفاعی معاہدوں کے حوالے سے بات آگے بڑھائیں تو استحکام دفاع کے لئے پاکستان اور بنگلہ دیش کے مابین بھارتی جارحیت کے خلاف موثر منصوبہ بندی کے ساتھ معاہدہ ہو سکتا ہے بعینہ اسی طرح جس مشرقی اور مغربی پاکستان کی دفاعی پالیسی تھی کہ بھارت مغربی سرحد پر جارحیت کا ارتکاب کرے تو مشرقی بازو سے دفاع کیا جائے اور مشرقی بازو پر حملہ ہو تو مغربی بازو دباؤ بڑھائے تاکہ اس کی مسلح فوج دو جگہ تقسیم ہو جائے۔ بنگلہ دیش کے مفاد میں بھی ایسا ہی منصوبہ ہے۔ یوں دونوں مسلمان بھائی بنیے کی جارحیت سے محفوظ رہ سکتے ہیں۔

افغانستان ہمسایہ مسلمان ملک ہے' بھارت پاکستان کے خلاف افغانستان کو استعمال کرے اور پاکستان افغانستان کو بھارت کے خلاف استعمال نہ کر سکے' حالانکہ دونوں ایمان کے دھاگے میں بندھے ہیں اور بے ایمان کے سامنے سینہ سپر ہونا دونوں پر فرض ہے' تو یہ بات دونوں مسلمان ممالک کے لئے شرمناک ہے۔ ایران کو ہر لحاظ سے بھارت پر پاکستان کو ترجیح دینی چاہئے کہ کلمہ مشترک ہے مگر بدنصیبی کہ ایران بیشتر معاہدوں میں بھارت کو ترجیح دیتا ہے۔

بجائے اس کے کہ مسلمان ممالک امریکہ' روس' برطانیہ اور فرانس کی جھولی میں عافیت تلاش کریں' اللہ تعالیٰ کے عطا کردہ انعام (باہم ملی ہوئی سرحدوں کے سبب) جسد واحد کی کیفیت سے بھرپور فائدہ اٹھاتے ہوئے اپنی بقاء و استحکام کے باہمی معاہدے کریں تاکہ ہر تحفظ ان کا مقدر بنے۔ اپنی حربی صلاحیت میں بھی خود کفالت کی منصوبہ

بندی کریں تو تمام کافر طاقتیں ان کے سامنے دم نہ مار سکیں کہ اللہ تعالیٰ نے انہیں ہر طرح کے وسائل اور ہر طرح کی صلاحیتوں سے نوازنے میں کمی نہیں چھوڑی ہے۔

محسنِ انسانیت ﷺ نے بھی آغازِ ہجرت میں متوقع خارجی حملوں کے خلاف غیر مسلموں (یہود مدینہ) سے دفاعی معاہدہ فرمایا تھا کہ وقت کی ضرورت تھی اور یہود بھی ابھی کھل کر سامنے نہ آئے تھے اس لئے حکمت اور ضرورت کے تحت، چین جیسے آزمودہ اچھے ہمسائے سے مکمل اعتماد کے ساتھ دفاعی معاہدہ کیا جا سکتا ہے کہ چین ہر آڑے وقت میں، خصوصاً دفاعی صنعت کے قیام میں ہر خارجی دباؤ کے باوجود پاکستان کے ساتھ رہا ہے۔ چین پر اعتماد کرنا اور چین کو اعتماد دینا وقت کی ضرورت ہے۔

ایٹمی قوت کے حوالے سے اسلامی بلاک کو مل کر اپنے وسائل اور اپنی صلاحیتوں کے سہارے کام کو موثر انداز میں آگے بڑھانا چاہئے کہ اسلام دشمن قوتوں کے سامنے بند باندھنے کے لئے یہ ناگزیر ہے۔ یہود و نصاریٰ ہوں یا ہنود سب کا مشترکہ دشمن نمبر ایک اسلام ہے اور اسلام کے دشمن اپنی دشمنی میں نہ تو سعودی عرب، مصر، سوڈان، لیبیا، عراق اور پاکستان وغیرہ کی تمیز روا رکھتے ہیں نہ ہی انہیں اہلحدیث و دیوبندی، بریلوی، شیعہ وغیرہ سے غرض ہے۔ ان کا ہدف اسلام اور مسلمان ہیں۔ انہیں دشمنی کے لئے عبدالرشید ارشد چاہئے، بلونت سنگھ یا سیتا رام نہیں اور یہ عبدالرشید ارشد دنیا کے جس خطے میں بھی ہے ان کا دشمن ہے۔ مگر عیار دشمن ملکوں، قوموں، گروہوں اور جماعتوں کو تفریق و تقسیم کے ذریعے باہم تفرقہ ڈال کر اپنا شکار بناتا ہے اور بدنصیبی یہ کہ واعتصموا بحبل اللہ جمیعاً پر ایمان رکھنے والے عمل کے سرمایہ سے محروم ہیں۔

ملتِ مسلمہ، من حیث الملت اگر ایٹمی قوت بن جائے، اس کی اپنی حربی صنعت ہو، ان کے اپنے دفاعی منصوبے ہوں تو کون ہے جو ان کی طرف میلی آنکھ سے دیکھے، کون ہے جو آج لیبیا پر، کل سوڈان و عراق پر اور پرسوں ایران و افغانستان پر راکٹ و میزائل برسائے۔ یہ سب منصوبہ بندی کا فقدان اور جرم ضعیفی کی سزا ہے اور مسلم ممالک میں

سے ہر ایک اپنی اپنی جگہ اسے برسوں سے "انجوائے" کر رہا ہے' کوئی کسی انداز میں تو کوئی کسی طور پر۔

مستحکم دفاع کے لئے' نظامِ دفاع کے بنیادی پرزے (King pin) کی تیاری ضروری ہے۔ یہ بات آپ نے اکثر سنی ہوگی کہ گن سے زیادہ اہم گنر ہے (man behind the gun) لہذا اس پرزے کی جسمانی صحت کے ساتھ ساتھ اس کی روحانی صحت کا اعلیٰ معیار برقرار رکھنا دفاع کے حقیقی تقاضوں کی تکمیل کی ضمانت ہے یہ پرزہ ہر سطح کا سپاہی JCOs ہی نہیں بلکہ ہر سطح کا کمانڈر بھی ہے۔ سپاہی سے جنرل تک ہر ایک کے روئیں روئیں میں ہر قطرہ خون کے ساتھ اسلام سے ہم آہنگ نظریہ پاکستان سے محبت گردش کرتی نظر آنی چاہئے۔ اگر ایسا ہے تو اللہ تعالیٰ کی رحمت و نصرت آپ کے ساتھ ہے۔ آپ ہر جارح سے محفوظ و مامون ہیں۔ بمشیت اللہ تعالیٰ۔

جنرل محمد ضیاء الحق نے افواج پاکستان کو دوبارہ Rebuild کیا۔ معیار مطلوب پر لانے کے لئے ان میں اسلامی روح کو اجاگر کیا۔ یہ اقدام بھی دشمن کی آنکھ کا خار تھا کہ مستقبل میں اسلامی جمہوریہ پاکستان کی یہ مضبوط عسکری قوت اس کے توسیع پسندانہ عزائم کی راہ میں سنگِ گراں ثابت ہوسکتی ہے لہذا مخصوص زیر زمین ہتھکنڈوں سے ضیاء الحق اور اس کی جری ٹیم کو "قدرتی اور فطری" انداز کے "حادثہ" سے راستے سے ہٹاتے عسکری طاقت کو گھن لگانے کا عمل شروع کیا جو آج تک لحہ لحہ ہمہ جہت جاری ہے۔ روس' امریکہ' اسرائیل' بھارت سبھی اس مشن میں ایک دوسرے کے اتحادی ہیں اور اپنے بے ضمیر' سب سے بڑھ کر ہراول کا کردار ادا کر رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمائیے ایک اقتباس۔

☆ " یہ ڈھکی چھپی بات نہیں کہ پاکستان کی مسلح افواج کا شمار دنیا بھر کی اعلیٰ افواج میں ہوتا ہے یہ حقیقت روس کو پسند ہے نہ امریکہ کو۔ روس کی نظر افغانستان پر ہے اور بحرہ عرب پر بھی۔ اس کے علاوہ بھارت کی خوشنودی حاصل کرنا بھی مرغوب خاطر ہے۔ ان تینوں مقاصد کے راستے میں جو چیز حائل ہے وہ افواج

پاکستان ہیں۔ امریکہ کا مقصد مختلف ہے امریکہ کی اصلی اور بنیادی وفاداری اسرائیل کے ساتھ ہے۔ یہ بھی سب جانتے ہیں کہ اگر کسی وقت اسلامی سطح پر جہاد کا فتویٰ جاری ہو گیا تو پاکستان ہی وہ ملک ہے جہاں کی مسلح افواج اور اس کی آبادی کسی مزید حکم کا انتظار کئے بغیر جذبہ جہاد سے سرشار ہو کر سوئے اسرائیل اٹھ کھڑی ہو گی اس لئے تمہاری فوج کو نکما اور کمزور کرنا تینوں کا مشترکہ نصب العین ہے.......... میں نے کہا وہ کیسے؟ وہ ہنس کر بولے ضرورت ایجاد کی ماں ہے۔ ہر کوئی اپنا اپنا طریقہ کار وضع کرنے میں آزاد ہے بدی اور شر کو بروئے کار لانے کے لیے ہزاروں راستے کھلے ہیں۔ تیسری دنیا کے چھوٹے ممالک میں ایک طریقہ جو نمایاں کامیابی سے آزمایا جا رہا ہے یہ ہے کہ وہاں کی مسلح افواج کو طویل عرصہ تک سول حکومت کے امور میں الجھایا جائے'' ☆

مذکورہ اقتباس معروف بیوروکریٹ قدرت اللہ شہاب کی آپ بیتی شہاب نامہ کے صفحہ 1115 سے لیا گیا ہے۔ یہ خیالات جو شہاب صاحب نے اپنے مکالمہ کی صورت میں بیان کئے ہیں۔ مشرقی یورپ کے ایک دانشور کا تجزیہ ہے۔ کیا یہ ماضی کا تجزیہ ماضی قریب اور گزرتے حال کے حالات پر فٹ نہیں بیٹھتا؟ ہماری مسلح افواج واپڈا' محکمہ تعلیم' بھل صفائی' ایف ڈبلیو او کے سیم نالے' سڑکیں بنانے' موٹروے پر گاڑیاں گننے پر عرصہ سے مصروف نہیں ہے؟ کیا آج کے سربراہ کا فوج میں یک طرفہ 50 ہزار کی کرنے اور کم از کم ایٹمی ڈیٹرنس پر انحصار کا نعرہ' (جبکہ بھارت فوجی بجٹ بڑھا رہا ہے) اسی سازش کی تکمیل کی کڑیاں تو نہیں ہیں؟ ہم نے ایک فوجی افسر سے مستقبل کی جنگ میں لڑنے کی صلاحیت کا ذکر کیا تو ہنس کر بولے چھوڑیئے لڑنا اچھی بات نہیں وہ ماضی کی باتیں تھیں۔ Peace Through Power کا فارمولا ہم بھول چکے ہیں حالانکہ درست بات یہی ہے۔

علماء مساجد کا کردار:۔

مسلم معاشرے میں تعمیرِ وطن، تعمیرِ سیرت و کردار کی مرہونِ منت ہوتی ہے اور تعمیرِ سیرت و کردار کی ذمہ داری تعلیم خصوصاً دینی تعلیم نبھاتی ہے۔ معاشرہ کتنا ہی بے عمل کیوں نہ ہو، مسجد سے نکلتی آواز کا اثر قبول کرتا ہے قیام پاکستان کے بعد چشمِ فلک نے صرف دوبار علمائے کرام میں یکجہتی دیکھی پہلی بار جب دستورِ پاکستان کے لئے متفقہ 22 نکات مرتب کئے گئے اور دوسری دفعہ 56 سال بعد متحدہ مجلس عمل کی صورت میں۔ اس کے درمیانی وقفہ میں قوم علماء مشائخ کا اتحاد اور باہمی رواداری دیکھنے کو ترس گئی۔ مساجد اپنے اپنے مسلک کے قلعے بن گئے جہاں سے صبح و شام فریق مخالف پر سنگ باری کرتے ٹھیک ٹھیک نشانے لگائے جاتے رہے۔ مخالفین کو زبان کی تلوار سے گھائل کیا جاتا رہا بلکہ سچ تو یہ ہے کہ یہ سلسلہ اب بھی کہیں رکتا نظر نہیں آتا۔

علماء و مشائخ، انبیاء علیہم السلام کے وارث ہیں اور یہ ورثہ ہے سماج و معاشرے کی اسلام کی نکھری تعلیمات پر تعمیر کا۔ اگر برا نہ منایا جائے تو کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ہر عالم دین (الا ماشاءاللہ) ہمیں بزرگوں کی کرامات، مناقب تو سناتا ہے مگر کسی کو یہ توفیق نہیں ہوئی کہ تعمیر سیرت و کردار کے حوالے سے وہ ہمیں مدلل و مکمل راہنمائی دے۔ اور بتائے کہ عملاً نماز، روزہ، حج، زکوٰۃ اور جہاد ہماری عملی زندگی میں حقوق اللہ کے ساتھ حقوق العباد کے حوالے سے کیا تبدیلی لاتے ہیں۔ اس تبدیلی سے معاشرتی حسن کس طرح نکھرتا ہے۔ والدین، اعزا و اقارب، محلہ داروں، بیواؤں، یتیموں، سائلوں کے حقوق کیسے بطریق احسن ادا کرنے سے اخروی نجات کی ضمانت ملتی ہے۔ شہری حقوق میں مساوات قائم رکھنے کے لئے مطلوب رواداری کی حدود و قیود کہاں سے کہاں تک ہیں۔

ایک شخص ان سارے قصے کہانیوں پر، کرامات پر، مکمل یکسوئی کے ساتھ ایمان رکھتا ہے جو علماء و مشائخ عزام کے حوالے سے علماء کرام اپنے خطاب میں بیان فرماتے ہیں۔ مگر نماز نہیں پڑھتا، روزہ نہیں رکھتا دوسرے شعائر دین سے واقف نہیں ہے تو کیا محض ایسا ایمان قبر اور محشر کی منزلیں آسان کر دیگا؟ کیا محشر میں اس کے مجرم ثابت ہونے کے ساتھ اسے سبق دینے والے

مجرم نہ ہونگے؟

ابھی مہلت باقی ہے۔ ہمارے چاروں طرف شر کے نقیب اپنے ہر ہتھکنڈے سے ہمیں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول ﷺ کے راستے سے بھٹکانے میں مصروف عمل ہیں۔ ان ہتھکنڈوں میں اخبارات، جرائد کے گمراہ کن مضامین ہیں، اشتہارات ہیں، ریڈیو، ٹیلی وژن، ویڈیو، ڈش، کیبل اور انٹرنیٹ کی خباثت ہے اور اس سے بڑھ کر علماء کی صفوں میں علماء کے بھیس میں گھس بیٹھیے دشمن کے ایجنٹ ہیں جو امت کے اتحاد کو پارہ پارہ کرنے کے لئے نت نئی جماعتیں اور گروہ بنانے میں مصروف ہیں۔

علماء کرام کے سامنے بہت بڑا چیلنج ہے کہ وہ علماء سو کا مقابلہ کرتے معاشرتی زندگی میں سدھار پیدا کرنے کی خاطر تطہیر افکار و کردار کے کام میں جٹ جائیں۔ اسلاف کی باہمی رواداری کی مثالوں سے قوم کو متعارف کرائیں اور محبت و اخوت اور یکجہتی کی فضا پیدا کریں۔ اختلافی علمی مسائل کو علمی مجالس تک محدود کر دیں۔ عامۃ الناس کو عملی زندگی سنوارنے کے گُر سکھائیں۔ تعمیر وطن کی سب سے بڑی ذمہ داری علماء کرام کے کندھوں پر ہے۔ دین سے برگشتہ مسیحی ہونے والے کل محشر میں علماء ہی کو موردالزام ٹھہرائینگے۔ آج شدومد کے ساتھ کفر صرف مسلمان کا دشمن ہے گولی اور میزائل دیوبندی، بریلوی، سنی یا شعیہ کی تخصیص نہیں کرتے۔ اسلام کا نام لیوا ہر شخص اس کا ٹارگٹ ہے۔ ہماری تفریق ہماری کمزوری ہے۔

سیاستدان:۔

اسلام میں سیاست شجر ممنوعہ نہیں ہے مگر حدود و قیود کے ساتھ۔ سیاست کے لئے ضا... اخلاق ہے۔ ہر ملک کے سیاستدان سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ ملک میں ایسا نظام حکومت قائم کرنے کے لئے سیاسی جدوجہد کرے گا جو ملک کی نظریاتی سرحدوں کی حفاظت کا ضامن ہو۔ لامحالہ مسلم سیاستدان سے کی جانیوالی توقع یہی ہو گی کہ ملک میں قرآن و سنت کی عملداری یقینی بنائے۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان کا حصول ہی اسی نصب العین سے وابستہ تھا۔ بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناحؒ نے بار بار اس بات کو صراحت سے بیان کیا تھا۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی بدنصیبی کہ اس کے سیاستدانوں نے ہوا وحرص کے تمام ریکارڈ توڑتے ہوئے وہ سب کچھ کیا جسے بیان کرتے گھن آتی ہے۔ 57 سال تک مسلمان کہلوانے والے سیاستدانوں نے سب سے زیادہ اسلام کو' پاکستان کی شہہ رگ کشمیر کو Exploit کیا۔ قدم قدم پر شعور کے ساتھ یہ کوشش کی جاتی رہی کہ ملک کا نظام شریعت مطہرہ کے مطابق نہ ہو کہ اس نظام میں اللے تللے اور عیش کوشی کی گنجائش نہیں ہے۔ رہی سہی کسر نئے فوجی آمر اور اس کے وزراء کی فوج نے پوری کر دی کہ یہ پوری تندہی سے اسلام کے نظریہ پر قائم اسلامی جمہوریہ پاکستان کو' امریکی مرضی ومنشا کے عین مطابق روشن خیال اور اعتدال پسند (Enlightend & Moderate) بنانے کے لئے شب و روز مصروف ہیں۔ سیاستدانوں کی اکثریت اپنی جماعتوں کے منشور سے ''توبہ کر کے'' روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا ثبوت فراہم کرتے سرکاری لیگ میں شامل ہونے پر فخر کرتی ہے۔ قائد کی اُس وارث لیگ'' میں جو اسلام کو جڑ سے اکھاڑنے پر تُلی بیٹھی ہے۔

☆ ☆ ☆

☆''میں پورے وثوق سے کہتا ہوں کہ دنیا کو اسلام کی جتنی ضرورت آج ہے کبھی نہ تھی۔ اگر دنیا اسلام کی نعمت کو قبول کر لے تو سرزمین ارضی امن وراحت کا لازوال نمونہ بن سکتی ہے اور دکھوں اور بلاؤں میں گھرا ہوا یہ کرہ باغِ جنت میں تبدیل ہو سکتا ہے۔''☆

(نومسلم جاپانی علی محمد موری بحوالہ ہم مسلمان کیوں ہوئے؟)

☆ ☆ ☆

☆''موجودہ سائنسی دور میں اسلام ہی ایسا مذہب ہے جو ترقی یافتہ دنیا کا ساتھ دے سکتا ہے۔''☆

(نامور امریکی مفکر اور رائٹر پروفیسر ہینل)

☆ ☆ ☆

معاشی منصوبہ بندی :

جس نے کہا درست کہا کہ بھوکے کا ایمان بھی ڈانواں ڈول ہوتا ہے یا پنجابی ضرب المثل ہے کہ "جس دی کوٹھی دانے' اس دے کملے وی سیانے" معیشت کا استحکام فرد کا افراد میں اور قوم کا اقوام میں سربلند رکھتا ہے اور معیشت کمزور ہو تو فرد یا قوم دبی دبی رہتی ہے سر اٹھا کر کسی سے بات نہیں کر سکتے اور مستحکم معیشت والے دوسروں پر حکمرانی کرتے ہیں۔

ہم گواہ ہیں' ہماری ستاون 57 سالہ تاریخ گواہ ہے اس بات پر کہ پاکستان معاشی لحاظ سے کاغذی سطح پر' فائلوں کے پیٹ میں یا ٹی وی' ریڈیو کے خبرناموں میں لاکھ مستحکم دیکھا گیا ہو مگر عملاً کبھی مستحکم نہیں رہا اور کشکول توڑنے کے ہر حکومت کے دعوے کے باوجود کشکول ہمارے دائیں ہاتھ میں رہا اور بایاں ہاتھ کان پر رکھ کر' امریکن وائٹ ہاؤس کے صدر دروازے پر کھڑے ہم "ایک ڈالر ایک روٹی دے خدا کے نام پر" کی صدا لگاتے رہے۔ یہی صدا ہم نے ورلڈ بنک' آئی ایم ایف' لندن اور پیرس کلب کے دروازوں پر لگائی۔ قوم ہر حکومت سے کشکول توڑنے کی "خوشخبری" سنتی رہی۔

ہاں البتہ ایک لحاظ سے ہم یقیناً مستحکم و مضبوط ٹھہرے۔ کہتے ہیں کہ ایک سکول میں بڑے صاحب دورہ پر آئے۔ ایک کلاس روم میں گئے' استاد محترم معاشرتی علوم پڑھانے میں مصروف تھے۔ صاحب نے استاد محترم سے کلاس کے طلباء سے ایک سوال پوچھنے کی اجازت لے کر کلاس سے سوال کیا کہ بچو! دنیا کا سب سے مضبوط ملک کونسا ہے؟ فوراً کچھ ہاتھ بلند ہوئے گویا جواب حاضر ہے۔ جو بچہ زیادہ اونچا ہاتھ تیزی سے لہرا رہا تھا اس کے متعلق گمان کیا گیا کہ بالکل درست جواب اسی کے پاس ہے لہذا اس سے جواب پوچھا تو کہنے لگا کہ پاکستان۔

بچے کا جواب سن کر استاد اور بڑے صاحب دونوں ہی حیران تھے کہ بچے نے نہ امریکہ و برطانیہ کا نام لیا اور نہ ہی روس' فرانس یا جرمنی وغیرہ کا۔ یہ کیا جواب ہوا چنانچہ لڑکے سے پوچھا گیا کہ پاکستان کیسے مضبوط ملک ہے تو کہنے لگا کہ جناب میرے پاس تو

صرف ایک ہی دلیل ہے کہ جب سے ہوش سنبھالا ہے اندر باہر ہر کسی کو یہ کہتے سنا ہے کہ فلاں حکمران نے اسے کھایا' فلاں نے دونوں ہاتھوں سے لوٹا' فلاں افسر نے یوں اسے نچوڑا اور چچوڑہ' 57 سال کی تاریخ میں سے کوئی نام میں نے نہیں سنا جس کے نہ کھانے پر قوم متفق ہو اس لئے اس سے بڑھ کر پاکستان کی مضبوطی کا اور کیا ثبوت ہو گا کہ یہ اب بھی قائم ہے۔

اسلامی جمہوریہ پاکستان کی معیشت مستحکم ہوتی اگر اسے اسلام (نظریہ پاکستان) کی آفاقی ہدایات کے ساتھ ہم آہنگ کیا جاتا۔ قرآن و حدیث میں بڑی وضاحت کے ساتھ مستحکم معیشت کے حدود و قیود کا تعین موجود ہے اور معیشت کی تباہی کا باعث بننے والے بدترین عنصر سود پر خالق و مالک کا فیصلہ بڑا واضح ہے کہ یہ خالق اور اس کے فرستادہ محسنِ انسانیت ﷺ کے خلاف اعلانِ جنگ ہے اور یہ مسلمہ حقیقت ہے کہ سود معیشت کے استحکام کی جڑ کاٹتا ہے۔ جس پر ہماری ستاون سالہ معاشی تاریخ گواہ ہے۔ یہ ایسی دلدل ہے کہ اس میں پاؤں ڈالنے والا اوپر نہیں آسکتا نیچے دھنستے رہنا اس کا مقدر ٹھہرتا ہے' سود میں ملوث فرد ہو یا ملک و قوم۔ یہی سود مسلمان کے دشمن یہود و نصاریٰ کا موثر ہتھیار ہے۔ سود کی قباحتوں سے قوم کو آگاہ کرنے والے فنڈامینٹلسٹ کہلواتے ہیں اور سود کے جال میں پھنسانے والے 'محسن' ٹھہرتے ہیں۔ معیشت کے حوالے سے ان 'محسنوں' کا چہرہ ملاحظہ فرمائیے:

یہود بین الاقوامی تخریب کاری' ہر شعبہ حیات سے متعلق قائم اپنی ذیلی تنظیموں کے ذریعے کرتے ہیں۔ ان میں سے ایک 'شارک' ہے اور شارک' شارک مچھلی کی طرح اپنے شکار کے جسم میں نوکیلے دانت گاڑتی ہے جس سے بچ نکلنا محال ہے۔ ملاحظہ فرمائیے:

"شارک سرمایہ دار ہے اور سود کے لئے سرمایہ پھیلا کر اپنا شکار قابو کرتا ہے۔"

(بحوالہ اسلامک ورلڈ آرڈر' صفحہ 17)

"تیسری عالمی جنگ شروع ہو چکی ہے یہ خاموش جنگ ہے جس میں سپاہیوں

کی بجائے بچے مر رہے ہیں۔ یہ قرضوں کی جنگ ہے جسکا ہتھیار سود ہے۔ وہ ہتھیار جو ایٹم سے زیادہ مہلک اور لیزر کی کرنوں سے زیادہ تباہ کن ہے۔" (برازیلی سیاستدان' بحوالہ "سونے کے مالک" از کرنل (ریٹائرڈ) محمد ایوب خان)

یہ مسلمہ امر ہے کہ آج کے دور میں عالمی سطح پر معیشت کا مکمل کنٹرول یہود و نصاریٰ کے مشترکہ قائم کردہ عالمی مالیاتی اداروں کے ہاتھ میں ہے اور ان میں بھی نصاریٰ محض اشک شوئی کے لئے ہیں حقیقتاً کنٹرول یہود کے ہاتھ میں ہے اور انہی کی پالیسی پر ہر جگہ عملدرآمد ہوتا ہے۔ یہ تمام مالیاتی ادارے یہود کے حقوق کی پاسداری کرتے ہیں۔ ان کا بنیادی فارمولا یہ ہے کہ مالیاتی نظام پر قبضہ پورے سسٹم پر قبضہ ہے:

"جو کوئی کسی ملک میں روپے کو کنٹرول کرتا ہے وہ تمام صنعت و تجارت کا مالک ہوتا ہے۔ جب آپ کو معلوم ہو جائے کہ یوں کتنی آسانی سے سسٹم کنٹرول ہو سکتا ہے تو یہ بتانے کی ضرورت نہیں رہتی کہ افراطِ زر اور کساد بازاری کیسے پیدا ہوتے ہیں۔" (جیمز گار فیلڈ' بحوالہ "سونے کے مالک" صفحہ 23' طبع ادارہ اشاعت قرآن لاہور)

"عالمی بنک کے نام سے ایسا لگتا ہے اور خاص طور سے اس لئے کہ اس کی تشکیل اقوام متحدہ کے ذریعے ہوئی کہ اس کے قیام کا مقصد دنیا کی اور خاص طور پر غریب ترین ممالک کی امداد کرنا ہے۔ لیکن درحقیقت ایسا نہیں ہے۔ عالمی بنک اور عالمی مالیاتی ادارہ (World Bank and IMF) کسی بھی دوسرے تجارتی بنک کی طرح کام کرتے ہیں لیکن انہیں حکومتوں پر حکم چلانے کے اضافی اختیارات حاصل ہیں۔

...... درحقیقت عالمی بنک دنیا کا سب سے بڑا غیر فرمانروا قرض لینے والا ہے جو تجارتی شرح سے سود ادا کرتا ہے اور پھر حاصل کردہ رقم مختلف ممالک کو زیادہ شرح سود پر قرض دے دیتا ہے اور اس طرح سالانہ اربوں ڈالر کماتا ہے۔ یہ دونوں ادارے کسی خاص ملک یا ممالک کی ملکیت نہیں ہیں۔ یہ اقوام متحدہ کی خصوصی (Specialised) ایجنسیوں کی حیثیت سے رجسٹرڈ ہیں مگر اقوام

متحدہ کو جواب دہ نہیں ہیں ...... یہ صرف خود مختار ادارے ہیں۔ یہ انتہائی آمرانہ اور معاملات کو مخفی رکھنے والے ہیں۔

عالمی بنک طویل المیعاد قرضے فراہم کرتا ہے تو آئی ایم ایف' (ورلڈ بنک سے لئے) گذشتہ قرضوں پر غیر اداشدہ سود اتارنے سمیت مختصر المیعاد مالیاتی مشکلات رفع کرتا ہے۔ یہ ادارے انتہائی بلند شرح سود پر قرضے دیتے ہیں' جنہیں اتارنے کے لئے بڑھتے چڑھتے ٹیکس (حکومتوں کو) لگانے پڑتے ہیں۔

عالمی بنک سے قرضے کے حصول کے لئے لازم ہے کہ آئی ایم ایف کی رکنیت اختیار کی جائے اور اس سے قرض لیا جائے۔ یہ بلیک میلنگ کا صاف ستھرا انداز ہے۔ عالمی بنک کے دیگر ذرائع سے چار سے سات گنا قرض لیا جا سکتا ہے جو آئی ایم ایف کا قرض اتارنے کے لئے کام آسکتا ہے اور اگر IMF سے کچھ نہ لیا جائے تو دیگر ذرائع سے بھی کچھ نہیں ملتا۔" ('وہ' دنیا کو کیسے چلا رہے ہیں یا 'ہم' غریب کیوں ہیں؟۔ عالمی معیشت از نجمہ صادق' صفحہ 13-14' طابع شرکت گاہ لاہور)

سطور بالا میں ہم نے بار بار عالمی بنک (World Bank) کا ذکر کیا ہے اور اس کے ساتھ عالمی مالیاتی ادارہ (IMF) کا بھی۔ چونکہ بات معیشت کے حوالے سے ہو رہی ہے اور ملکی معیشت' ہر ملک میں' یہی دارے کسی نہ کسی پہلو کنٹرول کرتے ہیں' اس لئے اسلامی جمہوریہ پاکستان کے باشعور لوگوں کو ان کے حقیقی خدوخال سے متعارف کرانا بہت ضروری ہے۔ چند جھلکیاں اور دیکھیے :

"عالمی بنک اور آئی ایم ایف بھی دوسرے بنکوں کی طرح اپنی قرض پر دی ہوئی رقم مع سود وصول کرنا چاہتے ہیں۔ تاہم دوسرے بنکوں کے برعکس یہ دونوں ادارے اپنی بے شمار شرائط بھی منواتے ہیں۔ ...... ان شرائط میں درج ذیل بعض یا تمام شرائط شامل ہوتی ہیں :

(الف) پٹرول، بجلی، پانی، گیس سمیت عام استعمال کی اشیاء پر بھاری ٹیکس لگا دیئے جائیں اور تنخواہوں میں (مناسب) اضافہ نہ کیا جائے۔ ان اقدامات کے نتیجے میں ہر چیز کی پیداواری لاگت بڑھ جاتی ہے۔ اور قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگ جاتی ہیں جس سے مقررہ آمدن والے طبقہ کے زندگی اجیرن ہو جاتی ہے۔

(ب) سماجی شعبے، میں سرکاری اخراجات میں مالیاتی نظم و ضبط کے نام پر کٹوتیاں کی جائیں اس کا مطلب یہ ہے کہ نئے سکول، سڑکوں، پانی اور گیس لائنوں کی تنصیب و مرمت کے نظام، ہسپتالوں، بہبود آبادی کے حقیقی کاموں اور رفاہِ عامہ کے کاموں پر رقم نہ لگائی جائے...... دوسری طرف سامانِ تعیش کی درآمد کے لئے قرضے پہ قرضے دیئے جائیں (یعنی غیر پیداواری قرضوں کے اجراء پر حکومتوں کو زیادہ مائل رکھا جائے)۔

(ج) قرض لینے والے ممالک کی منڈیاں مالدار ممالک کی اشیاء اور خدمات کے لئے کھول دی جائیں تاکہ وہ ان کی مقامی اشیاء کو منڈی سے باہر کر دیں (مثلاً پاکستان میں 'باڑہ مارکیٹوں' کے سیلاب نے ملکی مصنوعات کو تباہ کیا)۔

(د) غذائی اور زرعی زرتلافی (سب سڈی) کو بالکل ختم کرنے پر حکومتوں کو مجبور کر دیا جائے کہ مقامی اشیاء کی قیمتیں آسمان سے باتیں کرنے لگیں یہ لوگوں کی پہنچ سے باہر ہو جائیں (بے چینی اور انارکی پھیلے)۔

(ر) سرکاری شعبے کی املاک کو نجکاری کے ذریعے نجی شعبے کے سپرد کر دیا جائے (تاکہ نجی شعبہ من مانی کرے۔ جو جس قدر چاہے دے اور جس قدر چاہے روک لے)

ہم نے نمونۃً یہ چند شرائط آپ کے سامنے رکھی ہیں جن سے اہل پاکستان 'فیضیاب' ہو رہے ہیں۔ یہ خارجی منصوبہ سازوں کی محنت ہے۔ پالیسی سازی میں عالمی مالیاتی اداروں کی مداخلت کے حوالے سے آخری اقتباس ملاحظہ فرمایئے 'اس عنوان پر ہم

اسی کو کافی سمجھتے ہیں:

"عالمی بنک ترقی پذیر ممالک کے پالیسی سازوں کو مشورہ دینے اور انہیں دباؤ میں رکھنے والا دنیا کا سب سے بڑا ادارہ ہے۔ یہ عام طور پر حکومتوں کی حوصلہ افزائی کرتا ہے کہ قرض لی گئی رقم کو وہ اصل ترقیاتی پراجیکٹس پر خرچ کرنے کے بجائے جیسے چاہیں خرچ کریں اور اس کے بدلے میں وہ فیصلہ سازی میں اسے (ورلڈ بنک کو) بھی کردار ادا کرنے دیں۔ اس طرح حکومتیں قرضوں کی یہ رقوم تعشیات پر لٹاتی ہیں اور ذاتی عیاشیوں پر قوم کی کمائی خرچ کرتی ہیں۔ (یوں ہر ملک ان کے پاس اقتدار اعلیٰ گروی رکھ دیتا ہے)۔" ('وہ' ہم پر کس طرح حکومت کرتے ہیں یا 'ہم' غریب کیوں ہیں۔ عالمی معیشت' صفحہ 15-16 از نجمہ صادق' طابع شرکت گاہ لاہور)

"چونکہ ہماری معیشت آئی ایم ایف (IMF) اور قرض دینے والے دوسرے اداروں کے ہاتھوں یرغمال بنی ہوئی ہے اس لئے ان اداروں کی شرائط تسلیم کئے بغیر ہماری حکومتوں کے لئے کوئی چارہ کار نہیں رہا .... تجارتی خسارے میں کوئی کمی واقع نہیں ہو رہی ان حالات میں خسارے کو پورا کرنے کے لئے عوام پر ٹیکسوں کا بوجھ بڑھانے کے سوا کوئی دوسرا راستہ نہیں ہے۔ یہی وہ حالات ہیں جو ملک میں معاشی اور سیاسی ابتری اور امن و امان کی صورت حال پیدا کر رہے ہیں......"

(پسِ پردہ' جاوید صدیق۔ اوصاف' اسلام آباد' 10 اکتوبر صفحہ 3)

☆ ☆ ☆

ضمیرِ مغرب ہے تاجرانہ ضمیرِ مشرق ہے راہبانہ
وہاں دگرگوں ہے لحظہ لحظہ یہاں بدلتا نہیں زمانہ
اقبالؒ

☆ ☆ ☆

سماجی منصوبہ بندی :

اوپر بیان کردہ دوسرے شعبہ جات کی طرح اسلامی جمہوریہ پاکستان کا سماجی و معاشرتی شعبہ بھی نصف صدی کے دوران غیروں کے اٹھائے گئے طوفانوں کی زد میں رہا ہے۔ بالواسطہ بھی اور بلاواسطہ بھی۔ جب ہم ان وجوہات کا کھوج لگاتے ہیں جو ہمیں اس حد تک لے گئیں تو بلاخوفِ تردید 2 اسباب کھل کر سامنے آئے ہیں۔

اولاً نظامِ تعلیم کا مقصدیت سے عاری ہونا بلکہ بعید تر ہونا کہ قیامِ پاکستان کے بعد کسی کو منزل کا شعور قوم کے دل و دماغ میں اجاگر کرنے کی فرصت نہ ملی، کسی کو منزل کی راہیں متعین کرنے کا خیال نہ آیا۔ اس ملک کے کرتا دھرتا حضرات میں سے کسی کا امریکہ جانے کا داؤ لگا تو امریکی معاشرے کی چمک دمک اور وہاں کے سکائی سکریپرز (بلند و بالا عمارتیں) دیکھ کر اس نے امریکی نظامِ تعلیم میں پاکستان کی ترقی کو دیکھا اور ابھی امریکن ایجوکیشنل سسٹم کی تنفیذ کا کام مکمل نہ ہوا تھا کہ کوئی دوسرا روس یاترا کر آیا تو اسے ارضی جنت کے خواب کی تعبیر روسی ایجوکیشنل سسٹم میں نظر آئی۔ یہی حال برٹش یا فرینچ نظامِ تعلیم کی چکاچوند دیکھنے والے ذمہ داران کا تھا جس کے سبب تعلیمی ملغوبہ کبھی بھی کسی کا کچھ سنوار نہ سکا۔

مسلمان ماہرین تعلیم کو یہ توفیق نہ ہوئی کہ وہ تعلیم کا قبلہ درست کر کے اسے اسلامی اقدار کے تقاضوں سے ہم آہنگ کرتے اور اگر کبھی کسی نے آواز اٹھائی تو سفید فام آقاؤں کی سانولی وارث نسل پنجے جھاڑ کر اس کی مذمت میں لگ گئی۔ اور وہ تعلیم جو سماج و معاشرہ کے اجتماعی کردار کو نکھارتی ہے اہلِ وطن سے کوسوں دور رہی جس کا خمیازہ ہم بھگت رہے ہیں۔

ثانیاً تعمیر معاشرہ کے لئے معیاری راہنمائی مساجد سے اٹھنے والی آواز ہوا کرتی ہے کہ گیا گذرا مسلمان بھی مسجد کی آواز پر کان دھرتا تھا اور آج اس کے کچھ نہ کچھ اثرات باقی ہیں مگر یہ ہماری ملی تاریخ کا المیہ ہے کہ ہم قرآن و حدیث والے اسلام سے دور ہو کر

گروہی عقائد کی طرف دوڑ پڑے' بجائے اس کے کہ ہمیں مسلمان ہونے پر فخر ہوتا ہمیں اہلحدیث' دیوبندی' بریلوی اور شیعہ ہونے پر فخر ہونے لگا بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر ہم فلاں گروپ' فلاں گروپ کے علمبردار بن گئے اور اغیار نے اس تعصب کو مزید ہوا دے کر بھرپور فائدہ اٹھایا۔

یہی بنیادی عناصر ہوتے ہیں جو معاشرہ تشکیل دیتے ہیں' سماجی و معاشرتی کردار میں نکھار پیدا کرتے ہیں اور معاشرتی و سماجی استحکام کی ضمانت بنتے ہیں مگر یہی عناصر قومی سطح پر ہمارا سرمایہ نہ بن سکے کہ ہماری مساجد اور مدارس سے ہر آواز اٹھی مگر نہ سنی جا سکی تو قرآن و حدیث کے حقیقی پیغام پر مبنی' جو معاشرہ کے دکھوں کا مداوا تھی۔

یہ سب کچھ اس لئے نہ ہوا کہ اس میں بھی ہمارے خارجی "محسنوں" "آقاؤں" کی شب و روز محنت اور منصوبہ بندی کو دخل تھا۔ ہم خواہ مخواہ کسی کی نیت پر شک نہیں کرتے' ہم آپ کے سامنے اپنی بات کی سچائی کے لئے انہی کی منصوبہ بندی سے نمونہ پیش کرتے ہیں جسے نہ وہ جھٹلا سکتے ہیں اور نہ ہی اپنوں کے بس میں ہے کہ آقاؤں کو جھوٹا کہیں۔ لیجئے یہ سوچ آپ بھی دیکھئے جس کی منصوبہ بندی اگرچہ صدیوں پر محیط ہے مگر اس کی تجدید 1967ء کی عرب اسرائیل جنگ کے بعد' اسرائیلی وزیراعظم بن گوریاں کی سرپرستی میں اس لئے ہوئی کہ اسرائیل کے نقطہ نظر سے' پاکستان کی عربوں سے محبت' اس کے لئے عربوں سے زیادہ خطرناک ہے اور اس محبت کی تہہ میں ان کے پیغمبر کی محبت ہے جو انہیں ایک لڑی میں پروئے ہوئے ہے۔

بقول ان کے (یہود کے):

1 ...... "اگر یہودیوں کو اس دنیا میں پھلنا اور پھولنا ہے تو انہیں انسان کے دل و دماغ سے ان کے پیغمبروں کی محبت' ایمانیات اور ان کی رسوم و رواج کی اعلیٰ اقدار کو تہس نہس کرنا ہوگا بلکہ کھرچ کر نکالنا ہوگا۔"

2 ...... "مذکورہ مقصد کی تکمیل کے لئے یہودیوں کی غیر یہودیوں میں معاشی'

لسانی، علاقائی اور مذہبی تعصبات کی آگ کو بھڑکانا ہوگا۔ عیسائی پادری ہوں یا مسلمان علماء ہر کسی کو کوئی نہ کوئی قیمت ضرور ہوتی ہے۔ سونے کی چمک کے سامنے کوئی نہیں ٹھہر سکتا۔ ایسے بکاؤ مال سے رابطہ قائم رہنا چاہئے۔"

3 ...... "ہر طبقے کے علماء کو تبلیغ دین کے نام پر مالی امداد فراہم کی جائے وہ اس بنیاد پر اپنے کام کو پھیلائیں گے۔ پھر اچانک ہاتھ روک کر انہیں پریشان کیا جا سکتا ہے کہ پھیلے کام کو کیسے ترک کیا جائے لہٰذا اس صورت حال میں وہ (یہودی مقاصد کی تکمیل کی خاطر) مشروط مالی امداد قبول کرنے پر بھی رضامند ہو جائیں گے۔"

4 ...... "یہود حتی الامکان اس بات کی کوشش کرتے ہیں کہ دشمن ممالک (مسلم بلاک) میں ان کی تمام تر اخلاقی، سماجی، معاشرتی، تعلیمی، روحانی اور مذہبی اقدار کو تلپٹ کیا جائے۔ سماجی اور معاشرتی برائیوں کو فروغ دیا جائے مثلاً فحاشی، رشوت ستانی وغیرہ سے عوام کی حقیقی مسرت کو "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" امن کو تخریب و سازش اور راحت کو لالچ و ہوس کے حوالے سے متعارف کرایا جائے۔" (بحوالہ یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر' صفحہ 15-16)

مذکورہ سوچ اور منصوبہ بندی کو بار بار پڑھیے اور اپنے گرد و پیش پھیلے تعصب، گروہ بندی، دین کے نام پر غارت گری، نت نئی بنتی جماعتیں، ریڈیو، ٹی وی اور ڈش کے پروگراموں پر سنجیدہ نظر ڈالیے آپ کے اندر ہی سے ہر سوال کا جواب آپ کو مل جائے گا آپ کھلی آنکھوں سے خود سب کچھ دیکھ کر اس کی تہہ میں پہنچ جائیں گے کہ کس کی ڈور کون ہلاتا ہے اور کس کا نغمہ کون گا رہا ہے۔ اس کے لئے صرف بصیرت درکار ہے۔

"جس معاشرے میں ہمہ جہت کرپشن سرایت کر چکی ہو وہاں کس قسم کا نظام ہونا چاہئے، معاشرہ جس میں مفادات کا حصول عیاری و مکاری کی بنیاد پر ہو، جہاں بے عملی کی حکمرانی ہو اور اخلاقیات کے لئے سخت قوانین ہوں، اچھے اصولوں کی پیروی کی آزادی

نہ ہو' جہاں وطن و مذہب کے لئے جذبات بھی اقتدار کے تابع ہوں' ایسے معاشرہ کو مطلق العنانی کے سوا اور کونسا نظام حکمرانی دیا جا سکتا ہے......"

(وثائق یہودیت' پروٹوکول نمبر 5-1)

"یہ ہر دور کا دستور رہا ہے کہ عوام نے سطحی کارناموں کو ہمیشہ تحسین کی نظر سے دیکھا کہ انہیں حقائق کی تہہ تک پہنچنے کی توفیق اور فرصت ہی نہ ملی۔ ہم ایسے ادارے تشکیل دے کر ان کو مستحکم کریں گے جو (ہمارے دشمنوں کے مابین) مظاہرے منظم کریں گے' مظاہرین کو نعرے بازی میں ملوث کریں گے اور وہ (غیر یہود) اسی کو اپنی کامیابی سمجھیں گے۔"

(وثائق یہودیت' پروٹوکول نمبر 5-8)

"ہمیں مختلف مکاتیب فکر کے لوگوں کو مخصوص جماعتوں میں منظم ہی نہیں کرنا بلکہ انہیں نعرہ بازی بھی سکھانی ہے اور پھر انہیں شعلہ بیاں مقرروں کے سپرد کرنا ہے جن کی شعلہ بیانی اور دعوؤں کو سن سن کر (قول و فعل کے پائے جانے والے تضاد کے سبب) عوام ان سے بد ظن ہو جائیں گے اور ان کے خلاف عوام کے دلوں میں نفرت بھر جائے گی۔"

(وثائق یہودیت' پروٹوکول نمبر 6-9)

اسلامی جمہوریہ پاکستان میں 57 سال کے دوران لحہ لمحہ پلتے بڑھتے معاشرتی اور سماجی بگاڑ پر کوئی ثبوت پیش کرنے کی ضرورت نہیں کہ گردو پیش کا ہمہ جہت انحطاط چیخ چیخ کر اپنی داستانِ رنج والم سنا رہا ہے۔ معاشرہ جس کے پاس دنیا کا قیمتی ترین ہیرا اسلام ہو وہ ہیرے کی کرنوں سے منور ہونے کے بجائے اتھاہ تاریکیوں میں ٹھوکریں کھا رہا ہو عقل تسلیم کرنے سے

انکار کر دیتی ہے مگر شومئی قسمت کہ آج یہی نا قابل تردید حقیقت ہے۔

سماج و معاشرہ انسان تشکیل دیتے ہیں۔ تعلیم' عقیدہ اور ماحول' مقصدیت کا حامل معاشرہ مستحکم رکھنے کے ذرائع ہیں مگر ہمارے ہاں عقیدہ کا پھس پھسا پن' میکالے کی تعلیم' مغربی ماحول اور بے مقصدیت کی سیادت' سیاست اور قیادت نے ہر چیز کا رخ پھیر دیا ہے جس کے سبب یہاں دینی' تعلیمی' اخلاقی' سیاسی' سماجی اور معاشرتی اقدار نہ پنپ سکیں۔ 57 سال گزر گئے ہم ایک دن بھی اسلامی اقدار پر فخر نہ کر سکے بلکہ شرمسار رہے کہ ہم ''بنیاد پرست'' ہیں۔ قوموں کی برادری میں سر نہیں اٹھا سکتے۔

سماج و معاشرہ میں محترم علماء کرام نے دین کے نام پر نت نئے اعمال متعارف کرائے' معاشرہ کو مسلکوں سے آگے بڑھ کر گروپوں میں تقسیم کیا جو بعد میں شخصیات کے نام سے موسوم ہوئے۔ معاشرہ کی تعمیر میں بنیادی کردار ادا کرنے والی مساجد' اللہ کے گھر ہونے کی بجائے پہلے مسلکوں کے گڑھ بنے تو بعد میں یہ بھی شخصیات کے زیر قبضہ آ گئیں۔ یوں معاشرہ لحہ لحہ ریزہ ریزہ ہوتا رہا اور ''بکھرے دانے'' شکاری کا چارہ بنتے چلے گئے۔

علماء کی تعمیرِ معاشرہ سے بے اعتنائی کا فائدہ اٹھاتے ابلیس کے پیروکاروں نے اسے سینے سے لگایا۔ معمولی جرائم سے لے کر انتہائی قبیح قسم کے جرائم متعارف کرائے۔ ہر دور کی نوجوان نسل سے اقدار کا سرمایہ چھین لینے کے لئے اسے ''جدید دور کی مصروفیات'' مہیا کیں۔ کیا آپ نے 57 سالوں میں یہی کھیل نہیں دیکھا؟ کیا آپ اس پر گواہ نہیں ہیں کہ قوم کے راہنماؤں نے علماء و سیاستدانوں نے برائی کا ہاتھ پکڑا نہیں!

۹) این جی او مافیا:-

بہت ہی بھلے خوبصورت غلاف میں چھپا دنیا کا بدترین اکٹوپس یہ این جی او مافیا ہے۔ جب ہم NGO کہتے ہیں تو اس سے مراد غیر ملکی سرمایہ پر پلنے والی اور غیر ملکی ایجنڈا کی ترویج کے لئے ملکی مفاد کے خلاف' ہمہ وقت معاشرتی بگاڑ کے لئے کمربستہ ''سماجی ادارے'' مراد ہیں۔

NGO مخفف ہے غیر سرکاری سماجی تنظیموں Non Governmental
Oraganisations کا۔

یہ بظاہر معصوم ناموں سے موسوم ہیں۔ان کے معصوم چہروں والے کارکن اسلام دشمن ممالک مثلاً امریکہ، برطانیہ، کینیڈا، ناروے، جرمنی وغیرہ سے اسلام کی، اسلامی اقدار کی، بیخ کنی کے لئے زرِ کثیر لے کر پاکستان میں سماجی بھلائی کی آڑ میں تخریبی کارروائیوں میں ملوث ہیں۔کوئی حکومت ان کی تخریبی سرگرمیوں کے ثبوت مہیا کر بھی لے تو ان کے خلاف کاروائی کرنے سے معذور ہے کہ ان کی سرپرست حکومتیں آنکھیں دکھاتی ہیں۔نواز شریف حکومت کے دور میں وزیر سماجی بہبود بن یامین مرحوم کا ان کے ہاتھوں حشر ایک مثال ہے۔

پاکستان میں اس NGO مافیا کا سب سے بڑا ٹارگٹ یہاں کے اسلامی تشخص کی تباہی ہے۔مرد و زن سے اخلاق و کردار کی تمام اعلیٰ اقدار کو چھین لینا ہے کیونکہ جب اقدار مر جائیں گی تو کھوکھلا مسلمان مرد ہو یا عورت ان کا مطلوب غلام ہوگا۔پاکستان میں مختلف قسم کے سروے کر کے اپنے اپنے آقاؤں کو رپورٹیں بھیجنا ان کے فرائض منصبی کا حصہ ہے۔یہود انصاری کے ضمیر فروش ملکی ایجنٹ ان NGO's سے غیر ملکی آقاؤں کی من پسند رپورٹیں مرتب کروا کر پاکستان کو روشن خیال اعتدال پسند بنانے کے لئے بھی استعمال کرتے ہیں جس کی تازہ ترین زندہ مثال Sustainable Development Policy Institute کی تعلیمی رپورٹ ہے جو دین بیزار اے ایچ نیر اور احمد سلیم نے اقبال احمد فاؤنڈیشن کے تعاون سے تیار کی اور جس کی بنیاد پر تعلیمی نصاب سے اسلام سے متعلقہ اسباق کو خارج کر کے لادینی کی طرف راہنمائی کرنے والے اسباق شامل کئے گئے۔حقوق و آزادی نسواں بھی NGO's کا شوشہ ہے۔

۱۰) ملٹی نیشنل کمپنیاں:-

باخبر لوگ برملا یہ کہتے ہیں کہ عالمی معیشت کو 40، 35 ملٹی نیشنل کمپنیاں کنٹرول کرتی ہیں۔تیسری دنیا کے ممالک اپنی ملکی کمپنیوں کو وہ سہولتیں دینے کے بجائے، جو وہ ملٹی نیشنل کمپنیوں کو

دینے کی یقین دہانیاں کراتے ہیں' ملکی ترقی کے نام پر اپنے ملکوں میں ''درآمد'' کرتے ہیں۔ اکثر اوقات یہ بھاری بھرکم کمپنیاں درآمدی راستہ کھولنے والوں کو زرمبادلہ میں ''بھاری ٹیکس'' بھی ادا کرتی ہیں اور پھر من مانی شرائط پر ''ملکی ترقی'' میں بھرپور کردار ادا کرنا شروع کر دیتی ہیں۔ اسلامی جمہوریہ پاکستان نے بھی ترقی کی خاطر بے شمار ملٹی نیشنل کمپنیاں پال رکھی ہیں۔ اور مزید پالنے کے لئے ہاتھ پاؤں مارے جا رہے ہیں۔ ہر طرح کے ''ترغیبی ہتھکنڈے'' استعمال کئے جا رہے ہیں۔ آسائشیں پیش کی جا رہی ہیں کہ انہی کو ترقی کا باوا آدم سمجھ لیا گیا ہے۔ ملکی کمپنیوں کو یکسر نظر انداز کیا جا رہا ہے۔

عالمی سطح پر پاکستان کے ہمہ جہیت ٹیلنٹ کو اعلیٰ ترین معیار پر تسلیم کیا جاتا ہے مگر اپنے ملک میں اس کی کوئی قدر و قیمت نہیں ہے۔ دیارِ غیر سے ''ملکی محبت کے مارے'' ملکی معیشت کو چار چاند لگانے بے شمار کشتیاں جلا کر آئے اور پھر بیوروکریسی نے ان کا سب کچھ بھسم کرا دیا اور وہ دھوبی کے کتے کی طرح نہ گھر کے رہے نہ گھاٹ کے۔ اخبارات و جرائد میں ایسے کئی واقعات رپورٹ ہوئے ہیں۔ ہماری بدقسمتی ہے کہ سفید چمڑی دیکھتے ہی کرسی سے کھڑے ہو جاتے ہیں اور سانولی چمڑی کو تو صاحب کا چپڑاسی دفتر میں داخل ہی نہیں ہونے دیتا کہ صاحب میٹنگ میں ہیں' صاحب ڈاک نکال رہے ہیں' صاحب یہ کر رہے ہیں وہ کر رہے ہیں جبکہ سفید چمڑے والے کو دیکھتے ہی ایک ہاتھ ماتھے کی طرف اٹھتا ہے تو دوسرا صاحب کا دروازہ کھولنے کے لئے بڑھتا ہے ہمیں اپنی حیثیت کا حقیقی ادارک ہی نہیں ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیاں' ملٹی پرپز مقاصد کے ساتھ ہر ملک میں خشکی کا آکٹوپس بنی دھیمے انداز میں مصروفِ عمل ہیں۔ انِ کمپنیوں کے پیش نظر دولت کمانا' (اس دولت کا کم و بیش 10 فی صد مسلم ممالک کے خلاف لگانا۔ سگریٹ اور کوکا کولا کا اسرائیل کو دینا اخبارات میں صراحت کے ساتھ شائع ہو چکا ہے) سماجی اخلاقی اور مذہبی اقدار پر کاری ضرب لگانا۔ مثلاً لیور برادرز نے صابن کے ریپر پر پاکستانی پرچم چھاپ کر پرچم کی توہین کی تھی جس پر ملک میں احتجاج بھی ہوا تھا۔

انعامی سکیموں سے قوم میں جوئے کی عادت کو پختہ کرنے کے ساتھ ساتھ انعام کے لالچ میں زیادہ غیر ضروری خریداری کروانا جو ایک طرف اسراف ہے تو دوسری طرف غیر خریدار کمزور طبقے میں احساس محرومی پیدا کرنا ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیاں اپنی مصنوعات کی تشہیر سے معاشرے کی دینی اور اخلاقی اقدار پر کاری ضرب لگاتی ہیں مثلاً جیسا کہ اوپر بیان کیا گیا شعائر اسلامی کا مذاق اڑاتے داڑھی کو Degrade کرنا ہے مثلاً (کڑک چائے کے ایک ٹی وی اشتہار میں داڑھی والا غنڈا بنایا گیا اور بے ریش نوجوان کو شریف شخص دکھایا گیا)۔ عورتوں کو اشتہارات میں زیادہ سے زیادہ عریاں کرنے پر توجہ دی جاتی ہے مثلاً سر پر دوپٹہ نہیں' سینے کا زیادہ حصہ ننگا اور سائڈ پوز جس سے یہ ابھار نمایاں ہو۔ ٹی وی اشتہاروں میں بے تکی غیر مہذب مخلوط اچھل کود وغیرہ ہے ذو معنی جملوں کا استعمال ہے۔

ملٹی نیشنل کمپنیاں ریڈیو' ٹی وی پر ایسے پروگرام اور ڈرامے سپانسر کرتی ہیں جو واضح طور پر مخرب اخلاق ہوں۔ مثلاً لکس کی شام کڑک چائے کا پروگرام وغیرہ جس میں بالعموم بے ہودہ لچر مخلوط پاپ ڈانس سے قوم کا دل بہلایا جاتا ہے' یا نسلِ نو کی تباہی کا سامان فراہم کیا جاتا ہے۔ ملٹی نیشنل کمپنیوں کی بعض مصنوعات مضر صحت مارکیٹ میں محض پبلسٹی کے زور پر فروخت ہوتی ہیں مثلاً کوکا کولا اور پیپسی کی مصنوعات۔ محترم ڈاکٹر انعام اللہ صاحب نے جو باہر سے بھی میڈیکل کی اعلیٰ ڈگری رکھتے پیسی اور کوک کے سبھی اجزاء کو مضر صحت قرار ہی نہیں دیا بلکہ علمی سطح پر ثابت بھی کیا مگر ''یہ دل مانگے اور'' کے سلوگن سے مارکیٹ ہو رہا ہے۔

غرض خشکی کے یہ اکٹوپس جہاں جہاں ہیں حقیقی معنوں میں ملکی معیشت کا خون چوس رہے ہیں۔ ایک ملٹی نیشنل کمپنی ٹیلروڈ رو ٹاول عمان کی ''ترقی'' میں بھرپور کردار ادا کر رہی تھی یہ 1975ء کا واقعہ ہے کمپنی کے مرکزی دفتر کے سامنے کمپنی کا ''لوگو'' Logo رسہ کھینچتے چار مزدور بنا تھا۔ ان دنوں مسقط کے سلطان قابوس بہت سادہ منش حکمران تھے۔ انہوں نے ''لوگو'' کے

سامنے گاڑی روکی جسے وہ خود چلا رہے تھے۔ پاس سے گزرتے ایک بدوی عمانی کو پاس بلایا اور ''لوگو'' کی طرف اشارہ کرتے پوچھا کہ یہ کیا ہے؟ بدوی نے لمحہ توقف کئے بغیر کہا جلالۃ السلطان آپ نہیں جانتے کہ ''چار شیطان آپ کی دولت کھینچ رہے ہیں'' سلطان نے آنکھیں جھکائیں اور گاڑی چلا دی۔ بدوی کی یہ بات ہر ملک پر فٹ آتی ہے۔

یہ ہیں وہ چیلنجز جو ابتداء سے آج تک اہل وطن کو درپیش ہیں اور جن کی طرف توجہ دینے کی نہ علماء کرام کو فرصت ہے، نہ سماجی راہنماؤں کو اور نہ ہی سیاستدانوں کو۔ ہر کوئی اپنے مضبوط خول کے اندر محصور ہے اور وہیں عافیت محسوس کرتا ہے۔ اگر کبھی کوئی بیان کسی طرف سے دیکھنے میں آتا بھی ہے تو کھوکھلا احتجاج ہوتا ہے اور وہ بھی بے اثر محض خانہ پری۔ غرض ہر کوئی یہ سمجھتا ہے یہ چیلنجز میرے لئے نہیں ہیں صرف فلاں فلاں کے لئے ہیں۔ یہی سوچ کا منفی پہلو ہے جو قوموں کی تباہی پر منتج ہوتا ہے۔

اگر ہم نے اجتماعی خودکشی کا تہیہ نہیں کیا ہے تو آج بھی کروٹ بدلنے کا وقت ہے۔ قوم بے عمل ضرور ہے مگر اسلام کے لئے بانجھ نہیں ہے۔ قوم کروٹ بدلنے کی نیت اخلاص سے کر لے تو اللہ تعالیٰ انتم الاعلون ان کنتم مومنین کا وعدہ پورا کرتے دنیوی و آخروی عزت لوٹا دیگا۔ ان شاء اللہ تعالیٰ۔

گذری سطور میں ہم نے ہر شعبہ زندگی کے متعلق جو کچھ عرض کیا ہے وہ کوئی انوکھے انکشافات نہیں ہیں بلکہ ملک کے سبھی باشعور کم و بیش واقف ہیں۔ بات صرف اتنی سی ہے کہ کہنا نہیں چاہتے، سوچتے ہیں کہ ایک فرد کی آواز کیا پہاڑ ڈھائے گی۔ اندیشہ ہائے دور و دراز اور سود و زیاں بھی راستے کا پتھر ہیں۔ ہم نے سب کچھ تو نہیں کچھ آپ کے سامنے رکھ دیا ہے کہ وقت، آپ کی قوم، آپ کا ملک اس صورت حال کو بدل کر نئے رخ کا تقاضا کرتا ہے۔ یہ 'آزادی' غلاموں کی غلامی سے بھی بدتر ہے بلکہ اس سے بھی آگے۔ آنے والی نسل کو دوہری غلامی سے بچانے کے لئے اٹھیے۔

کوئی لاکھ عقل و خرد کے گھوڑے دوڑائے، ریسرچ کر دیکھے، ہر سمت گھوم پھر کر اسی نتیجے پر پہنچے گا کہ پیدا کرنے والے خالق و مالک سے بڑھ کر نہ کوئی حکیم و دانا ہے نہ کوئی مشفق و مہربان ہے۔ اس مہربان حکیم و دانا نے انفرادی و اجتماعی، قومی، بین الاقوامی، غرض ہر سطح کے، ہر مذہب و ملت کے انسان کے لئے سکھ، سکون، خوشحالی اور ہر مطلوب تحفظ کی جس طرح ضمانت دی ہے وہ کسی اور اتھارٹی کے پاس نہیں ہے اور یہود کے موجودہ عالمی ادارے انسانیت سے ہر سکھ، ہر خوشحالی اور ہر تحفظ چھین لینے کی خاطر صبح دوپہر شام اور رات مصروف ہیں۔ اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب بھی ہیں مگر کیا اس کامیابی سے خود یہود سکھ، سکون اور تحفظ کی نعمت سے متمتع ہیں۔ کسی کا جواب ہاں میں نہیں ہوگا کہ کسی کا گھر جلانے والا ہر لحہ اپنی اندرونی آگ میں جلتا ہے۔

ہمارے تمام عوارض کا علاج قرآن حکیم میں ہے اور صاحب قرآن ﷺ کی سنت میں ہے اسے جس قدر مضبوطی سے تھام لیں گے اسی قدر سکھ، خوشحالی اور تحفظ ہمارا مقدر ہوگا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ملتِ مسلمہ حقیقی سپر پاور کے سامنے غیر مشروط جھک کر ماضی کی تمام تر انفرادی، اجتماعی غلطیوں اور کوتاہیوں پر معافی مانگ لے۔ ہم خالق کے حلال کو حلال اور حرام کو حرام تسلیم کر کے قبلہ درست کر لیں۔ یہود و نصاریٰ کی دوستی اور سرپرستی پر انحصار چھوڑ دیں۔ عمومی تعلقات رکھنے سے قرآن نے منع نہیں کیا ضرور رکھیں۔ لین دین کریں مگر اسلامی حدود و قیود کے ساتھ۔

عالمی حالات پر نظر رکھنے والا ہر شخص اس بات پر اتفاق کرے گا کہ باوجود ہر ترقی کے انسان نے اپنا "بہت کچھ" کھویا ہے اور اس کھونے پر وہ خود بھی گواہ ہے۔ یہ الگ بات ہے کہ وہ اس حقیقیت کو تسلیم کرے یا نہ کرے۔ اس "بہت کچھ" میں سماجی معاشرتی اقدار بھی ہیں اور ہر انسان کا مطلوب سکھ، سکون، تحفظ اور خوشحالی بھی ہے کہ عملاً ہماری زندگی انہیں عناصر کے گرد گھومتی ہے۔ باقی ہر چیز ثانوی حیثیت کی حامل ہے۔

سکھ چین کے لئے خوشحالی اور تحفظ دونوں بنیادی لازمہ ہیں۔ تحفظ کا فقدان ہو

تو خوشحالی کاٹنے کو دوڑتی ہے اور فرد ہو یا افراد ہوں اس عدم تحفظ کے سبب بے سکون دیکھے جاتے ہیں۔ اس پر میں بھی گواہ ہوں اور یقیناً آپ بھی گواہ ہونگے۔ خوشحالی سے حصولِ سکون کی خاطر نہ تو کوئی محافظ خریدا جا سکتا ہے اور نہ ہی کوئی دوسرا نسخہ مارکیٹ میں دستیاب ہے۔

سوال کیا جا سکتا ہے کہ پھر کوئی تو اس مسئلے کا حل ہو گا اس کا سادہ سا جواب' جو عقل و شعور باآسانی تسلیم کرنے پر آمادہ ہوتے ہیں' یہ ہے کہ خالقِ انسانیت ہی' جس نے انسان کے داعیات اور جبلّی تقاضے تخلیق کئے' بہترین حل دے سکتا ہے۔ یہ کائنات اور اس کائنات کا مرکز و محور' انسان __ اشرف المخلوقات __ الل ٹپ اور بلا جواز تخلیق نہیں ہے۔ یہ قادرِ مطلق خالق کے ایک مکمل و مربوط منصوبے کے تحت وجود میں آیا ہے۔ لامحالہ اس خالق نے اسے پیش آنے والے مسائل کا حل بھی اسی منصوبہ میں رکھا ہو گا کہ آج کا گیا گزرا انسان بھی اپنی فیز-ببلٹی Feasibility میں منفی و مثبت، پہلوؤں کو نظر انداز کرنا حماقت سمجھتا ہے۔

قادرِ مطلق خالق نے اشرف المخلوقات انسان کے ہمہ جہت سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی کے لئے اپنی فیز-ببلٹی میں (یونیورسل ورلڈ آرڈر یا اسلامک ورلڈ آرڈر میں) معمولی جزیات کی حد تک خیال رکھا ہے اور نہ صرف یہ کہ اسے محض تحریری شکل میں عالمی سطح پر متعارف کرایا بلکہ انسانیت پر اس کا سب سے بڑا احسان یہ بھی ہے کہ اس نے اس یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر کے لئے ایسے مثالی انسان کا انتخاب فرمایا جو امام الامم اور سردارِ دو جہاں کے مرتبہ پر فائز ہوا (ﷺ) اسی کے ذریعے اس ورلڈ آرڈر کی علمی اور عملی تشریح کا قابل قدر انتظام فرمایا جس کے مقابلے میں دنیا کوئی مثال سامنے لانے سے بالیقین قاصر ہے۔

☆ ☆ ☆

رہے گا تو ہی جہاں میں یگانہ و یکتا
اتر گیا جو ترے دل میں لاشریکَ لہٗ

اقبالؒ

خالق کا ورلڈ آرڈر

خالق کائنات کے تخلیق کردہ انسان کے تخلیق کردہ ورلڈ آرڈرز آپ دیکھ چکے ہیں۔ جیوش ورلڈ آرڈر ہو یا مسیحی ورلڈ آرڈر یا متروک اشتراکی ورلڈ آرڈر' کوئی ذی ہوش انسان ان میں کسی ایک خوبی والی سطر یا جملے کی نشاندہی نہیں کر سکتا۔ بالعموم یہ کہا جاتا ہے کہ ہر چیز کے اچھے اور برے پہلو ہوتے ہیں مگر یہاں بالیقین یہ کہا جا سکتا ہے بلکہ ثابت شدہ ہے کہ گزشتہ اوراق میں پیش کئے گئے ورلڈ آرڈرز ہر خیر سے خالی ہیں اور انکے بالفعل نفوذ سے کسی خطے کا انسان نہ سکھ چین کے دن گزار سکتا ہے اور نہ ہی تحفظ اور خوشحالی اس کا مقدر بن سکتی ہے - نہ نافذ کرنے والوں کیلئے اور نہ ہی ان کیلئے جن پر یہ نافذ ہونگے۔ یہ ورلڈ آرڈرز تو ہر دور کے انسان سے ہر چیز کے چھن جانے کی خوشخبری سناتے ہیں کہ انکی بنیاد تخریب پر ہے' سازش پر ہے' اقدار کو تہس نہس کرنے کے عندیہ پر ہے۔ انسانیت کو سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی صرف اسی وقت اور اسی حالت میں مل سکتی ہے جب رقابت نہ ہو' سازش نہ ہو' تخریب نہ ہو بلکہ برعکس محبّت و مودّت ہو' اخوت و بھائی چارہ ہو' دکھ سکھ کی سانجھ ہو' دینے والے کے پاس بہت کچھ ہو' لینے والے کے پاس ممنونیت اور شکرو سپاس کے جذبات ہوں۔

اللہ رب العالمین جو اس پوری کائنات کا واحد تخلیق کنندہ اور پرورش کنندہ ہے' جسے اپنی تخلیق کی ہمہ پہلو ضروریات' ہمہ جہت صلاحیتوں اور کمزریوں کا مکمل ادراک ہے' وہ کوئی ورلڈ آرڈر دے تو عقل تسلیم کرتی ہے کہ یہ ہر خامی سے پاک اور ہر خیر سے پُر ہو گا کہ وہ صرف خالق ہی نہیں' وہ صرف رب ہی نہیں' وہ رحمٰن و رحیم و ودود بھی ہے' حکیم بھی ہے' علیم و خبیر بھی ہے اور قادرِ مطلق بھی کہ اپنا ورلڈ آرڈر جہاں جن جزیات کے ساتھ نافذ کرنا چاہے کوئی نہ روک سکتا ہے نہ حائل ہو سکتا ہے - اللہ تعالی نے یہ کائنات الل ٹپ پیدا نہیں فرمائی بلکہ ایک مکمل و اکمل فیزے بیلٹی کے نتیجے میں یہ کائنات ظہور میں آئی ہے جس میں نہ کچھ کم ہے اور نہ ہی کچھ زیادہ ہے۔ تخلیق شدہ ہر چیز' جاندار ہو یا بے جان باہم مربوط نظام کا اہم حصہ ہے۔ جب

سے حضرت انسان نے اس دھرتی پر آنکھ کھولی اور شعور اس کا مقدر بنا' اس نے کسی چیز میں کسی بھی پہلو سے کوئی جھول نہیں دیکھا۔ طے شدہ نظام الاوقات کے مطابق ہر طرح کی تخلیق اپنے اپنے دائرہ کار میں مصروف عمل ہے۔

حضرت آدم علیہ السلام پہلے مرد اور حوّا پہلی عورت ہیں جن سے تخلیق انسانیت کی ابتداء ہوئی اس پہلے جوڑے کی تخلیق کے ساتھ ہی طے شدہ فیزے بیلٹی کے مطابق اس دنیا میں انسان کی عملی زندگی کیلئے کامل راہنمائی کا انتظام بھی کر دیا گیا۔ یہ انتظام دو طرح سے تھا ایک یہ کہ ان انسانوں میں سے معیاری بندہ چن کر اسے ہادی اور راہنما بنایا جائے اور دوسرے یہ کہ اس قطعا" ناسمجھ انسان کو اپنی طرف سے ہدایات بصورت مرتب آئین و قانون' فراہم کی جائیں۔ چنانچہ انبیاء و رُسل اور آفاقی تعلیم بذریعہ وحی الہٰی کا بہترین انتظام فرمایا گیا۔ جو حضرت آدم علیہ سے شروع ہوا اور سرور دو عالم حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اختتام پذیر ہوا۔

چونکہ خالق ایک تھا اور حضرت آدم اور حوا کے جوڑے سے معرض وجود میں آئی تخلیق بھی ایک ہی جیسی جبلتوں اور بنیادی ضروریات کے ساتھ صفحہ ہستی پر آئی تھی اسلئے لامحالہ طرز زندگی کیلئے بنیادی تعلیم بھی ایک ہی جیسی تھی۔ البتہ ماحول' علاقے کی مناسبت سے بعض چھوٹی موٹی تبدیلیاں ضرور ہوتی رہیں مگر بنیادی تعلیم اور اقدار میں سرِمو فرق نہیں آیا۔ انسانیت کیلئے ہر چیز سے بڑھ کر ضروری ربانی ہدایت تھی' جس کا تسلسل نبی آخرالزماں تک برقرار رہا۔

بنی نوع انسان نے پیدائش کے بعد انبیاء و رسل کے ذریعے سامانِ ہدایت پایا۔ کچھ اس ہدایتَ کے سامنے سَرِ تسلیم خم کر کے مسلم کہلوائے تو کچھ ہٹ دھرمی و انکار سے غیر مسلم بن گئے۔ مسلم کے معنی مطیع و فرمانبردار کے ہیں اسلئے انسانیت کا دین بھی شروع سے ایک ہی رہا یعنی اسلام اور انبیاء و رسل کے پیرو کار بھی ہمیشہ مسلم رہے یہ تو ہر امت کے باغی اور فتنہ پرور تھے جنہوں نے اپنے لئے دوسرے نام تجویز کئے مثلاً"

یہودی' عیسائی وغیرہ ورنہ اللہ تعالیٰ نے کسی کو یہودی یا عیسائی پیدا نہیں فرمایا اور نہ ہی ہر قوم کیلئے الگ الگ تعلیم بھیجی یا چارٹر آف لائف وغیرہ۔

انبیاء و رسل اور کتبِ سماوی کا تسلسل اور سردارِ دو جہاں حضرت محمد ﷺ پر اختتام اس سبب سے ہے کہ پہلے انبیاء و رسل اپنی اپنی قوم اور اپنے اپنے علاقے کیلئے آئے تھے اس بڑھتی پھیلتی دنیا میں عالمگیریت نہ تھی کہ تخلیق سے پہلے طے فیڑے بیلٹی میں یہی لکھا گیا تھا۔ اسی مناسبت سے کتبِ ہدایات' صحفِ ابراہیمی علیہ السلام' تورات و زبور اور انجیل وغیرہ نازل ہوئیں جن کو انسانی فطرت کی کمزوریوں اور فطری جبلی تقاضوں سے مجبور انسانوں نے بدل ڈالا۔ پھر جب طے شدہ وقت کے ساتھ اس دھرتی پر انسان کا رخ عالمگیریت کی طرف پھرا تو خالق نے اسی طے شدہ پروگرام کے تحت عالمگیر ہستی سرورِ دو عالم حضرت محمد ﷺ کو نبی آخرالزماں کے رتبے پر فائز کر کے اپنی آخری مکمل و اکمل کتاب ہدایت قران سے' فائینل اور یونیورسل ورلڈ آرڈر کی صورت میں نوازا۔

اس ورلڈ آرڈر کو دنیا کے لئے ہمہ پہلو چیلنج بنایا۔ ہر تحریف سے محفوظ رکھنے کی گارنٹی دی۔ ہر شعبہ زندگی سے متعلق مدلل راہنمائی دی اور یوں ہر دور کی' ہر خطہ کی' سکھ' تحفظ اور خوشحالی کی طلبگار انسانیت کی ضرورت پوری فرمائی۔ اس کتاب ہدایت سے' اس دائمی ورلڈ آرڈر سے فرد' افراد اور اقوام نے استفادہ کیاتو اس نے کسی کو محروم نہیں رکھا۔ آج کی بات ہو یا آنے والے کل کی' مشرق و مغرب کے بسنے والے ہوں یا شمال و جنوب میں' گورے ہوں یا سیاہ فام' مسلم ہوں یا غیر متعصب غیر مسلم' اس ورلڈ آرڈر نے ہر کسی کو اپنے دامن رحمت میں پناہ دی ہے جس پر مصدقہ تاریخ شاہد ہے۔

آیئے اب ذرا اس ورلڈ آرڈر' اس چارٹر کا جائزہ لیتے ہیں کہ یہ انسانیت کے دکھوں کا مداوا کیسے کرتا ہے۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کا دیباچہ

کتاب سے استفادہ کرنے والا ہر شخص اس بات سے واقف ہے کہ کتاب کے شروع میں ایک دیباچہ Preamble ہوتا ہے جس میں انتصار کے ساتھ کتاب کے مندرجات کا تعارف ہوتا ہے۔ یہ دیباچہ قاری کو ذہنی طور پر کتاب میں دی گئی تعلیم یا مصنف کی بات سمجھنے کیلئے تیار کرتا ہے۔ اگر قاری' بلاکسی پیشگی قائم کردہ رائے یا بلاکسی تعصّب کے' کھلے دل و دماغ کے ساتھ کسی کتاب سے استفادہ کرے تو زیر نظر کتاب میں اگر خیر و بھلائی ہے تو وہ اس کا مقدر بنے گی اور اگر اس میں شر ہے تو وہ اس سے محفوظ رہے گا لیکن وہی قاری اگر کوئی مخصوص چشمہ لگاکر کسی کتاب کو ہاتھ لگائے گا تو نہ خیر سے مکمل فیضیاب ہو گا اور نہ ہی شر سے مکمل طور پر محفوظ رہ سکے گا۔

بنی نوع انسان کو خالق نے 'جیسا کہ ہم بیان کر چکے ہیں' تخلیق کے ساتھ ہی ورلڈ آرڈر (ہدایتِ ربانی) سے نواز دیا تھا اور پھر حالات کے تقاضوں اور بڑھتی گھٹتی ضروریات کے ساتھ' ہر پیغمبر کے ذریعے اسکی امت کی ضرورت کے مطابق اس ورلڈ آرڈر کے اجزا اسے پہنچتے رہے تاآنکہ امتوں کے سردار کی تشریف آوری ہوئی اور اسلامک ورلڈ آرڈر بصورت قرآن کریم انسانیت کی خیر و فلاح کیلئے مکمل و مدلل آخری اتھارٹی قرار پایا۔ قرانِ حکیم کے آغاز میں سورت فاتحہ (دیباچہ قران) میں رب العزت نے انسان کے سامنے' قران سے استفادہ کرنے والے کیلئے' اس کے مطلوب روّیے کی تصویر کشی کی ہے۔ دیباچے کی گہرائی اور گیرائی پر غور فرمایئے۔

الحمد للہ رب العالمین۔ الرحمن الرحیم
مالک یوم الدین۔ ایاک نعبد وایاک نستعین۔
اھدنا الصراط المستقیم۔ صراط الذین انعمت
علیھم غیر المغضوب علیھم ولا الضالین۔

"شکر و ثنا اللہ کیلئے ہے جو سب جہانوں (کی مخلوق) کا پرورش کنندہ

ہے، جس کی رحمت و مہربانی انتہائی پرجوش اور مسلسل ہے، جو
قیامت کے روز اعمال کا حساب لیگا اور فیصلہ دیگا۔ ہم (اے اللہ)
تیری ہی بندگی کرتے ہیں اور تجھ ہیٰ سے مدد مانگتے ہیں۔ تو ہمیں
راہِ راست سے مستفید فرما۔ راہِ راست(ہدایت) ان لوگوں والی
جن پر تیرے انعامات کی بارش ہوئی اور نہ (چلا ہمیں) اس راستے

پر جو گمراہ لوگوں کا ہے، جن پر تیرا غضب نازل ہوا" (الفاتحہ)

اسلامک ورلڈ آرڈر کا آغاز 'ورلڈ آرڈر سے مستفید ہونے والے انسان کے 'ورلڈ آرڈر دینے والے محسن کیلئے شکروسپاس کے اٹرتے جذبات سے ہوتا ہے۔ اس کے حقیقی پرورش کنندہ ہونے کا اعتراف ہے کہ وہ شکمِ مادر سے شکمِ زمین تک ہر ہر لمحہ پرورش کے ہمہ جہت تقاضوں سے باخبر ہی نہیں انکی تکمیل بھی فرماتا ہے اور یہ اس لئے کہ اس ذات کا جذبہ محبّت و مودّت اور رحمت ہمہ وقت پرجوش ہے کہ جو اسکی جانب چلے وہ (اللہ) اسکی طرف لپکتا ہے اور پھر یہ مودّت و رحمت کا جوش عارضی نہیں دائمی ہے۔ وہ اس عارضی قیام گاہ (دنیا)میں ورلڈ آرڈر سے استفادہ کرنے اور نہ کرنے والوں کے مابین، یہاں کے قیام کی مدت پوری ہوتے ہی یعنی قیامت کے دن عدل کے تقاضے پورے کرنے پر قادر ہے۔ یہ جان لینے کے بعد سچے استفادہ کرنے والے کے دل و دماغ سے جو لہریں اٹھتی ہیں وہ اسے اس اقرار پر مجبور کر دیتی ہیں اور وہ شعور کے ساتھ یہ عہد کرتا ہے کہ میں نے آپ کو خالق، الٰہ اور رب، (پیدا کرنے والا معبود اور پرورش کنندہ) مان لیا ہے لہٰذا اب اطاعت و فرمانبرداری میں جھکونگا تو صرف آپ کے سامنے، اور چونکہ ہر خزانے کی کنجی آپ کے پاس ہے اس لئے مدد بھی مانگونگا تو صرف آپ سے - میرے دل نے یہ بھی تسلیم کرلیا ہے کہ ہدایت بھی انہی صفات کی حامل ہستی سے مل سکتی ہے لہٰذا میں ہدایت کیلئے آپ ہی سے رجوع کرتا ہوں۔

محض ہدایت کے لفظ سے میرا دل مطمئن نہیں ہوتا، دراصل میں اس راہِ ہدایت کا طلبگار ہوں جس پر چلنے والوں کو تیری ذات نے انعامات سے نوازا۔ وہ راستہ مطلوب نہیں جس کے راہی گمراہ ہوئے اور تو ان پر ناراض ہوا۔

اسلامک ورلڈ آرڈر سے مستفید ہونے والے اور اسکی صحت وحقانیت:

صحت و حقانیت

کسی بھی دستاویز کی صحت وحقانیت کا جب تک یقین نہ ہو جائے اس پر عمل محال ہو جاتا ہے اس لئے اسلامک ورلڈ آرڈر' قران پاک کے دیباچے کے بعد' سب سے پہلے جو بات کہی گئی ہے وہ اسکی صحت و حقانیت Authanticity ہے کہ یہ کتاب من جانب خالق ہونے میں یا اسکے مندرجات کی پختگی میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے۔

☆ الم ○ ذلک الکتاب لا ریب فیه ○ "المه"
یہ ایک (بلند مرتبہ) کتاب (یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر) ہے جس میں کوئی شک و شبہ نہیں ہے" (البقرہ - 1)

☆ وان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فاتوا بسورۃ من مثله وادعوا شهداکم من دون اللہ "ہم نے اپنے بندے پر جو کتاب نازل کی ہے اس میں اگر تمہیں کوئی شک ہے تو تم اور تمہارے حمائتی اس جیسی کوئی ایک سورت بنا لاؤ" (البقرہ - 23)

☆ ام یقولون افترا۔ قل فاتوا بعشر سور مثله مفتریت وادعوا من استطعتم من دون اللہ ان کنتم صدقین ○ (ھود - 12) یہ (منکر) کہتے ہیں کہ یہ قرآن من گھڑت ہے - ان سے کہیئے کہ تم اور تمہارے مددگار مل کر اس جیسی دس سورتیں بنا لاؤ اگر تم سچ ہو۔

☆ قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یا توابمثل ھذا القران لایا تون بمثلہ ولوکان بعضھم لبعض ظھیراہ (بنی اسرائیل - 88)

''ان سے فرما دیجئے اگر انسان اور جن مل کر اس قران کے مثل کچھ لانا چاہیں تو اس باہمی مدد و تعاون کے باوجود اسکے مثل کچھ نہ لا سکیں گے''

اسلامک ورلڈ آرڈر سے کون استفادہ کرسکتے ہیں:

☆ ''ھدی للمتقین۔ الذین یومنون بالغیب ویقیمون الصلوٰۃ ومما رزقناھم ینفقون۔ والذین یومنون بما انزل الیک وما انزل من قبلک وبا الاخرۃ ھم یوقنون ○ اولئک علی ھدی من ربھم واؤلئک ھم المفلحون'' (البقرہ 1 تا 5)

''ہدایت ہے اللہ سے ڈرنے والے نیکوکاروں کے لئے جو غیب پر ایمان لانے والے' نماز ادا کرنے والے' اور جو کچھ وسائلِ رزق ہم نے دیئے ہیں ان میں سے خرچ کرنے والے ہیں۔(نیز) وہ اس پر بھی ایمان لاتے ہیں جو آپ پر نازل ہوا (یہ قران حکیم) اور جو آپ سے پہلے آنے والے (انبیاء) پر نازل ہوا' اور یومِ آخرت (کے جزا و سزا اور مواخذہ) پر بھی ایمان رکھتے ہیں۔ یہی لوگ اپنے رب کی (ہدایت پانے والوں کی فہرست میں) جانب سے ہدایت یافتہ ہیں اور فلاح پانے والے ہیں''

☆ ''قد افلح المومنون۔ الذین ھم فی صلاتھم

خاشعون۔ والذین ھم عن الغومعرضون۔
والذین ھم للزکوٰۃ فاعلون۔ والذین ھم
لفروجھم حافظون۔ الاعلی ازواجھم اوما ملکت
ایمانھم فانھم غیر ملومین۔ فمن ابتغی ورآء
ذلک فاؤلئک ھم العادون۔ والذین ھم لامنتھم
وعھد ھم راعون - والذین ھم علی صلوٰتھم
یحافظون۔ اؤلئک ھم الوارثون۔ الذین یرثون
الفردوس ھم فیھا خالدون"

"بلا شک و شبہ فلاح پائی ان اہل ایمان نے جو اپنی نمازوں میں گڑ گڑاتے ہیں' جو لغویات کے قریب نہیں پھٹکتے' جو ہمہ وقت ہر حال میں' ہر عمل میں پاکیزگی کا خیال رکھتے ہیں' جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کئے رکھتے ہیں (زانی نہیں ہیں) ماسوائے اپنی منکوحہ بیویوں یا لونڈیوں کے جس پر کوئی پابندی نہیں ہے' مگر جو اس حد کو توڑنے والے ہیں وہ زیادتی کے مرتکب (مجرم) ہیں۔ جو امانت دار اور عہد کی پاسداری کرنے والے ہیں' جو اپنی نمازوں کی حفاظت کرنے والے (اہتمام اور پابندی وقت کے ساتھ ادا کرنے والے) ہیں۔ یہی لوگ حقیقی وارث ہیں جنت الفردوس کے جہاں وہ ہمیشہ رہیں گے"

اختصار کے ساتھ یہ وہ صفات ہیں جنکے حامل حقیقی معنوں میں اسلامک ورلڈ سے استفادہ کر سکیں گے۔ یہ وہ بنیادی صفات ہیں جن سے عملی زندگی کیلئے مطلوب' بہت سی دوسری صفات جنم لیتی ہیں یا نمو پاتی ہیں۔ مگر اختصار کے ساتھ بیان شدہ مذکورہ صفات کی تکمیل معیارِ مطلوب کو نہیں پہنچتی جب تک یہ اسوہ رسول کی کسوٹی پر ثابت شدہ نہ ہوں۔ یعنی قرآن اور سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت پر عمل کرنے والے' اس

اسلامک ورلڈ آرڈر سے حقیقی استفادہ کنندگان ہو سکتے ہیں - ان دونوں سے یا ان میں سے کسی ایک سے رخ پھیر کر استفادہ کا تصور ہی محال ہے کہ خالق کی ہدایت ہے :-

☆ "لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ حسنہ...."
بے شک تمہارے لئے رسول کی زندگی میں بہترین نمونہ ہے۔
(الاحزاب - 21)

☆ "وما اتکم الرسول فخذوہ ومانھاکم عنہ فانتھوا واتقو اللہ ان اللہ شدید العقاب۔ (الحشر - 7)
"رسول اللہ جو تمہیں (دین کی بات) دیں لے لو اور (دین کے حوالے سے) جس چیز سے روکیں اس کو چھوڑ دو' اللہ سے ڈرو بے شک اللہ کا عذاب سخت ہے"۔

☆ "فلا وربک لایو منون حتی یحکموک فیما شجر بینھم ثم لایجدوا فی انفسھم حرجا مما قضیت ویسلموا تسلیماہ (النساء - 65)
تمہارے رب کی قسم وہ مومن نہیں بن سکتے جب تک کہ باہمی تنازعات میں تمہیں حکم مان لینے کے بعد' آپ کے فیصلہ پر دل میں تنگی محسوس نہ کریں' بلکہ (کھلے دل و دماغ سے) سرِ تسلیم خم کر دیں۔

انسانیت کے سکھ' سکون' ہر تحفظ اور ہر خوشحالی کے ضامن 'خالق کائنات کے ورلڈ آرڈر' سے استفادہ کرنے کے لوازم اور صفات کا تعین بھی خود خالق نے فرمایا ہے کہ اس سے بہتر اور کوئی ہستی یقیناً" بیان ہی نہ کر پاتی۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کا دائرہ کار:

دنیا میں یہ معروف طریقہ اور دستور ہے کہ ہر ضابطے اور قانون کا متعین دائرہ کار(Jurisdiction) ہوتا ہے۔ جو دستور و قانون جس قدر اہم ہو گا اسی قدر دائرہ کار کی جزیات اہتمام سے واضح طور پر متعین کی گئی ہونگی۔ اسلامک ورلڈ آرڈر (قران حکیم) کے اطلاق کا دائرہ کا ملاحظہ فرمایئے:۔

☆ "یایھا الناس انا خلقنا کم من ذکر وانثی وجعلنکم شعوبا وقبائل لتعار فوا ان اکرم کم عند اللہ اتقکم ان اللہ علیم خبیر" (الحجرت - 13)

"اے بنی نوع انسان ہم نے تم کو ایک مرد اور ایک عورت کے جوڑے سے پیدا کیا ہے اور تمہاری برادریاں، تمہارے قبیلے (تو محض) تمہاری باہم پہچان کیلئے بنائے(کہ تم ایک دوسرے سے متعارف ہو سکو) (ورنہ) اللہ کے سب سے زیادہ قریب (اس کا چہیتا) تو اس سے زیادہ ڈرنے والا ہے"

☆ "یایھا الناس اتقوا ربکم الذی خلقکم من نفس واحدۃ و خلق منھا زوجھا وبث منھما رجالاً کثیراً ونساء واتقوا اللہ الذی تساء لون به والا رحام - ان اللہ کان علیکم رقیباہ (النساء - 1)

"اے بنی نوع انسان! اپنے پرورش کنندہ کے فرمانبردار بن جاؤ جس نے تمہیں ایک جان سے پیدا کیا اور اسی میں سے اسکا جوڑہ بنایا اور پھر دونوں سے بے شمار مرد اور عورتیں دنیا میں پھیلا دیئے اور اللہ سے ڈرو کہ اسی کے نام سے سوال کرتے ہو، رشتوں کا لحاظ کرو۔ اللہ ہر لحہ تمہیں دیکھ رہا ہے"۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کا دائرہ آپ نے دیکھ لیا کہ یہ کسی مخصوص گروہ قبیلے یا کسی مخصوص عقیدے یا کسی خاص نبی کے لئے نہیں بلکہ پوری انسانیت کی فلاح و بہبود کیلئے ہے۔ ہر وہ شخص (بلالحاظ عقیدہ و مذہب) جو اپنے آپ کو باشعور سمجھتا ہے اس اسلامک ورلڈ آرڈر کا مخاطب ہے۔ بلکہ سچی اور کھری بات تو ہے کہ اس کا دائرہ کار انسانیت سے بہت آگے' دوسری مخلوق کو بھی اپنے دامنِ رحمت ومودت میں لیتا ہے مثلاً" حیوانات تک پر ظلم و زیادتی سے روکا گیا ہے۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کی ایک صفت یہ بھی ہے کہ یہ بزور کسی کو عمل کیلئے مجبور نہیں کرتا۔ اس نے اعلان کر دیا ہے کہ لااکراہ فی الدین۔ دین (اسلامک ورلڈ آرڈر) کی قبولیت کیلئے کسی کو مجبور نہ کیا جائے۔ یہ صرف اسی کیلئے ہے جو اسے بخوشی اپنانا چاہے۔ دوسری جگہ اس کے خالق نے یہی بات ایک دوسرے انداز میں بیان فرمائی کہ ماننے والے اور نہ ماننے والے گروہ ہر دور میں ہر جگہ پائے گئے کہ یہ بھی مشیت الٰہی کا بنیادی جزو ہے - فرمایا گیا:-

☆ "قل یا ایھا الکافرون لااعبد ماتعبدون ولا انتم عبدون مااعبد۔ ولا انا عابد ماعبدتم۔ ولا انتم عبدون مااعبد۔ لکم دینکم ولی دین۔ (الکافرون)

"(اے صاحب قرآن) فرما دیجئے کہ اے کافرو! (میری رسالت اور اس سچے ورلڈ آرڈر کا انکار کرنے والو) نہ تو میں عبادت کرتا ہوں اسکی جن کی تم عبادت کرتے ہو اور نہ تم عبادت کرتے ہو اسکی جس کی میں عبادت کرتا ہوں۔ نہ میں اسکی عبادت کروں گا جس کی عبادت تم نے کی اور نہ تم کرو گے اسکی جس کی میں نے کی' پس تمہیں تمہارا دین مبارک اور میرے لئے میرا دین (مبارک)>۔

مگر یہ آخری بات ان ہٹ دھرموں کیلئے ہے جو نہ صرف یہ کہ حقیقت کی طرف سے دانستہ جہالت کے سبب آنکھیں بند کئے ہوئے ہیں بلکہ اسی ضد کے سبب جھگڑا کھڑا کرنے سے بھی نہیں چوکتے۔ ایسی صورت حال کیلئے نسخہ بتا دیا گیا کہ "اپنا دین چھوڑنا نہیں اور دوسرے کے دین کو چھیڑنا نہیں"۔ ایسا کرنے سے جھوٹے دین والا تمہارے سچے دین کو برا کہے گا۔ مگر حکمت و تدبر کے ساتھ محبت و اخوت کی فضا میں علمی سطح پر باہم تبادلہ خیال پر کوئی قدغن نہیں ہے کہ خود خالق نے اسی اسلامک ورلڈ آرڈر کی طرف، دکھوں کی ستائی انسانیت کو بلانے، دعوت دینے کا سلیقہ سکھایا ہے۔

☆ "ادع الی سبیل ربک بالحکمة والموعظة الحسنة وجادلھم بالتی ھی احسن ..... (النحل - 125)"

"اپنے رب کے راستے (قرآن کی تعلیم) کی طرف حکمت و تدبر اور بہترین طریقے سے دعوت دو......"

اسلامک ورلڈ آرڈر کے مبادیات:

اسلامک ورلڈ آرڈر (قرآن) جن تین مرکزی ستونوں پر قائم ہے وہ توحید، رسالت اور آخرت ہیں کہ ان بنیادی امور پر شرح صدر اگر کسی کا مقدر نہ ہو تو نہ اسکی دنیوی عمارت درست تعمیر ہوتی ہے اور نہ ہی اخروی منزل تک رسائی کی کوئی گارنٹی اسکا نصیبہ بنتی ہے۔ اللہ رب العزت کی ذات والا صفات کی یکتائی پر غیر متزلزل ایمان کے بعد اس دنیوی آزمائش گاہ کے جملہ معاملات کو کوئی چیز صحیح سمت راہنمائی دے سکتی ہے تو وہ صرف اور صرف رسالت ہے اور تمام ترجزیات کے ساتھ عمل کے مطلوب تقاضے پورے ہو سکتے ہیں تو شعورِ آخرت کی بنیاد پر۔

یہ محض کتابی بات نہیں ہے ماضی و حال پر نظر پھیریئے آپ کو اپنے معاشرتی

اور سماجی رہن سہن میں جن بے شمار افراد سے روزمرہ زندگی میں واسطہ پڑتا ہے یا واسطہ پڑا ہے' ان میں سے جن حضرات میں جس قدر کم یا زیادہ آخرت پر یقین آپ کو دیکھنے کو ملا اسی قدر معاملات کا کھرا پن اور کردار کا نکھار بھی سامنے آیا ہو گا۔ جس قدر کوئی فکر آخرست یا شعورِ آخرت سے کورا پایا گیا سی قدر اقدار کا فقدان بھی اس میں دیکھنے کو ملا ہو گا۔ فکرِ آخرت کے حوالے سے اصحاب الرّسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم کی زندگیوں کا مطالعہ حقیقی راہنمائی کا ذریعہ ہے۔ خدا رحمت کنند ایں عاشقان پاک طینت را'۔

عملی زندگی اور اسلامک ورلڈ آرڈر:

اس یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر (قرآن حکیم اور سنت رسول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم) کی بنیادی صفت یہ ہے کہ اس میں محض کوئی تھیوری بیان نہیں کی گئی بلکہ انسان کی ہمہ وقت اور ہمہ جہت عملی زندگی پر ہر لحاظ سے مکمل واکمل راہنمائی دی گئی ہے مرد ہوں یا افراد' بچے ہوں' نوجوان ہوں یا بوڑھے ہوں یا خواتین ہوں' ماں ہو بیوی ہو بہن ہو یا بیٹی غرض کوئی رشتہ ہو' سب کے حقوق و فرائض متعین ہیں۔ اسی طرح تاجر ہو' ملازم ہو' آجر ہو یا اجیر ہر کسی کیلئے حقوق وفرائض طے ہیں اور اگر معاشرہ کے افراد ان طے شدہ حقوق و فرائض کے مطابق زندگی گزار لیں تو ہر سکھ' ہر طرح کا سکون' تمام تر تحفظات کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی خوشحالی حضرت انسان کا مقدر ہے کہ ان پر عمل عین ممکن ہے کوئی چیز ناقابل عمل نہیں ہے۔

برعکس تخلیقِ انسانیت سے آج تک کے جتنے بھی انسانوں کے تخلیق کردہ ورلڈ آرڈر تھے' ان میں تعصب' تخریب' حسد' نمرودیت و فرعونیت و شدادیئت اور یہودیت دیکھنے کو ملی جس کی بنیاد پر ہر دور میں اعلی انسانی اقدار کا جھٹکا ہوا ہے' نمرود کا ورلڈ آرڈر دیکھ لیجئے' فرعون کا ورلڈ آرڈر ملاحظہ فرمایئے یا موجودہ دور کے جیوش ورلڈ آرڈر اور امریکن ورلڈ آرڈر کی جھلکیاں دیکھ لیجئے۔ ہم چوما دیگرے نیست کی تفسیر ملے گی۔ تعصب' ظلم بربریت اور اخلاق سے عاری ہر چیز یہاں پائی جاتی ہے۔

سماجی و معاشرتی زندگی اور اسلامک ورلڈ آرڈر:

عملی انسانی زندگی فرد سے شروع ہو کر افراد و اقوام تک جاتی ہے جہاں سماجی و معاشرتی اور اجتماعی مسائل جنم لیتے ہیں جن سے اگر حکمت و تدبر سے عہدہ برا نہ ہوا جائے تو یہ انسان کا سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی سب کچھ ساتھ بہا کر لے جاتے ہیں بلکہ اس سے بھی آگے بڑھ کر اخروی خسران کا باعث بنتے ہیں مثلاً" دو دوستوں میں خوش گپیوں نے بڑھتے بڑھتے بے تکلف گالیوں کی شکل اختیار کر لی جو رنجش پر ختم ہوئی' رنجش نے جھگڑے کی صورت اختیار کی تو شیطان نے غصہ بڑھا کر قتل تک پہنچا دیا۔ یوں ایک مذاق نے قتل تک پہنچا دیا۔ یہ محض مثال نہیں ہے ایسے واقعات عملاً" ہماری روز مرّہ زندگی کا حصہ ہیں۔ مذکورہ صورتحال کا تجزیہ کیجئے تو سکھ اور سکون شروع میں فورا" ختم ہوا۔ جھگڑا عدم تحفظ کا سبب بنا تو قتل خوشحالی ساتھ لے گیا اور قتل معاف نہ ہوا' توبہ کی توفیق نہ ملی تو آخرت بھی تباہ ہوئی۔ اسلامک ورلڈ آرڈر کسی چھوٹی چیز کو بھی نظرانداز نہیں کرتا۔ ملاحظہ فرمائیے:

بنیادی اصول

"اِنَّمَا الْمُؤْمِنُوْنَ اِخْوَةٌ" (الحجرات - 10)

تمام تر تحفظات کے ساتھ ساتھ ہر طرح کی خوشحالی حضرت انسان کا مقدر ہے کہ ان پر عمل عین ممکن ہے کوئی چیز ناقابل عمل نہیں ہے۔

برعکس تخلیق انسانیت سے آج تک کے جتنے بھی انسانوں کے تخلیق کردہ ورلڈ آرڈر تھے' ان میں تعصب' تخریب' حسد 'نمرودیت و فرعونیت و شدادیئت اور یہودیت دیکھنے کو ملی جس کی بنیاد پر ہر دور میں اعلیٰ انسانی اقدار کا جھٹکا ہوا ہے' نمرود کا ورلڈ آرڈر دیکھ لیجئے 'فرعون کا ورلڈ آرڈر ملاحظہ فرمائیے یا موجودہ دور کے جیوش ورلڈ آرڈر اور امریکن ورلڈ آرڈر کی جھلکیاں دیکھ لیجئے۔ ہم چوما دیگرے نیست کی تفسیر ملے گی۔ تعصب' ظلم' بربریت اور اخلاق سے عاری ہر چیز یہاں پائی جاتی ہے۔

مسلمان آپس میں بھائی ہیں۔

"حضرت ابو موسی اشعری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، مومن باہم ایک دوسرے کیلئے ایسے ہیں جیسے عمارت میں ایک اینٹ دوسری اینٹ کو سہارا دیئے ہوئے اسکی پختگی کا باعث بنتی ہے۔ یہ ارشاد فرماتے ہوئے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈال کر دکھایا (کہ اس طرح مومن باہم ایک دوسرے کو قوت بہم پہنچاتے ہیں" (الحدیث) (بخاری کتاب الصلوۃ باب تشبیک الاصابعہ فی المسجد وغیرہ)

مسلمان خواہ کسی قبیلے، رنگ و نسل کا ہو، ایمان کی بنیاد پر باہم سب ایک ہیں اور پھر ہر کسی پر یہ ذمہ داری عائد ہو جاتی ہے کہ ہر دوسرے کے عزد شرف کا نگہبان بنے اور کسی حال میں مسلمان بھائی کو نہ بے عزت کرے نہ اس کا کوئی چھوٹا بڑا حق تلف کرے۔ اس اصول کو پیشِ نظر رکھ کر اب اسلامک ورلڈ آرڈر کے مختلف پہلوؤں کو پرکھ لیجئے کہ کس طرح یہ ہر دور کیلئے قابلِ عمل ہیں۔

فرد کا شخصی عزت و احترام

☆ "يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا يَسْخَرْ قَوْمٌ مِّنْ قَوْمٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُونُوا خَيْرًا مِّنْهُمْ وَلَا نِسَاءٌ مِّنْ نِّسَاءٍ عَسَىٰ أَنْ يَكُنَّ خَيْرًا مِّنْهُنَّ وَلَا تَلْمِزُوا أَنْفُسَكُمْ وَلَا تَنَابَزُوا بِالْأَلْقَابِ بِئْسَ الِاسْمُ الْفُسُوقُ بَعْدَ الْإِيمَانِ وَمَنْ لَّمْ يَتُبْ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الظَّالِمُونَ۔ يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا اجْتَنِبُوا كَثِيرًا مِّنَ الظَّنِّ إِنَّ بَعْضَ الظَّنِّ إِثْمٌ وَلَا تَجَسَّسُوا وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا۔ أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا

فَكَرِ هْتُمُوْهُ وَاتَّقُوا اللّٰهَ اِنَّ اللّٰهَ تَوَّابٌ الرَّحِيْمٌ
(الحجرات 12 - 11)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو نہ مرد دوسرے مردوں کا مذاق اڑائیں' ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں اور نہ عورتیں دوسری عورتوں کا مذاق اڑائیں ہو سکتا ہے وہ ان سے بہتر ہوں۔ آپس میں ایک دوسرے پر طعن نہ کرو اور نہ ایک دوسرے کو برے القاب سے یاد کرو۔ ایمان لانے کے بعد فسق میں نام پیدا کرنا بہت بری بات ہے جو لوگ اس روش سے باز نہ آئیں وہی ظالم ہیں۔ اے لوگو جو ایماں لائے ہو بہت گمان کرنے سے پرہیز کرو کہ بعض گمان گناہ ہوتے ہیں۔ اور تم میں سے کوئی غیبت نہ کرے کیا تمہارے اندر کوئی ایسا ہے جو اپنے مرے ہوئے بھائی کا گوشت کھانا پسند کریگا' دیکھو! تم خود اس سے گھن کھاتے ہو۔ اللہ سے ڈرو' اللہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور رحیم ہے" (تفہیم القران)

☆ "وَيْلٌ لِّكُلِّ هُمَزَةٍ لُّمَزَةِ الَّذِىْ جَمَعَ مَالًا وَّعَدَّدَه يَحْسَبُ اَنَّ مَالَهٗٓ اَخْلَدَهٗ (الہمزہ 3 - 1)

"ہلاکت ہے انکے لئے جو منہ در منہ طعنے دیں اور اشاروں کنائیوں سے برائی بیان کریں اور انکے لئے بھی جو مال و دولت گن گن کر سمیٹیں اس گمان سے کہ یہ ہمیشہ ہی انکے پاس رہیگی (اور اپنی ضرورت سے زائد ضرورت مندوں پر خرچ نہ کریں)"

☆ "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا' مسلمان مسلمان کا بھائی ہے' نہ اس پر ظلم کرے اور نہ اسے بے یارو مددگار چھوڑے اور نہ اسکو حقیر سمجھے۔ تقوی یہاں ہے (تین بار) اپنے سینے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا' انسان کو شر کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ وہ مسلمان بھائی کو حقیر سمجھے' ہر مسلمان کا خون' مال اور آبرو تمام مسلمانوں پر حرام ہے" (مسلم ،مشکوۃ - باب الشفقتہ ص 414)

افراد اور اسلامک ورلڈ آرڈر:

فرد سے افراد کی جانب جب رخ پھرتا ہے تو سب سے پہلے گھر کی زندگی سامنے آتی ہے' ماں اور باپ سے جس کا آغاز ہوتا ہے پھر قریب کے رشتے 'چچا' ماموں' خالہ' پھوپھی وغیرہ اسکے بعد اہل محلہ پھر اہل شہر یا گردو پیش پھیلا سماج - اسلام نے اپنے ورلڈ آرڈر میں کسی کو بھی نظر انداز نہیں کیا۔ تفصیلات سے بہ امر مجبوری صرفِ نظر کرتے ہوئے ہم قران و حدیث سے صرف چند نمونے سامنے لاتے ہیں - جن سے اسلامک ورلڈ آرڈر کی عظمت آپکے سامنے آئے گی:

"وَقَضٰى رَبُّكَ اَلَّا تَعْبُدُوْٓا اِلَّآ اِيَّاهُ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا اِمَّا يَبْلُغَنَّ عِنْدَكَ الْكِبَرَ اَحَدُهُمَآ اَوْ كِلٰهُمَا فَلَا تَقُلْ لَّهُمَآ اُفٍّ وَّلَا تَنْهَرْ هُمَا وَقُلْ لَّهُمَا قَوْلًا كَرِيْمًاo وَاخْفِضْ لَهُمَا جَنَاحَ الذُّلِّ مِنَ الرَّحْمَةِ وَقُلْ رَّبِّ ارْحَمْهُمَا كَمَا رَبَّيٰنِيْ صَغِيْرًاo (بنی اسرائیل 24 - 23)

"اور تمہارے رب نے حکم دیا ہے کہ عبادت صرف اسی کی کرو اور ماں باپ کے ساتھ عمدہ سلوک کرو۔ اگر تمہارے سامنے دونوں یا کوئی ایک موجود ہو اور وہ بڑھاپے کو پہنچیں تو انکو اُف تک نہ کہنا اور نہ ہی انہیں جھڑکنا بلکہ ان سے تعظیم کے ساتھ بات کرنا۔ کندھے جھکا کر عاجزی سے تو اُنکے سامنے رہ اور دعا کیا کر کہ اے اللہ ان پر رحم فرما جیسے انہوں نے مجھ پر رحم کیا تھا جب میں چھوٹا تھا"

"وَ وَصَّيْنَا الْاِنْسَانَ بِوَالِدَيْهِ حَمَلَتْهُ اُمُّهٗ وَهْنًا عَلٰى وَهْنٍ وَّفِصٰلُهٗ فِيْ عَامَيْنِ اَنِ اشْكُرْ لِيْ وَلِوَالِدَيْكَ اِلَيَّ الْمَصِيْرُ (لقمٰن - 14)

"اور ہم نے انسان کو حکم دیا کہ وہ والدین کا احترام کرے، اسکی ماں نے مشقت پر مشقت برداشت کر کے اپنے پیٹ میں رکھا پھر جنم دیا اور دو برس دودھ پلایا۔ (انسان سے مطالبہ کیا کہ) میرا حق مان اور اپنے والدین کا، آخر تمہیں آنا تو میرے ہی پاس ہے"

"رسول ﷺ نے تین بار فرمایا، وہ ذلیل اور رسوا ہوا، عرض کیا گیا، حضورؐ کون؟ فرمایا جسکے پاس بوڑھے والدین یا ان میں سے کوئی ایک یا دونوں موجود ہوں اور وہ (انکی خدمت کر کے) جنت میں نہ جائے" (مسلم کتاب البرّ والصلۃ عن ابی ھریرہؓ)

"حضرت عبداللہ بن حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ ایک شخص اپنے والدین کو روتا چھوڑ کر ہجرت پر بیعت کی غرض سے آنحضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا، "جاؤ اور انکو جس طرح رلایا ہے اسی طرح ہنسا کر (خوش کر کے) میرے پاس واپس آؤ" (بخاری - الادب المفرد)

"وَاِذْ اَخَذْنَا مِيْثَاقَ بَنِيْٓ اِسْرَآءِيْلَ لَا تَعْبُدُوْنَ اِلَّا اللّٰهَ وَبِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا وَّذِي الْقُرْبٰى وَالْيَتٰمٰى وَالْمَسٰكِيْنِ وَقُوْلُوْا لِلنَّاسِ حُسْنًا وَّاَقِيْمُوا الصَّلٰوةَ وَاٰتُوا الزَّكٰوةَ - ثُمَّ تَوَلَّيْتُمْ اِلَّا قَلِيْلًا مِّنْكُمْ وَاَنْتُمْ مُّعْرِضُوْنَ (البقرہ - 83)

"اور جب ہم نے بنی اسرائیل سے عہد لیا کہ میرے سوا کسی کی عبادت نہ کرنا اور ماں باپ کے ساتھ بھلائی کرو اور رشتہ داروں یتیموں اور مسکینوں کے ساتھ اور لوگوں سے اچھی بات کہو اور نماز قائم کرو (کہ یہ معاشرتی اجتماعیت کی کنجی ہے) اور زکوۃ دو (کہ

یہ امیر غریب کو باہم مربوط رکھتی ہے) مگر تم (بنی اسرائیل) پھر گئے ماسوائے گنتی کے چند لوگوں کے یوں تم منحرف ٹھہرے"

"۔۔۔وَاٰتَی الْمَالَ عَلٰی حُبِّهٖ ذَوِی الْقُرْبٰی وَالْیَتٰمٰی وَالْمَسٰكِیْنَ وَابْنَ السَّبِیْلِ وَالسَّآئِلِیْنَ وَفِی الرِّقَابِ۔۔۔ (البقرہ - 177)

"۔۔۔ اور اللہ کی محبت میں اپنا پیارا مال اپنے رشتہ داروں، یتیموں، مسکینوں، راہ گیروں، سائلوں اور غلام آزاد کرانے میں خرچ کرے۔۔۔"

"اِنَّ اللّٰهَ یَاْمُرُكُمْ بِالْعَدْلِ وَالْاِحْسَانِ وَاِیْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰی وَیَنْهٰی عَنِ الْفَحْشَآءِ وَالْمُنْكَرِ وَالْبَغْیِ۔۔۔ (النحل - 90)

"بے شک اللہ تمہیں حکم دیتا ہے انصاف و نیکی کا، رشتہ داروں کو دینے کا، اور منع کرتا ہے برائی، بے حیائی کے کاموں اور بغاوت کے رویہ سے"

☆ "حضرت انسؓ اور حضرت عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا ساری مخلوق اللہ کی عیال ہے مخلوق میں سب سے زیادہ اللہ کو محبوب وہ ہے جو اللہ کی عیال یعنی کمزوروں اور ناتوانوں کے ساتھ بھلائی سے پیش آئے" (مشکوٰۃ باب الشفقۃ)

☆ "رسول ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ ایسی امت کو پاکیزگی نہیں بخشتا جس کے ماحول میں ناتوانوں اور کمزوروں کو حق نہ دلوایا جائے" (مشکوٰۃ باب الاحیاء والموات)

☆ "حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے فرمایا، رسول ﷺ نے، محتاج و نادار لوگوں کی مدد کرنے والا، ان کے لئے دوڑ دھوپ کرنے والا، اس شخص کی طرح ہے جو اللہ کی راہ میں (جہاد)

سرگرمی دکھا رہا ہے" (راوی کا خیال ہے) شب زندہ دار کی طرح" (متفق علیہ، مشکوۃ باب الشفقۃ)

☆ "جریر بن عبداللہؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا اللہ اس پر رحم نہیں کرتا جو خود لوگوں پر رحم نہیں کرتا" (متفق علیہ مشکوۃ باب الشفقۃ)

☆ "حضرت ابوہریرۃؓ سے روایت ہے کہ رسول ﷺ نے فرمایا جب تم میں سے کسی کا خادم گرمی اور دھواں برداشت کرتے ہوئے کھانا تیار کر کے لائے تو تم پر لازم ہے کہ تم خادم کو بھی ساتھ بٹھا لو اور خادم کو چاہیے کہ وہ ساتھ شامل ہو جائے' چاہے ایک ہی لقمہ لے" (مسلم، مشکوۃ باب النفقات)

☆ "رسول ﷺ نے فرمایا مومن سراپا محبت و الفت ہے۔ اس شخص میں کوئی خیر نہیں جو نہ کسی سے محبت و الفت رکھتا ہے اور نہ کوئی اس سے مانوس ہے" (مشکوۃ - باب الشفقۃ - رواہ احمد)

اسلامک ورلڈ آرڈر اور حقوق نسواں

عورت جو بہتر نصف (better half) کہلاتی ہے اور جو آج حقوق کیلئے ہر دیوار پھلانگ رہی ہے، بلکہ حقوق کی جنگ کے نام پر غیر مسلموں کا کھلونا بن کر خوش ہے اور نہیں جانتی کہ اسلامک ورلڈ آرڈر نے اسکی پیدائش سے موت تک کیلئے، کس حد تک تحفظات سے اسے نوازا ہے۔ پہلے بیوی ہے' پھر ماں ہے اور اسکے بعد بیٹی اور بہن ہے۔ ایک گھر میں اس سے آگے کوئی رشتہ نہیں ہے اور اسلام نے اسے ہر رشتہ میں بہترین تحفظ سے نواز ہے۔

عورت ہو یا مرد اسے جس تحفظ کی' جان کے تحفظ کے بعد' ضرورت ہوتی ہے وہ معاشی تحفظ ہے اور دوسرے نمبر پر مطلوب سماجی اور معاشرتی تحفظ ہے اور خالق

کائنات نے اس کیلئے اپنے ورلڈ آرڈر میں جس طرح کے مکمل تحفظات کا اہتمام فرمایا' دنیا کا ہر دوسرا ورلڈ آرڈر اسکے مقابلے میں ہیچ ہے۔ جیسا کہ ہم نے ابھی عرض کیا ہے کہ عورت کی پہلی حیثیت بیوی کی ہے' پھر ماں بیٹی اور بہن ہے ان تمام حیثیتوں میں خصوصی احکامات کے علاوہ معاشرے میں بحیثیت عورت عمومی تحفظات بھی ہر دوسرے معاشرے کی نسبت اعلیٰ وارفع ہیں اسی ترتیب سے ملاحظہ فرمائیے کہ کس طرح مرد کو انکے لئے احکامات دیئے گئے ہیں۔

☆..."اَلرِّجَالُ قَوّٰمُوْنَ عَلَى النِّسَآءِ بِمَا فَضَّلَ اللّٰهُ بَعْضَهُمْ عَلٰى بَعْضٍ وَّبِمَآ اَنْفَقُوْا مِنْ اَمْوَالِهِمْ ۭ فَالصّٰلِحٰتُ قٰنِتٰتٌ حٰفِظٰتٌ لِّلْغَيْبِ بِمَا حَفِظَ اللّٰهُ ۭ وَالّٰتِيْ تَخَافُوْنَ نُشُوْزَهُنَّ فَعِظُوْهُنَّ وَاهْجُرُوْهُنَّ فِي الْمَضَاجِعِ وَاضْرِبُوْهُنَّ ۚ فَاِنْ اَطَعْنَكُمْ فَلَا تَبْغُوْا عَلَيْهِنَّ سَبِيْلًا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيًّا كَبِيْرًا ۝ وَاِنْ خِفْتُمْ شِقَاقَ بَيْنِهِمَا فَابْعَثُوْا حَكَمًا مِّنْ اَهْلِهٖ وَحَكَمًا مِّنْ اَهْلِهَا ۚ اِنْ يُّرِيْدَآ اِصْلَاحًا يُّوَفِّقِ اللّٰهُ بَيْنَهُمَا ۭ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا خَبِيْرًا ۝" (النساء 35 - 34)

"مرد عورتوں پر قوام (انکے معاملات چلانے کیلئے نگہبان و ذمہ دار) ہیں' اس بناء پر کہ اللہ نے ان میں سے ایک کو دوسرے پر فضیلت دی ہے اور اس بناء پر کہ مرد اپنے مال خرچ کرتے ہیں۔ پس جو نیک عورتیں ہیں وہ اطاعت شعار ہوتی ہیں اور مردوں کے پیچھے اللہ کی حفاظت و نگرانی میں انکے حقوق کی حفاظت کرتی ہیں اور جن عورتوں سے تمہیں سرکشی کا اندیشہ ہو انہیں سمجھاؤ ان سے بستر الگ کر لو اور (ناگزیر ہو جائے تو) مارو پھر اگر وہ تمہاری مطیع ہو جائیں تو خواہ مخواہ مارنے کے بہانے تلاش نہ کرو' یقین رکھو کہ اوپر اللہ موجود ہے جو بڑا اور بالاتر ہے اور اگر تم لوگوں کو کہیں میاں بیوی کے تعلقات بگڑ جانے کا اندیشہ ہو تو

ایک ایک ثالث فریقین کے رشتہ داروں سے مقرر کرو' وہ دونوں اصلاح کرنا چاہیں گے تو اللہ انکے درمیان موافقت کی صورت پیدا کردے گا۔ اللہ سب کچھ جانتا ہے اور باخبر ہے"

☆ "وَاٰتُوا النِّسَآءَ صَدُقٰتِهِنَّ نِحْلَةً ؕ فَاِنْ طِبْنَ لَكُمْ عَنْ شَيْءٍ مِّنْهُ نَفْسًا فَكُلُوْهُ هَنِيْٓـًٔا مَّرِيْٓـًٔا ○ (النساء - 4)

"اور عورتوں کے حق مہر خوشدلی کے ساتھ (فرض جانتے ہوئے) ادا کرو' البتہ اگر وہ خود خوشی سے مہر کا کوئی حصہ معاف کردیں تو اسے تم خوشدلی سے اپنی ضرورت میں لگاؤ"

☆ "يُوْصِيْكُمُ اللّٰهُ فِيْٓ اَوْلَادِكُمْ لِلذَّكَرِ مِثْلُ حَظِّ الْاُنْثَيَيْنِ ۚ فَاِنْ كُنَّ نِسَآءً فَوْقَ اثْنَتَيْنِ فَلَهُنَّ ثُلُثَا مَا تَرَكَ ۚ وَاِنْ كَانَتْ وَاحِدَةً فَلَهَا النِّصْفُ ؕ وَلِاَبَوَيْهِ لِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ مِمَّا تَرَكَ اِنْ كَانَ لَهٗ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهٗ وَلَدٌ وَّوَرِثَهٗٓ اَبَوٰهُ فَلِاُمِّهِ الثُّلُثُ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهٗٓ اِخْوَةٌ فَلِاُمِّهِ السُّدُسُ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ اٰبَآؤُكُمْ وَاَبْنَآؤُكُمْ لَا تَدْرُوْنَ اَيُّهُمْ اَقْرَبُ لَكُمْ نَفْعًا ؕ فَرِيْضَةً مِّنَ اللّٰهِ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلِيْمًا حَكِيْمًا ○ وَلَكُمْ نِصْفُ مَا تَرَكَ اَزْوَاجُكُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّهُنَّ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَهُنَّ وَلَدٌ فَلَكُمُ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْنَ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصِيْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَلَهُنَّ الرُّبُعُ مِمَّا تَرَكْتُمْ اِنْ لَّمْ يَكُنْ لَّكُمْ وَلَدٌ ۚ فَاِنْ كَانَ لَكُمْ وَلَدٌ فَلَهُنَّ الثُّمُنُ مِمَّا تَرَكْتُمْ مِّنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ تُوْصُوْنَ بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ؕ وَاِنْ كَانَ رَجُلٌ يُّوْرَثُ كَلٰلَةً اَوِ امْرَاَةٌ وَّلَهٗٓ اَخٌ اَوْ اُخْتٌ فَلِكُلِّ وَاحِدٍ مِّنْهُمَا السُّدُسُ ۚ فَاِنْ كَانُوْٓا اَكْثَرَ مِنْ ذٰلِكَ فَهُمْ شُرَكَآءُ فِي الثُّلُثِ مِنْۢ بَعْدِ وَصِيَّةٍ يُّوْصٰى بِهَآ اَوْ دَيْنٍ ۙ غَيْـ

مُضَارٍّ ۚ وَصِيَّةً مِّنَ اللّٰهِ ۗ وَاللّٰهُ عَلِيْمٌ حَلِيْمٌ ۝ (النساء 11 - 12)

"تمہاری اولاد کے بارے میں اللہ تمہیں ہدایت کرتا ہے کہ' مرد کا حصہ دو عورتوں کے برابر ہے' اگر میت کی وارث دو سے زائد لڑکیاں ہوں تو انہیں ترکے کا دو تہائی دیا جائے' اور اگر ایک ہی لڑکی وارث ہو تو آدھا ترکہ اس کا ہے۔ اگر میت صاحب اولاد ہو تو اسکے والدین میں سے ہر ایک کو ترکے کا چھٹا حصہ ملنا چاہئے اور اگر وہ صاحب اولاد نہ ہو اور والدین ہی اسکے وارث ہوں تو ماں کو تیسرا حصہ دیا جائے گا اور اگر میت کے بھائی بہن بھی ہوں تو ماں چھٹے حصے کی حقدار ہو گی۔ یہ سب حصے اس وقت نکالے جائیں گے جبکہ میت کی وصیت پوری کر لی جائے گی اور میت کا قرض اتار لیا جائے گا۔ تم نہیں جانتے کہ تمہارے ماں باپ اور تمہاری اولاد میں سے کون بلحاظ نفع تم سے قریب تر ہے۔ یہ حصے اللہ نے مقرر کئے ہیں اور اللہ یقیناً" سب حقیقتوں سے واقف اور ساری مصلحتوں کا جاننے والا ہے۔

اور تمہاری بیویوں نے جو کچھ چھوڑا ہے اس کا آدھا حصہ تمہیں ملے گا' اگر وہ بے اولاد ہوں' ورنہ اولاد ہونے کی صورت میں ترکہ کا ایک چوتھائی حصہ تمہارا ہے اسکی وصیت کی تکمیل کے بعد اور قرض ادا کرنے کے بعد (اسی طرح) وہ تمہارے ترکہ میں سے چوتھائی کی حقدار ہونگی اگر تم بے اولاد ہو ورنہ صاحب اولاد ہونے کی صورت میں انکا حصہ آٹھواں ہو گا تمہاری وصیت کی تکمیل اور تمہارے قرض کی ادائیگی کے بعد۔ اور اگر وہ (مرد یا عورت یعنی میت' جس کی میراث تقسیم طلب ہے) بے اولاد بھی ہو اور اسکے ماں باپ بھی زندہ نہ ہوں - مگر اسکا ایک بھائی یا ایک بہن موجود ہو تو بھائی بہن ہر ایک کو چھٹا حصہ ملے گا اور

بھائی بہن ایک سے زیادہ ہوں تو کل ترکہ کے ایک تہائی میں وہ سب شریک ہونگے مگر وصیت کی تکمیل اور قرض بذمہ میت کی ادائیگی کے بعد، بشرطیکہ وہ ضرر رساں نہ ہو" یہ حکم ہے اللہ دانابینا اور ہمدرد و نرم خوکا۔"

معاشی اعتبار سے، عورت کے ہر حیثیت میں، حقوق کے تحفظ کی یہ صرف ایک مثال ہے ورنہ اسلامک ورلڈ آرڈر نے اس ضمن میں معمولی جزیات تک کا خیال رکھا ہے۔ تعصب کا چشمہ اتار کر جو کوئی بھی اس چشمۂ فیض سے سیراب ہونا چاہے یہ اس کی دائمی پیاس بجھانے پر قادر ہے۔

معاشرتی تحفظ

معاشی تحفظ کے بعد، ہر دوسرے شخص کی طرح عورت کی بھی بنیادی ضرورت، عزت و ناموس کا تحفظ ہے۔ عزت و ناموس کو خطرہ میں ڈالنے والے اسباب و علل سے ہر باشعور بخوبی واقف ہے اور خدا خوفی کا فقدان انہیں مہمیز لگاتا ہے۔ خالق، جس نے اپنی درست منصوبہ بندی کے ساتھ انسان کو پیدا فرمایا، جو اس کی نفسیات، کمزویوں اور خوبیوں کا بھی خالق ہے، اس سے بڑھ کر اسے سمجھنے کا کوئی دوسرا دعوی کرے، تو اس سے بڑا احمق کوئی نہیں ہے۔ اس نے "فرُوج" کو شر کا سرچشمہ قرار دیا ہے۔ فرج کے معنی چشمہ آب بھی ہے اور سوراخ بھی، یوں ہم آسانی سے کہہ سکتے ہیں کہ جسمانی سوراخ دراصل عزت و ناموس کے لئے خطرہ ہیں مثلاً" آنکھ کے دو سوراخ، کان کے دو سوراخ، منہ کا سوراخ، سینہ کے دو سوراخ (عورت کے لئے)، شرمگاہ مرد اور عورت کے لئے۔ شیطان ان ہی سوراخوں کو اپنے موثر مورچے بنا کر حملہ آور ہوتا ہے۔ اسلامک ورلڈ آرڈر، قرآن و حدیث، انہیں محاسن کا نام دیتے ہیں، جنہیں کسی بھی غیر محرم کے سامنے کھولنے پر دائمی پابندی ہے ماسوائے اضطرار کے۔

ہم نے شیطان کے موثر مورچوں کا ذکر کیا ہے، اس میں حیران ہونے کی بات نہیں ہے، نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم نے آنکھ کو شیطان کے تیر سے تشبیہ دی ہے ہم میں سے کون نہیں جانتا کہ یہی "آنکھ لڑتی" ہے تو دوسرے سوراخ مصروفِ عمل ہوتے

ہیں۔ آنکھ لڑتی ہے' شیطان کے تیر چلتے ہیں تو زبان کا سوراخ لوچدار لہجہ میں ابلیسی لہریں کانوں تک پہنچاتا ہے۔ کان انہیں دل و دماغ تک لے جاتے ہیں اور یوں شیطان کا کام مکمل ہو جاتا ہے کہ انسان ہر سورخ کے استعمل میں ملوث ہو جاتا ہے۔

فرد یا افراد کی لوچدار آواز گمراہ کرے یا ریڈیو ٹی وی کی موسیقی' قلب و ذہن میں ہیجان پیدا ہونا فطری امر ہے اور ایسے فطری امور کا رَدِّعمل بھی فطری ہے۔ اسلامک ورلڈ آرڈر نے عورت کی حیا کے جذبے کو تقویت دی ہے اور یوں اس کی عزت و ناموس کو تحفظ فراہم کیا مگر بدنصیب عورت محسن کے احسان پر اظہارِ شکر ادا کرنے کے بجائے خود ساختہ حقوق کے سراب کے پیچھے آبلہ پا ہے۔ جو کچھ گنوا رہی ہے اس کا اسے شعور و ادراک نہیں ہے جبکہ یورپ کی غیر مسلم عورت اس اسلامک ورلڈ آرڈر کے دامن رحمت میں آ رہی ہے۔

لندن کے روزنامہ ٹائمز کا تجزیہ نگار' "برطانوی خواتین اسلام کیوں قبول کر رہی ہیں' کے حوالے سے 9 نومبر93ء کی اشاعت میں اس امر پر متعجب ہے کہ:۔

☆ "مغربی میڈیا کی معاندانہ روش کے باوجود اسلام (اسلامک ورلڈ آرڈر) مغربی دلوں کو فتح کر رہا ہے"۔

☆ "یہ اور بھی ستم ظریفی کی بات ہے کہ اکثر نومسلم' برطانوی خواتین ہیں حالانکہ مغرب میں یہ نظریہ بہت پھیلا ہوا ہے کہ اسلام عورت سے گھٹیا سلوک کرتا ہے"۔

☆ "مغرب کے لوگ خود اپنی سوسائٹی سے مایوس ہو رہے ہیں' جس میں بڑھتے ہوئے جرائم' خاندانی نظام کی تباہی' منشیات اور شراب نوشی کا دور دورہ ہے بالآخر وہ اسلام کے (ورلڈ آرڈر) دیئے ہوئے نظم و ضبط اور تحفظ کی تعریف کرتے ہیں"۔

☆ "مغربی عورت اور مسلم عورت کا تقابلی مطالعہ کریں تو واضح فرق ملتا ہے۔ اسلامی تعلیمات (اسلامک ورلڈ آرڈر) میں عورت کو زیادہ تقدس اور عظمت حاصل ہے جو مغرب کی عورت کو

حاصل نہیں ہے بلکہ تحریک آزادیٔ نسواں کا اس کے سوا کوئی نتیجہ نہیں نکلا کہ عورت دوہرے بوجھ تلے دب گئی ہے"۔

☆ "برطانیہ کی نومسلم خواتین نے ہمیں بتایا کہ "اسلام میں ہمارے لئے کشش کا سبب ہی یہ ہوا کہ اسلام مرد اور عورت کو الگ الگ دائرہ کار دیتا ہے جو دونوں کی جسمانی اور حیاتیاتی ساخت کے عین مطابق ہے' مغرب کی آزادی و حقوق نسواں کی تحریک' عورت کے ساتھ بغاوت تھی یعنی عورتیں مردوں کی نقالی کریں اور یہ ایسا عمل ہے جسمیں نسوانیت کی اپنی کوئی قدروقیمت باقی نہیں رہتی"

(Daily <Londan Times" - Nov: 9,1993)

یہ ہے داستان اس معاشرے کی جس نے فروج' یعنی ہر سوراخ کو مادر پدر آزاد چھوڑ کر اس کا انتہائی تلخ پھل چکھا اور اسکے نتیجے میں جب انفرادی و اجتماعی سکھ چین اور تحفظ ختم ہوا تو ان میں سے شعور کے ساتھ سکھ چین اور تحفظ کے متلاشیوں کو' یہ اسلامک ورلڈ آرڈر کے دامن رحمت میں نصیب ہوا۔ اب اختصار کے ساتھ ایک جھلک ملاحظہ فرمایئے کہ خالق نے ان تمام سوراخوں کو کس انداز میں ڈھانپ کر عزت و ناموس کی حفاظت کی ضمانت دی ہے۔

"قُلْ لِلْمُؤْمِنِيْنَ يَغُضُّوْا مِنْ اَبْصَارِهِمْ وَيَحْفَظُوْا فُرُوْجَهُمْ ذٰلِكَ اَزْكٰى لَهُمْ اِنَّ اللّٰهَ خَبِيْرٌ بِمَا يَصْنَعُوْنَ ۝ وَقُلْ لِلْمُؤْمِنَاتِ يَغْضُضْنَ مِنْ اَبْصَارِهِنَّ وَيَحْفَظْنَ فُرُوْجَهُنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَلْيَضْرِبْنَ بِخُمُرِهِنَّ عَلٰى جُيُوْبِهِنَّ وَلَا يُبْدِيْنَ زِيْنَتَهُنَّ اِلَّا لِبُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اٰبَآئِهِنَّ اَوْ اٰبَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اَبْنَآئِهِنَّ اَوْ اَبْنَآءِ بُعُوْلَتِهِنَّ اَوْ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اِخْوَانِهِنَّ اَوْ بَنِيْٓ اَخَوٰتِهِنَّ اَوْ نِسَآءِ

ئِهِنَّ اَوْمَامَلَکَتْ اَیْمَانُهُنَّ اَوِالتّٰبِعِیْنَ غَیْرِاُولِی الْاِرْبَةِ مِنَ الرِّجَالِ اَوِالطِّفْلِ الَّذِیْنَ لَمْ یَظْهَرُوْا عَلٰی عَوْرٰتِ النِّسَآءِ وَلَا یَضْرِبْنَ بِاَرْجُلِهِنَّ لِیُعْلَمَ مَایُخْفِیْنَ مِنْ زِیْنَتِهِنَّ وَتُوْبُوْآ اِلَی اللّٰهِ جَمِیْعًا اَیُّهَا الْمُؤْمِنُوْنَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ" (النور- 30، 31)

"اے نبی مومن مردوں سے کہو کہ اپنی نظروں کو بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں (فروج، سوراخوں) کی حفاظت کریں یہ انکے لئے زیادہ پاکیزہ طریقہ ہے اور اے نبیؐ مومن عورتوں سے کہہ دو کہ اپنی نظریں بچا کر رکھیں اور اپنی شرمگاہوں (فروج) کی حفاظت کریں، اور اپنا بناؤ سنگار نہ دکھائیں بجز اس کے جو خود بخود ظاہر ہو اور اپنے سینوں پر اپنی اوڑھینوں کے آنچل ڈالے رہیں وہ اپنا بناؤ سنگار ظاہر نہ کریں مگر ان لوگوں کے سامنے 'شوہر' باپ' شوہروں کے باپ' اپنے بیٹے' شوہروں کے (سابقہ بیوی سے) بیٹے' بھائی' بھائیوں کے بیٹے' بہنوں کے بیٹے' اپنے میل جول کی عورتیں' اپنے مملوک 'وہ زیردست مرد (ملازم) جو کسی اور قسم کی غرض (جنسی خواہش یا سمجھ بوجھ) نہ رکھتے ہوں اور وہ بچے جو عورتوں کی پوشیدہ باتوں سے ابھی واقف نہ ہوئے ہوں۔ وہ اپنے پاؤں زمین پر مارتی ہوئی نہ چلا کریں کہ اپنی جو زینت انہوں نے چھپا رکھی ہو اسکا لوگوں کو علم ہو جائے اے مومنو! اتم سب اللہ سے توبہ کرو توقع ہے کہ تم فلاح پاؤ گے"

"یٰنِسَآءَ النَّبِیِّ لَسْتُنَّ کَاَحَدٍ مِّنَ النِّسَآءِ اِنِ اتَّقَیْتُنَّ فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَیَطْمَعَ الَّذِیْ فِیْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا" (الاحزاب- 32)

"اے نبیؐ کی بیویو! (بظاہر خطاب امہات المومنات کی طرف ہے مگر فی الواقعہ یہ عالمی چارٹر کا قابل قدر حصہ ہے جو اسلوب یہاں اپنایا

گیا وہ قابل توجہ ہے کہ نبیؐ کی بیگمات جو ہر امتی کیلئے ماں کا درجہ رکھتی ہیں اگر ان سعید ہستیوں سے یہ تقاضا ہے تو امت کی عام عورت کو اس ہدایت ربانی کی بدرجہ اتم ضرورت ہے۔ ارشد) تم اور عورتوں کی طرح نہیں ہو' اگر تم اللہ سے ڈرنے والی ہو تو دبی زبان (ملائمت) سے بات نہ کیا کرو کہ دل کے مرض میں مبتلا' کوئی شخص لالچ میں پڑ جائے بلکہ سیدھی (کھرے انداز میں) بات کیا کرو۔ (تاکہ کسی کو غلط اندازہ لگانے کے ہمت ہی نہ ہو)"

مذکورہ ہدایات پر کوئی بھی باشعور جب حاضر قلب و ذہن کے ساتھ غور و فکر کرے گا' خواہ وہ کسی قوم اور کسی عقیدہ سے متعلق ہو' تو خود اس کے اندر سے اس کا زندہ ضمیر پکار اٹھے گا کہ اس سے زیادہ بہتر ہدایات اور کہیں نہیں ہیں جو معاشرتی و سماجی عملی زندگی میں فرد یا افراد کے سکھ سکون اور تحفظ کی حقیقی ضامن ثابت ہو سکیں۔ یہی وجہ ہے کہ مغربی عورت اپنے معاشرتی ڈھانچے سے بیزاری کا اظہار کر کے اسلامک ورلڈ آرڈر کی صداقت پر ایمان لاتی ہے مگر کس قدر بدنصیب ہے وہ مسلمان عورت کہ اس سرچشمۂ رحمت سے استفادہ کرنے کی اسے توفیق نہیں اور بے سکونی کے ماروں کے پیچھے تلاشِ سکون کیلئے ماری پھرتی ہے۔ اسلام تو عورت کی عزت و عصمت اور حیا کا اس قدر رکھوالا ہے کہ گھر کی چار دیواری میں داخل ہونے والوں پر اجازت لیکر داخل ہونے کی پابندی تو لگاتا ہی ہے'گھر کے اندر رہنے والے افراد کو بھی ایک دوسرے کے کمرے میں داخل ہونے سے پہلے اجازت کا پابند بناتا ہے۔ یہ احتیاط بلاوجہ نہیں ہے' ایک لمحہ کیلئے خود ہی سوچ لیجئے!

"يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لِيَسْتَاْذِنْكُمُ الَّذِيْنَ مَلَكَتْ اَيْمَانُكُمْ وَالَّذِيْنَ لَمْ يَبْلُغُوا الْحُلُمَ مِنْكُمْ ثَلٰثَ مَرّٰتٍ مِنْ قَبْلِ صَلٰوةِ الْفَجْرِ وَحِيْنَ تَضَعُوْنَ ثِيَابَكُمْ مِّنَ الظَّهِيْرَةِ وَمِنْ بَعْدِ صَلٰوةِ الْعِشَآءِ ثَلٰثُ عَوْرٰتٍ لَّكُمْ لَيْسَ عَلَيْكُمْ وَلَا عَلَيْهِمْ جُنَاحٌ

بَعدَهُنَّ طَوّٰفُونَ عَلَیکُم بَعضُکُم عَلٰی بَعضٍ کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُمُ الاٰیاتِ وَاللّٰہُ عَلِیمٌ حَکِیمٌ ۝ وَاِذَا بَلَغَ الاَطفَالُ مِنکُمُ الحُلُمَ فَلیَستَاذِنُوا کَمَا استَاذَنَ الَّذِینَ مِن قَبلِھِم کَذٰلِکَ یُبَیِّنُ اللّٰہُ لَکُم اٰیٰتِہٖ وَاللّٰہُ عَلِیمٌ حَکِیمٌ"۔ (النور 59 - 58)

"اے لوگو جو ایمان لائے ہو لازم ہے کہ تمہارے مملوک اور تمہارے وہ بچے جو ابھی عقل کی حد کو نہیں پہنچے ہیں' تین اوقات میں اجازت لیکر تمہارے پاس (تمہارے کمرے میں) آیا کریں' صبح کی نماز سے پہلے' اور دوپہر کو جب تم کپڑے اتار کر رکھ دیتے ہو اور عشاء کی نماز کے بعد' یہ تین وقت تمہارے لئے پردہ کے اوقات ہیں۔ ان کے بعد وہ بلااجازت آئیں تو نہ تم پر کوئی گناہ ہے نہ ہی ان پر' تمہیں ایک دوسرے کے پاس بار بار آنا ہی ہوتا ہے - اس طرح اللہ تمہارے لئے اپنے ارشادات کی توضیح کرتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے اور جب تمہارے معصوم بچے عقل کی حد کو پہنچ جائیں تو چاہئے کہ اسی طرح اجازت لیکر آئیں جس طرح انکے بڑے اجازت لیتے رہے ہیں اسطرح اللہ اپنی آیات تمہارے سامنے کھولتا ہے اور وہ علیم و حکیم ہے"

نمونہ کے طور پر حقوقِ نسواں اور تحفظِ نسائیت کے حوالے سے اسلامک ورلڈ آرڈر کی بعض توضیحات آپ کے سامنے رکھی ہیں دنیا کے کسی دوسرے مذہب سے موازنہ کرکے ہر شخص دیکھ سکتا ہے کہ انسانیت (بلالحاظ مذہب و ملت) کیلئے یہ کس قدر ہمہ پہلو نفع بخش ہے۔ یورپی مفکر کارلائل اپنی کتاب 'Woman and Islam' میں' دوسرے ادیان اور دوسری تہذیبوں کا موازنہ کرنے کے بعد لکھتا ہے کہ "اسلام نے عورت کو جن حقوق اور جس آزادی سے نوازا ہے' مقابلے کے تمام ادیان ملکر اسکا عشر عشیر بھی نہیں دیتے"

اسلامک ورلڈ آرڈر اور عدل و انصاف

عدل و انصاف کے تقاضے پورے کرنے کیلئے بنیادی ضرورت ' قضیہ کی تہہ تک پہنچنا ہے اور یہ ضرورت پوری ہوتی ہے شہادت یا گواہی سے' اس اہم پہلو سے بھی اسلامک ورلڈ آرڈر کا جائزہ نفع بخش ہو گا اسی بنیاد پر بات آگے بڑھتی عدل اجتماعی کا سبب بنتی ہے۔ قرآن کا فرمان دیکھئے۔

☆ "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ لِلّٰہِ شُھَدَاءَ بِالْقِسْطِ....." (المائدہ:)

"اے ایمان لانے والو! سچائی اور دیانت سے گواہی دیتے اللہ کے حکم کی تکمیل کرو"

☆ "یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا کُوْنُوْا قَوّٰمِیْنَ بِالْقِسْطِ شُھَدَاءَ لِلّٰہِ وَلَوْ عَلٰی اَنْفُسِکُمْ اَوِالْوَالِدَیْنِ وَالْاَقْرَبِیْنَ اِنْ یَّکُنْ غَنِیًّا اَوْفَقِیْرًا فَاللّٰہُ اَوْلٰی بِھِمَا فَلَا تَتَّبِعُوا الْھَوٰٓی اَنْ تَعْدِلُوْا وَاِنْ تَلْوٗٓا اَوْتُعْرِضُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ کَانَ بِمَا تَعْمَلُوْنَ خَبِیْرًا"۔

(النساء - 135)

"اے ایمان کا دعوی کرنے والو! انصاف کے علمبردار اور سچ کے لئے خدا واسطے کے گواہ بنو اگرچہ تمہاری سچائی اور انصاف کی زد خود تمہاری اپنی ذات پریا تمہارے والدین پریا تمہارے رشتہ داروں پر ہی کیوں نہ پڑتی ہو۔ فریق معاملہ مالدار ہو یا غریب اللہ تم سے زیادہ انکا خیر خواہ ہے لہٰذا اپنی خواہش نفس کی پیروی میں عدل سے باز نہ رہو اگر تم نے لگی لپٹی بات کہی یا سچائی سے پہلو بچایا تو جان رکھو کہ جو کچھ تم کرتے ہو اللہ کو اسکی خبر ہے"

☆ "وَالَّذِیْنَ یَرْمُوْنَ الْمُحْصَنٰتِ ثُمَّ لَمْ یَاْتُوْا بِاَرْبَعَةِ شُھَدَآءَ فَاجْلِدُوْھُمْ ثَمٰنِیْنَ جَلْدَةً وَّلَا تَقْبَلُوْا لَھُمْ

شَہَادَۃً اَبَدًا وَاُولٰئِکَ ھُمُ الْفٰسِقُوْنَ ۝" (النور : 4)

"جو (پاکدامن) خواتین پر الزام عائد کریں پھر چار گواہ پیش نہ کر سکیں تو انہیں اسّی کوڑے لگاؤ اور آئندہ کبھی بھی انکی گواہی قبول نہ کرو کہ وہ واقعتہ" فاسق ہیں"

☆ "...وَلَا یَجْرِمَنَّکُمْ شَنَاٰنُ قَوْمٍ عَلٰٓی اَلَّا تَعْدِلُوْا اِعْدِلُوْا ھُوَ اَقْرَبُ لِلتَّقْوٰی وَاتَّقُوا اللّٰہَ اِنَّ اللّٰہَ خَبِیْرٌ بِمَا تَعْمَلُوْنَ" (المائدہ : 8)

"کسی گروہ کی دشمنی تمہیں اتنا مشتعل نہ کر دے کہ تم انصاف سے پھر جاؤ عدل کرو کہ یہ خدا ترسی سے زیادہ مناسبت رکھتا ہے جو کچھ تم کرتے ہو اللہ اس سے پوری طرح باخبر ہے"

☆ "اِنَّ اللّٰہَ یَاْمُرُکُمْ اَنْ تُؤَدُّوا الْاَمٰنٰتِ اِلٰٓی اَھْلِھَا وَاِذَا حَکَمْتُمْ بَیْنَ النَّاسِ اَنْ تَحْکُمُوْا بِالْعَدْلِ اِنَّ اللّٰہَ نِعِمَّا یَعِظُکُمْ بِہٖ اِنَّ اللّٰہَ کَانَ سَمِیْعًا بَصِیْرًا ۝"
(النساء: 58)

"مسلمانو! اللہ تمہیں حکم دیتا ہے کہ امانتیں اہل امانت کے سپرد کرو اور جب لوگوں کے مابین فیصلہ کرو تو عدل کے ساتھ' اللہ کی یہ عمدہ نصیحت ہے اور یقیناً" اللہ سب کچھ سنتا اور دیکھتا ہے"

گواہی اور عدل کی بات مکمل نہیں ہوتی جب تک اسلامی نظام تعزیر پر بات نہ ہو۔ اسلام سے عدم واقفیت اور تعصب کی بنیاد پر غیر مسلم اقوام کی یہ ہاؤ ہو کہ اسلام میں بڑی ظالمانہ سزائیں دی جاتی ہیں اور انسانی حقوق پامال کیئے جاتے ہیں ہر لحاظ سے محل نظر ہے - بحیثیت مسلمان ہمیں ان سزاؤں کی حکمت سمجھ میں نہ بھی آئے تو ہم

اسے اپنی عقل و بصیرت کی کمی پر محمول کریں گے کہ انتہائی مہربان' حکیم و دانا خالق انسانیت نے اپنی مخلوق کیلئے جرائم کی مناسبت سے جو سزائیں تجویز فرمائیں ہیں' وہی فی الواقعہ بنی نوع انسان کے سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی کی ضامن ہیں - سماجی معاشرتی

زندگی میں انہیں عملاً کار فرما دیکھنا ہو تو برس دو برس نہیں' خلافت راشدہ کے (۳۰ سالہ دور میں دیکھئے۔ قتل کے بدلے قتل' چور کا ہاتھ کاٹنا' زانی کو سنگسار کرنا ہو یا شرابی کیلئے کوڑے ہوں انکی حکمت بڑی آسانی سے سمجھ آتی ہے بشرطیکہ انسان لمحہ بھر کے لئے آنکھ بند کر کے اپنے آپ کو متاثرہ شخص کی جگہ رکھے جس کا کوئی قتل ہوا ہے' جس کے گھر ڈاکہ پڑا ہے' چوری ہوئی ہے' جس کی عزت و عصمت لٹی ہے یا جو شرابی کے قبیح افعال سے متاثر ہوا ہے۔ ان متاثرین کے جذبات کا اندازہ لگانے والے اسی نتیجہ پر پہنچیں گے کہ اگر مذکورہ جرائم پر بروقت گرفت کر کے سزا نہ دی جائے تو لوگ قانون کو ہاتھ میں لیکر خود بدلہ لینے کیلئے جو کاروائی کریں گے اس کے نتائج بد سے پورا معاشرہ متاثر ہو گا اور جو آج دیکھنے میں آ رہا ہے کہ قتل کی دشمنیوں میں خاندان تک ختم ہو گئے ہیں۔

سعودی معاشرہ میں اگرچہ سو فیصد اسلامک ورلڈ آرڈر (قرآن) نافذ نہیں ہے مگر کسی نہ کسی حال میں اسلام کا نظامِ تعزیر نافذ ہے۔ سزا عوام کے سامنے قرآن کے فرمان کے مطابق نافذ ہوتی ہے جن لوگوں نے سرعام ان سزاؤں کا نفاذ دیکھا ہے (راقم الحروف بھی شاہد ہے) ان کا کہنا ہے کہ اسطرح نفاذ کے سبب' دنیا کے ہر مہذب ملک کے مقابلے میں' یہاں جرائم آٹے میں نمک کے برابر ہیں - سعودیہ کے قتل 'ڈاکے' چوری' زنا بالجبر اور دوسرے اخلاقی جرائم کے اعداد و شمار کا مقابلہ یورپ اور امریکہ کے کسی حقوقِ انسانی کے چیمپئن ملک سے کر دیکھئے' ہر دوسرا گراف اونچا ہو گا۔ واویلا مچانے والے نہیں جانتے کہ اسلام مجرم کو سزا دینے کیلئے بے قرار و بے چین نہیں ہے بلکہ اسلامی نظامِ عدل میں شک وغیرہ کا سب سے زیادہ فائدہ ملزم کو پہنچتا ہے - گواہوں کا ہر جگہ مروّجہ ڈھیلا نظام' اسلامک ورلڈ آرڈر میں قابل قبول نہیں ہے۔

تعزیرات کا یہ مطالبہ صرف اسلامک ورلڈ آرڈر میں ہی نہیں ہے بلکہ یہی مطالبہ نبی آخر الزماں ﷺ سے پہلے ہر نبی کی امت کیلئے تھا مثلاً" تورات' زبور اور انجیل وغیرہ شاہد ہیں مگر بااثر لوگوں کے خوف سے ان تعزیرات میں رد و بدل کر دیا گیا' ہم یہاں صرف ہندومت کے حوالے سے ایک مثال آپ کے سامنے رکھتے ہیں تورات و انجیل میں بھی مثالیں موجود ہیں۔

"جو شخص اپنی ذات کی لڑکی سے اسکی رضامندی سے زنا کرے وہ کسی سزا کا مستحق نہیں ہے۔ لڑکی کا باپ راضی ہو تو وہ معاوضہ دے کر شادی کر سکتا ہے۔ البتہ اگر لڑکی اونچی ذات کی ہو اور مرد نیچ ذات سے تو لڑکی کو گھر سے نکال دینا چاہئے اور مرد کو قطع اعضا (تناسل) کی سزا دینی چاہئے (ادھیائے - 18' شلوک 365/366) یہ سزا زندہ جلا دینے کی سزا میں تبدیل ہو سکتی ہے اگر لڑکی برہمن ذات سے ہو" (اشلوک 377)

مذکورہ توضیحات اسلام کے نظامِ عدل و انصاف میں مساوات' راستی اور نکھار پر شاہد ہیں۔ یہ اختصار کے ساتھ محض نمونہ ہے اس نظامِ عدل پر مفصل ،مکمل اور مدلل راہنمائی قرآن و حدیث میں موجود ہے جو کئی ضخیم جلدوں کی متقاضی ہے۔

معیشت اور اسلامک ورلڈ آرڈر

معاش و معیشت ہر دور کے انسان کا بنیادی مسئلہ ہے۔ حضرت آدم علیہ السلام سے لیکر نبیؐ آخر الزمان تک ہر امت کو خالقِ انسانیت نے معیشت پر واضح ہدایات سے نوازا اور انسان کی ہر دور میں یہ بدقسمتی رہی کہ فکرِ معاش و معیشت میں وہ فرامین الٰہی کو پسِ پشت ڈال کر اسقدر آگے نکل گیا کہ پھر عذابِ الٰہی ہی اس کا مقدر ٹھہرا۔ مثلاً" حضرت شعیب علیہ السلام کی قوم کی تباہی میں کار فرما بنیادی عمل' کثرتِ معاش کی خاطر ناپ تول میں کمی کی ہٹ دھرمی تھی۔

اسلام نے مال (معاش و معیشت) کو اچھوتے انداز میں حضرتِ انسان کے سامنے رکھا اور اسے یہ بنیادی نقطہ سمجھایا ہے کہ یہ عطیہ الٰہی ہے اور اس سے استفادہ کیلئے قواعد و ضوابط بھی خالق ہی نے پورے شرح و بسط کے ساتھ تمہارے سامنے رکھے ہیں۔ ان کے مطابق اس نعمت سے فیضیاب ہو گے تو اختتامِ زندگی پر ابدی جنت تمہاری منتظر ہو گی اور نافرمانی کا رویّہ اپنا کر آؤ گے تو جہنم کو منتظر پاؤ گے۔ یہ مال تمہارے لئے اس عارضی دنیا میں آزمائش ہے۔ یہ تمہاری جنت بھی ہے اور جہنم بھی ہے۔

☆ "...وَمِمَّا رَزَقْنٰهُمْ يُنْفِقُوْنَ" (البقرہ: 3)

"...جو رزق (مال) ہم نے انہیں دیا ہے اس میں سے خرچ کرتے ہیں"

☆ "اَلْمَالُ وَ الْبَنُوْنَ زِيْنَةُ الْحَيٰوةِ الدُّنْيَا ۚ وَالْبٰقِيٰتُ الصّٰلِحٰتُ خَيْرٌ عِنْدَ رَبِّكَ ثَوَابًا وَّ خَيْرٌ اَمَلًا"

(الکہف: 46)

"یہ مال اور یہ اولاد محض دنیوی زندگی کی ہنگامی آرائش ہے۔ اصل تو باقی رہ جانے والی نیکیاں ہی تیرے رب کے نزدیک بہتر ہیں"

☆ "اِنَّمَا اَمْوَالُكُمْ وَ اَوْلَادُكُمْ فِتْنَةٌ..." (التغابن: 15)

"بے شک تمہارے مال اور تمہاری اولاد تمہارے لئے سخت آزمائش ہیں"

☆ "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تُلْهِكُمْ اَمْوَالُكُمْ وَ لَا اَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللّٰهِ وَ مَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الْخٰسِرُوْنَ" (المنافقون: 9)

"اے ایمان کا اقرار کرنے والو! تمہارے مال اور تمہاری اولاد اللہ کے ذکر (مقصد حیات) سے غافل نہ کردیں اور جو ایسا کرے گا وہی حقیقی خسارے میں ہو گا"

☆ "يٰاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْكُلُوْٓا اَمْوَالَكُمْ بَيْنَكُمْ بِالْبَاطِلِ اِلَّآ اَنْ تَكُوْنَ تِجَارَةً عَنْ تَرَاضٍ مِّنْكُمْ وَلَا تَقْتُلُوْٓا اَنْفُسَكُمْ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُمْ رَحِيْمًا ۝۲۹" (النسآء: 29)

"اے ایمان والو! آپس میں ایک دوسرے کے مال باطل طریقوں سے نہ کھاؤ مگر لین دین ہونا چاہئے باہمی رضا مندی سے۔ یوں اپنے آپ کو قتل نہ کرو بیشک اللہ مہربان ہے"

☆ "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا تَاْکُلُوا الرِّبٰوٓا اَضْعَافًا مُّضٰعَفَۃً وَّاتَّقُوا اللّٰہَ لَعَلَّکُمْ تُفْلِحُوْنَ (۱۳۰) آل عمران

"اے ایمان کا اقرار کرنے والو! یہ بڑھتا چڑھتا سود کھانا چھوڑ دو اور اللہ سے ڈرو، تاکہ فلاح و خیر تمہارا مقدر بنے"

☆ "یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُو اللّٰہَ وَ ذَرُوْا مَا بَقِیَ مِنَ الرِّبٰوٓا اِنْ کُنْتُمْ مُّؤْمِنِیْنَ فَاِنْ لَّمْ تَفْعَلُوْا فَاْذَنُوْا بِحَرْبٍ مِّنَ اللّٰہِ وَ رَسُوْلِہٖ وَ اِنْ تُبْتُمْ فَلَکُمْ رُؤُسُ اَمْوَالِکُمْ لَا تَظْلِمُوْنَ وَلَا تُظْلَمُوْنَ○ (البقرہ: 279)

" اے ایمان والو! خدا سے ڈرو اور جو کچھ تمہارا سود لوگوں پر باقی رہ گیا ہے اسے چھوڑ دو اگر واقعی تم صاحب ایمان ہو، لیکن اگر تم نے ایسا نہ کیا تو آگاہ رہو کہ اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے تمہارے خلاف اعلان جنگ ہے اب بھی توبہ کر لو اور سود چھوڑ دو تو تم اپنا اصل سرمایہ لینے کے حق دار ہو۔ نہ تم ظلم کرو، نہ ہی تم پر ظلم کیا جائے"

☆ "اَلَّذِیْنَ یَاْکُلُوْنَ الرِّبٰوا لَا یَقُوْمُوْنَ اِلَّا کَمَا یَقُوْمُ الَّذِیْ یَتَخَبَّطُہُ الشَّیْطٰنُ مِنَ الْمَسِّ ذٰلِکَ بِاَنَّھُمْ قَالُوْٓا اِنَّمَا الْبَیْعُ مِثْلُ الرِّبٰوا وَاَحَلَّ اللّٰہُ الْبَیْعَ وَ حَرَّمَ الرِّبٰوا فَمَنْ جَآءَہٗ مَوْعِظَۃٌ مِّنْ رَّبِّہٖ فَانْتَھٰی فَلَہٗ مَا سَلَفَ وَ اَمْرُہٗٓ اِلَی اللّٰہِ وَمَنْ عَادَ فَاُولٰٓئِکَ اَصْحٰبُ النَّارِ ھُمْ فِیْھَا خٰلِدُوْنَ" (البقرہ: 275)

"(مگر) جو لوگ سود کھاتے ہیں ان کا حال اس شخص کا سا ہوتا ہے جسے شیطان نے چھو کر باؤلا کر دیا ہے اور اس حالت میں اس کے مبتلا ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ کہتے ہیں کہ تجارت بھی تو آخر سود جیسی چیز ہی ہے حالانکہ اللہ نے تجارت کو حلال اور سود کو حرام

کیا ہے۔ لہٰذا جس شخص کو اس کے رب کی یہ ہدایت پہنچے اور آئندہ کے لئے وہ سود خوری سے باز آجائے تو جو کچھ پہلے کھا چکا ہے سو کھا چکا ہے' اس کا معاملہ اللہ کے سپرد ہے اور جو باز نہ آئے بلکہ سود کھاتا رہے وہ جہنمی ہے جہاں ہمیشہ رہیگا"

☆ "حضرت معمرؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جس نے غلہ (ریٹ بڑھانے کے لئے) روکا وہ خطا کار ہے" (مسلم' مشکوۃ : بالاختصار)

☆ "حضرت ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک مرتبہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا گذر غلہ کے ایک ڈھیر پر ہوا۔ آپ نے اپنا ہاتھ اس ڈھیر میں ڈالا تو نمی کا احساس ہوا (نیچے غلہ گیلا تھا) آپ نے فرمایا غلہ والے! یہ کیا معاملہ ہے۔ اس نے جواب دیا کہ ڈھیر پر بارش پڑ گئی تھی' آپؐ نے فرمایا کہ تم نے گیلا غلہ اوپر کیوں نہ رکھا؟ تاکہ لوگ دیکھ سکیں' (خبردار) جو دھوکا دے اس کا مجھ سے کوئی تعلق نہیں" (مسلم و مشکواۃ ص 248)

وسائل معاش پر' جو ہر انسان کی سب سے بڑی کمزوری ہے اور جس کے سبب وہ تمام رشتے اور اخلاقی اقدار داؤ پر لگانے کے لئے ہمہ وقت (الا ما شا اللہ) مستعد دیکھا جاتا ہے' اپنا شب و روز کا آرام تک تج دیتا ہے' اسلامک ورلڈ آرڈر کے چند پہلو آپ کے سامنے رکھے ہیں تاکہ آپ آج کے ترقی پسندوں کی ترجیحات کے ساتھ موازنہ کرکے خود فیصلہ کر سکیں کہ راست روی و راست بازی کس پلڑے میں ہے۔

ایک انتہائی اہم نقطہ جو انسانی ذہن کو ہر لمحہ پریشان رکھتا ہے یہ ہے کہ ایمان کے دعویدار' جن کی مدد و نصرت کے لئے اللہ برحق کا وعدہ موجود ہے' مالی معاملات میں غیر مسلموں کے دستِ نگر دیکھے جا رہے۔ ایسا کیوں ہے؟ غیر مسلم ہر جگہ مسلمانوں کی پھیلی جھولی میں خیرات ڈالتے ہیں خواہ جھولی میں ڈالنے والے مختلف ممالک ہوں یا ورلڈ بنک ہو یا عالمی مالیاتی ادارہ (آئی ایم ایف) ہو۔ یہ نقطہ بلا شبہ بہت ہی اہمیت کا حامل ہے۔

یہ حقیقت بھی اپنی جگہ مسلّمہ ہے کہ تخلیقِ انسانیت سے آج تک، ہر نبی کے امتیوں میں تین طرح کے گروہ پائے گئے ہیں، ایک گروہ نبی کی تعلیم پر شرح صدر سے ایمان لا کر، اپنے عمل کو ایمان کے تابع رکھنے والا، دوسرا گروہ ایمان بیزار، منکرِ خدا و رسول اور عمل کے لئے مادر پدر آزاد، جبکہ تیسرا گروہ 'نیمے دروں نیمے بروں' کی پالیسی والا نہ کھلا صاحب ایمان نہ کھلا منکر بلکہ جہاں میٹھا ملا لے لیا جہاں کڑواہٹ دیکھی پیچھے ہٹ گئے آپ اسے حلال و حرام ملا کر کھانے والا عملاً منافق گروہ کہہ لیجئے۔ یہ تیسرا گروہ صرف پیٹ کے بندوں اور مال پسندوں کا گروہ ہے۔

عملی زندگی میں ہر انسان کا یہ عمومی رویہ ہے کہ جس کسی سے وہ دوستی کرنا چاہتا ہے، رشتہ جوڑنا چاہتا ہے یا کوئی کاروباری تعلق پیش نظر ہے تو وہ متعلقہ فرد یا افراد کی چھان پھٹک کرنے کے بعد جب اعتماد کے قابل سمجھے گا تو عملاً معاملہ کرنے کے لئے قدم بڑھائیگا، دوستی کرے یا سرپرستی یا کاروباری شراکت یا رشتہ داری وغیرہ۔ اللہ رب العزت جس نے اپنے بندے کی نہ صرف یہ کہ اس دنیا میں سرپرستی کرنی ہے بلکہ آخرت کے انعامات سے بھی اسے نوازنا ہے، وہ اس بات کا زیادہ حق رکھتا ہے کہ اپنے بندے کا کھرا پن پرکھے اس کی پرکھنے کی یہ سنت ازل سے ابد تک کے لئے ہے جس سے کوئی انسان مبرّا exampted نہیں ہے بلکہ انبیاء علیہ السلام کی آزمائش عام انسان سے زیادہ کڑی رہی ہے۔

پہلے گروہ کے کھرا پن کو پرکھ کر کہ یہ حلال کے طلبگار ہیں، اسی کے لئے سعی و جہد کرتے ہیں اور سعی و جہد کے دوران عمل کا نکھار ان میں دیکھنے کو ملتا ہے اللہ تعالیٰ انہیں بے پناہ دنیوی وسائل سے نوازتا ہے مثلاً خلافت راشدہ کے چالیس سالہ طویل دور میں زکوٰۃ دینے والے تو بے شمار تھے مگر لینے والے نہ ملتے تھے۔ اور آخرت کی کامرانیوں کا برحق وعدہ الگ۔ یہ گروہ ہے اُدْخُلُوْا فِی السِّلْمِ کَآفَّۃً (دین کو مکمل حالت میں عملی زندگی میں سمیٹو) کی کسوٹی پر پورا اترنے والا اور ایمان میں خالص ہے۔

دوسرا گروہ اپنے کفر میں خالص لوگوں کا ہے وہ خدائی تعلیمات کے منکر ہیں اور "بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست" پر ایمان رکھتے ہیں۔ آخرت پر ایمان نہیں

ہے۔ رب العزت کی ذات ہمہ پہلو عادل ہے۔ منکرین حق کا چونکہ انکارِ آخرت کی بنیاد پر' آخرت میں حصہ نہیں ہے اسی لئے ان کا وہ حصہ بھی انہیں دنیا میں ہی دے دیا جاتا ہے' کہ محشر میں یہ عذر نہ کر سکیں کہ نہ ہمیں دنیا میں دیا اور اب آخرت میں بھی محروم رہے' جہنم ہمارا مقدر ٹھہرا۔ لہٰذا ان کی دنیا کو سارے مال و دولت سے بھر دیا گیا ہے۔

تیسرا گروہ جو حلال اور حرام ملا کر کھانا چاہتا ہے سب سے زیادہ ناپسندیدہ ہے کیونکہ نہ یہ اپنے ایمان میں خالص ہے اور نہ ہی اپنے کفر میں خالص ہے بلکہ اپنی منافقت میں ڈوبا ہوا ہے' جن کے لئے اللہ رب العزت کا فرمان ہے۔ اِنَّ الْمُنَافِقِیْنَ فِی الدَّرْکِ الْاَسْفَلِ مِنَ النَّارِ○ یعنی یہ منافقین کھلے منکروں سے بھی جہنم میں انتہائی نیچے ہوں گے۔ دنیا میں حرام کی ملاوٹ ان کے حلال کو بھی ساتھ بہالے جائیگی اور آخرت میں بھی کوئی حصہ نہ ہو گا۔ یہ دنیا و آخرت میں راندہ درگاہ ہوں گے۔

مذکورہ کسوٹی پر ذہن میں آنے والے ہر نقطے کو پرکھ لیجئے' اپنے انفرادی اور اجتماعی ملّی معاملات کا جائزہ لے لیجئے' امریکہ کے وائٹ ہاؤس کے گیٹ پر یا ورلڈ بنک اور آئی ایم ایف کے صدر دروازے پر "ایک روٹی ایک ڈالر دے خدا کے نام پر" کی مکمل داستان آپ کے سامنے آجائے گی۔ یہ اسلامک ورلڈ آرڈر سے انحراف کی سزا ہے جو قوم بھگت رہی ہے اور جب تک اس کے مندرجات پر مکمل ایمان کے ساتھ خالص عمل کی طرف نہیں پلٹے گی اس میں کسی تبدیلی کا تصور ہی محال ہے کہ سنت باری تعالیٰ نہ کبھی تبدیل ہوئی ہے اور نہ ہی کبھی ہو گی' لَا تَبْدِیْلَ لِسُنَّتِ اللّٰہ۔ اللہ رب العزت اپنے دین کے لئے غیرت مند ہے اور اصولوں پر کبھی سمجھوتا نہیں کرتا۔

اسلامک ورلڈ آرڈر کے حوالے سے مالیاتی امور پر مختصراً" چند اشارات اور سوالات سامنے آئے ہیں۔ فقہاءِ اسلام نے معاش و معیشت کے اسلامی اصولوں پر سیر حاصل بحث کی ہے۔ اسلام کے مالیاتی نظام پر گہری نظر نہ ہونے کے باعث سطحی فکر رکھنے والے اعتراض کرتے ہیں کہ عالمی بنکاری کے ساتھ، خصوصاً غیر سودی بنکاری کے

حوالے سے' معاملات کیسے نبھ سکیں گے۔ مسلم ماہرین بنکاری نے اب دو اور دو چار کی زبان میں پر دکھایا کہ بلا سود بنکاری بھی ممکن ہے اور اس کے بین الاقوامی بنکاری کے ساتھ روابط اور باہم لین دین بھی ناممکن نہیں رہا بلکہ اب تو عملاً ایسے بنک عالمی سطح پر کام کر رہے ہیں۔ مسلم ماہرین معاشیات نے اس اہم موضوع پر بہت سا علمی مواد عقلمندوں کے سامنے رکھا ہے کہ وہ اپنی راہیں درست کر لیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ معیشت کے راستے شیطان انسان پر موثر حملے کرتا ہے' کبھی اولاد کے لئے مال جمع کرنے کی ترغیب دیتا ہے تو کبھی آسائشیں خریدنے کی خاطر تجوری بھرنے کی طرف راغب کرتا ہے۔ کبھی سٹیٹس کا سراب دکھاتا ہے تو کبھی دوستوں کے مقابلے میں مال کی بنیاد پر گردن اونچی کرنے کا جھانسا دیتا ہے اور بے عقل انسان' اسی دوڑ میں سرگرداں انسان' خالی ہاتھ اپنے منطقی انجام کی طرف سفر کر جاتا ہے اور جن کے لئے تمام عمر وہ یہ سب کچھ کرتا رہا وہ چار دن رو کر ہمیشہ کے لئے اسے بھول جاتے ہیں۔

اسلامک ورلڈ آرڈر اور سائنس

تخلیق کائنات

☆ "وَمَا خَلَقْنَا السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ مَا بَیْنَهُمَا لٰعِبِیْنَ○ مَا خَلَقْنٰهُمَآ اِلَّا بِالْحَقِّ وَ لٰكِنَّ اَكْثَرَهُمْ لَا یَعْلَمُوْنَ○ (الدخان : 39-38)

"یہ آسمان و زمین اور ان کے درمیان کی چیزیں ہم نے محض کھیل کے طور پر نہیں بنائیں۔ ان کو ہم نے برحق پیدا کیا ہے مگر اکثر لوگ نہیں جانتے"

☆ "بَدِیْعُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِؕ وَ اِذَا قَضٰۤى اَمْرًا فَاِنَّمَا یَقُوْلُ لَهٗ كُنْ فَیَكُوْنُ○ (البقرہ : 117)

"وہ (اللہ تعالیٰ) آسمانوں اور زمین کا موجد ہے اور جس بات کا وہ

فیصلہ کرتا ہے اس کے لئے بس حکم دیتا ہے کہ "ہوجا" اور وہ ہو جاتی ہے"

☆ "وَلِلّٰهِ يَسْجُدُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْأَرْضِ مِنْ دَابَّةٍ وَّ الْمَلٰٓئِكَةُ وَهُمْ لَا يَسْتَكْبِرُوْنَ" (النحل : 49)

"زمین اور آسمانوں میں جس قدر جان دار مخلوق ہے اور جتنے فرشتے ہیں سب اللہ کے آگے سر بسجود ہیں اور وہ ہرگز سرکشی نہیں کرتے"

تسخیر کائنات

☆ "وَ سَخَّرَ لَكُمُ الشَّمْسَ وَ الْقَمَرَ دَآئِبَيْنِ ج وَ سَخَّرَ لَكُمُ الَّيْلَ وَالنَّهَارَ" (ابراهیم : 33)

" (یہ اللہ ہی تو ہے جس نے) تمہارے لئے سورج اور چاند کو مسخر کیا کہ لگاتار چل رہے ہیں اور رات دن کو مسخر کیا تمہارے لئے"

☆ "اَللّٰهُ الَّذِیْ خَلَقَ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضَ وَ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِهٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّكُمْ ج وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْفُلْكَ لِتَجْرِیَ فِی الْبَحْرِ بِاَمْرِهٖ ج وَ سَخَّرَ لَكُمُ الْاَنْهٰرَ" (ابراهیم : 32)

"اللہ ہی تو ہے جس نے زمین اور آسمانوں کو پیدا کیا اور آسمان سے پانی برسایا۔ پھر اس کے ذریعے تمہاری رزق رسانی کے لئے طرح طرح کے پھل پیدا کئے۔ جس نے کشتی کو تمہارے لئے مسخر کیا کہ سمندر میں اس کے حکم سے چلے اور دریاؤں کو تمہارے لئے مسخر کیا"

☆ "وَسَخَّرَ لَكُمْ مَّا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا فِي الْاَرْضِ

جمیعًا مّنہ اِنّ فِی ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتفکّرُوْن"

(جاثیہ : 13)

"اور اللہ نے زمین اور آسمان کی ساری چیزوں کو تمہارے لئے مسخر کیا' سب کچھ اپنے پاس سے اس میں بڑی نشانیاں ہیں غور و فکر کرنے والوں کے لئے"

علم الابدان (فزیولوجی)

☆ "وَلَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ مِنْ سُلٰلَةٍ مِّنْ طِیْنٍ○ ثُمَّ جَعَلْنٰهُ نُطْفَةً فِیْ قَرَارٍ مَّکِیْنٍ○ ثُمَّ خَلَقْنَا النُّطْفَةَ عَلَقَةً فَخَلَقْنَا الْعَلَقَةَ مُضْغَةً فَخَلَقْنَا الْمُضْغَةَ عِظٰمًا فَکَسَوْنَا الْعِظٰمَ لَحْمًا ثُمَّ اَنْشَاْنٰهُ خَلْقًا اٰخَرَ فَتَبٰرَکَ اللّٰهُ اَحْسَنُ الْخٰلِقِیْنَ○" (المومنون : 12-14)

"ہم نے پہلے انسان (آدم کو) مٹی کے ست سے بنایا' پھر اسے ایک محفوظ جگہ ٹپکی ہوئی بوند میں تبدیل کیا' پھر اس بوند کو (مادیہ منویہ سے ایک یا محدود جرثوموں کو) لوتھڑے کی شکل دی' پھر لوتھڑے کو بوٹی بنا دیا' پھر بوٹی کی ہڈیاں بنائیں' پھر ہڈیوں پر (مناسب و متناسب) گوشت چڑھایا' پھر اسے ایک دوسری ہی مخلوق بنا کھڑا کیا۔ اور اللہ سب کاریگروں سے بڑا اور بابرکت کاریگر ہے"

علم فلکیات

☆ "فَلَآ اُقْسِمُ بِالْخُنَّسِ○ الْجَوَارِ الْکُنَّسِ○ وَالَّیْلِ اِذَا عَسْعَسَ○ وَالصُّبْحِ اِذَا تَنَفَّسَ" (تکویر: 15-18)

"باربار چمکنے اور پھر ہر رات کے بعد چھپ جانے والے ستارے

گواہ ہیں، رات جب رخصت ہوتی ہے اور دن جب طلوع ہوتا ہے گواہ ہے"

☆ "یَسْئَلُوْنَکَ عَنِ الْاَھِلَّۃِ قُلْ ھِیَ مَوَاقِیْتُ لِلنَّاسِ وَالْحَجِّ○" (البقرہ: 189)

"لوگ تم سے چاند کی گھٹتی بڑھتی شکلوں کے بارے میں سوال کرتے ہیں، کہہ دیجئے کہ یہ لوگوں کے لئے تاریخوں کے تعین اور حج کے تعین کی علامت ہیں"

☆ "وَالْقَمَرَ قَدَّرْنٰہُ مَنَازِلَ حَتّٰی عَادَ کَالْعُرْجُوْنِ الْقَدِیْمِ○ لَا الشَّمْسُ یَنْبَغِیْ لَھَا اَنْ تُدْرِکَ الْقَمَرَ وَ لَا الَّیْلُ سَابِقُ النَّھَارِ وَ کُلٌّ فِیْ فَلَکٍ یَّسْبَحُوْنَ" (یٰسین: 39-40)

" اور چاند، اس کے لئے ہم نے منزلیں مقرر کر دی ہیں یہاں تک کہ ان سے گذرتا ہوا وہ پھر کھجور کی سوکھی شاخ کی مانند رہ جاتا ہے۔ نہ سورج کے بس میں یہ ہے کہ وہ چاند کو جا پکڑے اور نہ رات دن پر سبقت لے جا سکتی ہے بس (یہ سب) ایک ایک فلک میں تیر رہے ہیں"

☆ "وَ عَلٰمٰتٍ وَبِالنَّجْمِ ھُمْ یَھْتَدُوْنَ" (النحل: 16)

"اور اس (اللہ) نے زمین میں راستہ بتانے والی علامتیں رکھ دیں اور تاروں سے بھی لوگ (دوران سفر) راہنمائی لیتے ہیں"

زراعت

☆ "اَلَّذِیْ جَعَلَ لَکُمُ الْاَرْضَ فِرَاشًا وَّ السَّمَآءَ بِنَآءً وَّ اَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَاَخْرَجَ بِہٖ مِنَ الثَّمَرٰتِ رِزْقًا لَّکُمْ فَلَا تَجْعَلُوْا لِلّٰہِ اَنْدَادًا وَّ اَنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ" (البقرہ: 22)

"وہی (اللہ) تو ہے جس نے تمہارے لئے زمین کا فرش بچھایا،

آسمان کی چھت بنائی۔ آسمان سے پانی برسایا اور اس کے ذریعے (زمین) سے ہر طرح کی پیداوار نکال کر تمہارے لئے رزق بہم پہنچایا۔ پس جب تم یہ سب کچھ جانتے ہو تو دوسروں کو اللہ کا مدِ مقابل نہ ٹھہراؤ"

☆ "أَفَرَئَيْتُم مَاتَحْرُثُونَ ○ أَنْتُمْ تَزْرَعُوْنَهٗ أَمْ نَحْنُ الزّٰرِعُوْنَ ○ لَوْ نَشَآءُ لَجَعَلْنٰهُ حُطَامًا فَظَلْتُمْ تَفَكَّهُوْنَ" (الواقعہ: 65-63)

"تم ہی بتاؤ کہ کاشت کیئے بیج سے فصل تم بناتے ہو یا یہ ہم بناتے ہیں ہم چاہیں تو اسے روند کر (بھس بنا دیں) تباہ کر دیں تم باتیں بناتے رہ جاؤ"

☆ "وَهُوَ الَّذِيْٓ أَنْشَاَ جَنّٰتٍ مَّعْرُوْشٰتٍ وَّ غَيْرَ مَعْرُوْشٰتٍ وَّ النَّخْلَ وَ الزَّرْعَ مُخْتَلِفًا أُكُلُهٗ وَ الزَّيْتُوْنَ وَالرُّمَّانَ مُتَشَابِهًا وَّ غَيْرَ مُتَشَابِهٍ كُلُوْا مِنْ ثَمَرِهٖٓ إِذَآ أَثْمَرَ وَ اٰتُوْا حَقَّهٗ يَوْمَ حَصَادِهٖ وَلَا تُسْرِفُوْا إِنَّهٗ لَا يُحِبُّ الْمُسْرِفِيْنَ ○" (انعام: 142)

" وہ اللہ ہی ہے جس نے طرح طرح کے باغات' تاکستان اور نخلستان پیدا کئے' کھیتیاں اگائیں جن سے قسم قسم کے ماکولات حاصل ہوتے ہیں' زیتون انار کے درخت پیدا کئے جن کے پھل کسی صورت میں مشابہ اور مزے میں مختلف ہوتے ہیں۔ ان کی پیداوار کھاؤ جب یہ پھل دیں اور اللہ کا حق ادا کرو (عشر دو) جب ان کی فصل کاٹو اور حد سے نہ گذرو۔ اللہ حد سے گزرنے والوں کو پسند نہیں کرتا"

☆ "أَلَمْ تَرَ أَنَّ اللّٰهَ أَنْزَلَ مِنَ السَّمَآءِ مَآءً فَسَلَكَهٗ يَنَابِيْعَ فِي الْأَرْضِ ثُمَّ يُخْرِجُ بِهٖ زَرْعًا مُّخْتَلِفًا أَلْوَانُهٗ ثُمَّ فَتَرٰهُ مُصْفَرًّا ثُمَّ يَجْعَلُهٗ حُطَامًا إِنَّ فِيْ

لِکَ لَذِکْرٰی لِاُولِی الْاَلْبَابِ" (الزمر: 21)

"کیا تم نے غور کیا کہ اللہ نے آسمان سے پانی برسایا پھر اس سے زمین میں چشمے بنے اور کھیتی سیراب ہو کر کئی رنگوں میں فصل بنی' پھر سوکھ گئی تو رنگت پیلی ہوئی' پھر ریزہ ریزہ ہو کر ختم ہو گئی۔ (اللہ کی ان نشانیوں میں) غور و فکر کرنے والوں کے لئے رجوع الی اللہ کا سامان ہے"

سیاست

☆ "شَرَعَ لَکُمْ مِنَ الدِّیْنِ مَا وَصّٰی بِہٖ نُوْحًا وَّ الَّذِیْٓ اَوْحَیْنَآ اِلَیْکَ وَ مَا وَصَّیْنَا بِہٖٓ اِبْرٰہِیْمَ وَ مُوْسٰی وَ عِیْسٰٓی اَنْ اَقِیْمُوا الدِّیْنَ وَلَا تَتَفَرَّقُوْا فِیْہِ کَبُرَ عَلَی الْمُشْرِکِیْنَ مَا تَدْعُوْھُمْ اِلَیْہِ اَللّٰہُ یَجْتَبِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یَّشَآءُ وَ یَھْدِیْٓ اِلَیْہِ مَنْ یُّنِیْبُ"

(شوریٰ: 13)

"اس (اللہ) نے تمہارے لئے دین (عملی زندگی کے جملہ معاملات سے عہدہ برا ہونے) کا وہی طریقہ مقرر کیا ہے جس کا حکم اس نے نوحؑ کو دیا تھا اور جسے (اے محمدؐ) اب تمہاری طرف ہم نے وحی کے ذریعہ بھیجا ہے اور جس کی ہدایت ہم ابراہیمؑ اور موسیٰؑ اور عیسیٰؑ کو دے چکے ہیں اس تاکید کے ساتھ کہ اس دین کو قائم (نافذ) کرو اور باہم گروہ بندی میں مبتلا نہ ہو جاؤ' یہی بات ان مشرکوں کو ناگوار ہوئی ہے جس کی طرف (اے محمدؐ) تم انہیں دعوت دیتے ہو۔ اللہ جسے چاہتا ہے اپنا کر لیتا ہے اور وہ اپنی طرف آنے کا راستہ صرف اسی کو دکھاتا ہے جو (کھلے دل و دماغ کے ساتھ) اس کی طرف آئے"

☆ "وَالَّذِیْنَ اسْتَجَابُوْا لِرَبِّهِمْ وَ اَقَامُوا الصَّلٰوةَ وَ اَمْرُهُمْ شُوْرٰی بَیْنَهُمْ وَ مِمَّا رَزَقْنٰهُمْ یُنْفِقُوْنَ○ "
(شوری : 38)

"اور جو اپنے رب کا حکم مانتے ہیں' نماز قائم کرتے ہیں' اپنے معاملات باہمی مشورے سے چلاتے ہیں' اور جس رزق سے ہم نے نوازا ہے اس میں سے ہماری خوشنودی کے لئے خرچ کرتے ہیں"

☆ "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اتَّقُوا اللّٰهَ وَ قُوْلُوْا قَوْلًا سَدِیْدًا ۙ
(الاحزاب : 70)

"اے ایمان کا دعوی کرنے والو! (ہمیشہ ہی) خدا خوفی کا رویہ اختیار کیئے رہو اور پکی کھری بات کیا کرو (تاکہ اپنے کہے پر ندامت نہ ہو)"

☆ "یٰاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اَطِیْعُوا اللّٰهَ وَ اَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَ اُولِی الْاَمْرِ مِنْكُمْ فَاِنْ تَنَازَعْتُمْ فِیْ شَیْءٍ فَرُدُّوْهُ اِلَی اللّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِنْ كُنْتُمْ تُؤْمِنُوْنَ بِاللّٰهِ وَ الْیَوْمِ الْاٰخِرِ ؕ ذٰلِكَ خَیْرٌ وَّ اَحْسَنُ تَاْوِیْلًا ۠
○ (النساء : 59)

"اے ایمان کا اقرار کرنے والو! اللہ اور اس کے رسول اور اپنے میں سے مقرر کیے گئے راہنما کے احکامات کی پاسداری کرو اور اگر تم میں باہم تنازع کی شکل پیدا ہو تو (اس کے بہترین حل کے لئے) اللہ اور اس کے رسول (کتاب و سنت) کی طرف رجوع کرو اگر (واقعتاً تم) اللہ اور قیامت (کے بعد جزا و سزا) پر ایمان رکھتے ہو۔ عمدہ انجام (معاملہ سلجھا کر) کیلئے یہی راستہ ہے"

ملکی سیاست ہو یا بین الاقوامی سیاست' راہنما اصول یہی ہیں کہ اللہ کی دھرتی پر اللہ کا قانون نافذ کرنا ہے اسی کا حکم حضرت آدمؑ سے آخری نبی صلی اللہ علیہ وسلم تک ہر ایک

کو دیا گیا۔ نفاذ دین کے لئے عملی معاملات کا دوسرا نام سیاست ہے اور نفاذ دین کے لئے کی جانے والی سیاست کی بنیادی ضرورت باہم مشاورت (اسمبلی) ہے۔ پکی اور کھری' کردار کے نکھار کے ساتھ بات ہے اور باہم اختلافِ رائے کی صورت میں کتاب و سنت سے راہنمائی لینے کی تاکید ہے اور بلاشبہ کامیاب انجام کے لئے یہی بنیادی نکات حقیقی ضمانت ہیں۔ اگر سیاست سے انہیں خارج کر دیا جائے تو چنگیزی بھی ہے' اللہ سے بغاوت بھی' کہ اقلیت ہو' اکثریت ہو' خدا کے قانون کے خلاف کوئی قانون سازی نہیں ہو سکتی جیسی برطانوی اکثریت نے کی کہ ہم جنسی کو قانونی شکل دی تھی اور ملکہ کو اکثریت کے بنائے قانون' کے سبب اس کی توثیق کرنی پڑی یا دوسرے خدا بیزار ملکوں کے بعض قوانین ہیں۔

سیاست میں بار بار جمہوریت کا نام لیکر اس کی برکات' عامتہ الناس کے سامنے بڑے اہتمام سے بیان کی جاتی ہیں۔ طریقِ حکمرانی کے لئے کوئی بادشاہت سے نالاں ہے تو کوئی امریت پر برستا ہے اور کسی کو مغربی جمہوریت میں قوم کے لئے ہُن برستا نظر آ رہا ہے حالانکہ امرِواقع یہ ہے کہ انسانیت کے لئے نافع جمہوریت آج روئے زمین پر کسی جگہ نہیں ہے۔ نبی اکرم ﷺ کے بعد جمہور اصحاب الرائے نے جمہوری انداز میں خلفا کا انتخاب کیا اور ہر خلیفہ اپنے دور میں ہر کسی کے سامنے جوابدہ تھا اور کسی معترض کے خلاف کاروائی کی ادنی مثال تاریخ میں نہیں ملتی۔ آج ووٹ لینے کی حد تک جمہوریت اور ووٹ کے بعد حکمران بنتے ہی آمر۔ کوئی فوجی آمر ہے تو کوئی جمہوری آمر' حقیقی جمہوریت منہ دیکھتی رہ گئی ہے۔ ہر جگہ کے انسان کی حقیقی ضرورت خلافت راشدہ والی جمہوریت کا عملاً نفاذ ہے۔

طب و معالجہ

انسانی زندگی کا ایک کمزور پہلو بیماری بھی ہے۔ بیماری کسی بھی قسم کی ہو انسان کو جسمانی اور روحانی طور پر کمزور کر دیتی ہے' روحانی کمزوری سے ہماری مراد وسلوس ہیں جس سے ایمان ڈانواں ڈول ہو جاتا ہے۔ اللہ تعالی کے دوسرے انعامات کی طرح بیماری بھی ایک انعام ہے اور دوسری آزمائشوں کی طرح ایک آزمائش بھی ہے۔ بیماری

انعام ہے صبر کی صورت میں کہ یہ گناہوں کا کفارہ بنتی ہے اور آزمائش ہے جب بندہ ہائے وائے اور بے صبری کا رویہ اپناتا ہے۔ بیماری اگرچہ خالق کی طرف سے مقدر ہو چکی ہوتی ہے مگر اس مقدر کے لئے اسباب خود بندہ پیدا کرتا ہے مثلاً" کھلی ہوا میں ٹھنڈے پانی سے نہا کر نمونیہ کی صورت انسان خود پیدا کرتا ہے۔ غلط غذا کھا کر پیٹ خود خراب کرتا ہے' لاپرواہی سے گاڑی چلاتے حادثہ کا شکار ہو کر ہڈیاں خود تڑوا لیتا ہے وغیرہ وغیرہ۔

بعض امراض بندے کے لئے قدرت کا انعام ہیں کہ اگر وہ تکلیف نہ ہو تو بندہ مر ہی جائے' ایسا عارضہ فی الواقعہ کسی دوسرے مرض کا قدرتی علاج ہوتا ہے مثلاً نمونیہ کے ساتھ اگر بخار نہ ہو تو موت بہت قریب ہوتی ہے۔ عمومی بخار جسم کے اندر پیدا یا بڑھتے کسی دوسرے عارضے کی نشاندہی کرتا ہے مثلاً گلے کی خرابی ہو یا گردے کی' بخار انفیکشن کی علامت ظاہر کرتا ہے علی ہذا القیاس۔ رب العزت نے بیماری اور شفا کو اپنی ذات کے ساتھ متعلق رکھ کر ہر شیطانی وسوسے کی جڑ کاٹ دی ہے۔ نمرود کے دربار میں ذات باری کے حوالہ سے مکالمہ کے دوران حضرت ابرہیم علیہ السلام نے بھرے دربار من جملہ دوسری باتوں کے ایک دلیل یہ بھی دی کہ "وَاِذَا مَرِضْتُ فَهُوَ يَشْفِيْنِ ○" (الشعرا: 80) یعنی جب میں بیمار پڑتا ہوں تو وہی مجھے شفا دیتا ہے' گویا علاج معالجہ کے تمام لازمی اسباب اپنی جگہ انتہائی ضروری ہیں مگر ان اسباب کو کامیابی سے ہمکنار کرکے شفا دینا صرف اللہ کے ہاتھ ہے۔

☆ "وَنُنَزِّلُ مِنَ الْقُرْاٰنِ مَا هُوَ شِفَآءٌ وَّ رَحْمَةٌ لِّلْمُؤْمِنِيْنَ" (بنی اسرائیل: 82)

"ہم نے اس قران میں وہ کچھ نازل کیا ہے جو اہل ایمان کے لئے رحمت اور شفاء ہے"

ہم نے آغاز میں جسمانی اور روحانی عوارض کا ذکر کیا ہے' امراض جسمانی عارضوں کی آماجگاہ ہوتے ہیں تو وسواس روحانی طور پر تکلیف دہ صورت پیدا کرتے ہیں جبکہ یہ دو متعلقہ انسان کو جسمانی اور روحانی طور پر مفلوج کرتا ہے اور قرآن حکیم'

اسلامک ورلڈ آرڈر' تینوں ہی صورتوں میں پیغام شفا ہے۔ مثلاً وسلوس کا قلع قمع کرتا ہے ظن وگمان اور وسوسہ سے یہ کہہ کر روک دیا کہ "اے اہل ایمان! بہت زیادہ گمان کرنے (وسوسوں) سے بچو کہ اکثر گمان (وسوے) گناہ ہوتے ہیں (مکمل آیت پہلے گزر چکی ہے) جادو کے سلسلے میں' قرآن حکیم کی آخری دو سورتوں پر' سب کا اتفاق ہے کہ جب خود نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم پر یہود نے جادو کیا تو اللہ تعالی نے حضرت جبرائیلؑ کو یہ علاج دے کر بھیجا تھا۔ رہی تیسری صورت جسمانی عوارض کی تو اس کے قرآن سے نمونے کی صرف دو مثالیں آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کے وقت حضرت مریمؑ یکہ و تنہا تھیں اور دردِ زہ (جو جسم کے ہر درد کے مقابلے میں زیادہ شدید اور ناقابل برداشت ہوتا ہے' بلکہ سچ تو یوں ہے کہ ایک زندگی داؤ پر لگتی ہے تو دوسری زندگی جنم لیتی ہے) کی وجہ سے بے حال تھیں' اس شدتِ تکلیف اور کنواری ماں بننے کے احساس سے مغلوب یہ زبان سے نکل گیا کہ "مَامِتُّ قَبْلَ هٰذَا وَ كُنْتُ نَسْيًا مَنْسِيًّا○" (مریم: 23) کاش میں اس (موقع) سے پہلے ہی مر مٹ چکی ہوتی۔ خالق' جو دیکھ بھی رہا تھا اور سن بھی رہا تھا' نے فوراً دستگیری کرتے پیغام دیا

☆ "فَنَادٰهَا مِنْ تَحْتِهَآ اَلَّا تَحْزَنِیْ قَدْ جَعَلَ رَبُّکِ تَحْتَکِ سَرِیًّا○ وَ هُزِّیْٓ اِلَیْکِ بِجِذْعِ النَّخْلَةِ تُسٰقِطْ عَلَیْکِ رُطَبًا جَنِیًّا○ (مریم: 25-24)

"تو (پیغام الٰہی نے) اسے اس کے نیچے سے پکارا کہ غم نہ کھا' بے شک تیرے رب نے تیرے نیچے ایک نہر بہا دی ہے اور کھجور کے تنے کو ذرا ہلا' تازہ پکی کھجوریں کھا (جو نیچے گریں) اور (پانی) پی"

میڈیکل سائنس اور عمومی تجربہ اس امر کی تصدیق کرتے ہیں کہ زچگی کے درد شروع ہوتے ہی اگر زچہ کو کھجور یا چھوارے کھلا دیئے جائیں تو ولادت سہل ہو جاتی ہے۔ اب قرآنِ حکیم سے دوسری مثال لیجئے فرمایا گیا:

☆ "ثُمَّ كُلِي مِنْ كُلِّ الثَّمَرَاتِ فَاسْلُكِي سُبُلَ رَبِّكِ ذُلُلًا ط يَخْرُجُ مِنْ بُطُونِهَا شَرَابٌ مُخْتَلِفٌ أَلْوَانُهُ فِيهِ شِفَاءٌ لِلنَّاسِ ط إِنَّ فِي ذَٰلِكَ لَآيَةً لِقَوْمٍ يَتَفَكَّرُونَ○" (النحل: 69)

"(شہد کی مکھی سے کہا کہ) پھر تو ہر قسم کے پھل سے رس چوس (کھا) اور اپنے رب کے مقرر کردہ راستہ پر چل کہ یہ تیرے لئے سہل ہے۔ اس (شہد کی مکھی) کے پیٹ سے مختلف رنگوں میں بہنے والا مادہ خارج ہوتا ہے جس میں بنی نوع انسان کے لئے شفاء ہے"

شہد کی طبی حیثیت اب محتاجِ تحقیق نہیں ہے بلکہ اس پر ماہرین کا اتفاق ہے کہ شہد جراثیم کش ہے اور انسان کو بیمار کرنے والے سخت جان جراثیم کا خاتمہ کرنے میں اس کا ثانی نہیں ہے۔ شہد کے اندر پانی جذب کرنے کی بے مثال صلاحیت موجود ہے یہاں تک کہ وہ دھات' شیشہ اور پتھر تک کی رطوبت کھینچ لیتا ہے۔ مختلف قسم کے یونانی اور ایلوپیتھک مرکبات میں شہد موثر جزو کے طور پر شامل پایا جاتا ہے۔ اس پر تحقیقی مقالہ مرتبہ و مطبوعہ' کیلیفورنیا قابل توجہ ہے۔

(Rosicrucian Digest, Sept. 1975, Page - 11)

قرآن کی اسی اتھارٹی پر نبی اکرم ﷺ نے اسہال کے مریض ایک صحابیؓ کے لئے شہد تجویز فرمایا اور صحابیؓ کے وارث صحابیؓ نے فرمانِ نبوت کی اتھارٹی پر اسے شہد پلایا (اور دوبارہ شہد کا اثر ظاہر نہ ہونے کے باوجود ترک نہ کیا) بالآخر اسی شہد کے علاج سے صحابیؓ شفا یاب ہو گئے۔ کہ اپنی اپنی جگہ ہر اتھارٹی مسلّمہ تھی' قرآن بھی اور صاحبِ قرآن بھی۔

اسلامک ورلڈ آرڈر اور دفاع

غیر مسلم اسلام کے خلاف' حقیقت تک رسائی نہ ہونے کے سبب یا شعوری

تعصب کی بنا پر، جس چیز کو سب سے زیادہ اچھالتے ہیں وہ اسلام کا نظام دفاع ہے، جہاد ہے، جو مسلمان پر فرضِ عین ہے، جس کے لئے "اسلام بزورِ شمشیر" کا پراپیگنڈا ہر دور کا ہتھیار رہا ہے اور جس میں ذرہ بھر بھی حقیقت آج تک ثابت نہیں کی جا سکی۔ اس سوچ پر سکھوں کے مشہور لیڈر ماسٹر تارا سنگھ کا تبصرہ ملاحظہ فرمایئے کہ سردار تارا سنگھ نے مختصر جملوں میں کتنی بڑی بات کہہ دی ہے:

> "جب کبھی مجھے کوئی کہتا ہے کہ حضرت محمد نے تلوار کے زور سے اپنا مذہب پھیلایا ہے تو مجھے اس شخص کی کم فہمی پر ہنسی آتی ہے۔ اگر ایک صاحب دنیا کے مقابلے میں تلوار سے کامیاب ہوتے ہیں تو یقیناً یہ ایک معجزہ ہے۔ اپنی سچائی اور ایمان کی مدد سے اپنی کامیابی حاصل کرنا اتنا بڑا معجزہ ہے جتنا ایک آدمی کا تلوار کے زور سے مذہب پھیلانے میں کامیابی حاصل کرنا۔ اگر فرض کر لیا جائے کہ محمد صاحب نے پہلا مسلمان، پھر دوسرا، پھر تیسرا، پھر چوتھا، پانچواں اور چھٹا مسلمان تلوار کے زور پر ہی کیا تھا تو یہ اشخاص جبراً مسلمان کئے جانے کے سبب ضرور ہی محمد صاحب کے دشمن ہو گئے ہوں گے۔ ایک ایک کو تلوار کے زور سے محمد صاحب مسلمان کر سکتے ہیں لیکن جب تین چار اکٹھے ہو گئے ہوں گے تو انہوں نے مل کر محمد صاحب سے بدلہ کیوں نہ لیا؟"
>
> (بحوالہ کتاب الاسلام ص 235 وامام الامم ص۔ 29)

امر واقع یہ ہے کہ نبی اکرم ﷺ کی ہدایت و سرکردگی میں لڑی گئی تمام لڑائیوں میں قتل ہونے والوں کی تعداد[1] شاید سو ڈیڑھ سو سے متجاوز نہیں جبکہ تہذیب و اخلاق کے دوسرے دعویداروں کی جھولیاں انسانیت کی کھوپڑیوں سے بھری پڑی ہیں اور عمومی اخلاق کے بخیے جس طرح ان فاتحین نے ادھیڑے ہیں وہ کسی ذی شعور کی نظر سے اوجھل نہیں ہیں۔ ماضی تو رہا ایک طرف، حال ہی پر نظر ڈال لیجئے، عراق پر امریکی حملے ہوں یا بوسنیا پر سربوں کی یلغار ہو یا اسرائیل کی ہٹ دھرمی، اخلاق و کردار کا سکہ

[1] دس لاکھ مربع میل پر اسلامی حکومت کے قیام کیلئے صرف 225 مسلمان شہید ہوئے اور 759 کفار قتل ہوئے

ں سے پاس ہے' کہیں اجتماعی عصمت دری ہے تو کہیں اجتماعی قتل عام کے نتیجے میں
منے والی قبریں ہیں۔ تہذیب کے فرزندوں سے نہ بچے محفوظ' نہ بوڑھے اور عورتیں۔

اسلام نے قتلِ انسان کی اجازت صرف تین صورتوں میں دی ہے اس کے علاوہ انسان کا قتل سختی کے ساتھ ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ قتل انسان کی پہلی اجازت قتلِ عمد کے بدلے قتل کرنا (قصاص) ہے (اگر مقتول کے ورثا قتل معاف نہ کریں) دوسرے مرتد کا قتل ہے کہ بلا جبرو اکراہ اسلام قبول کیا اور پھر اسے (کسی مفاد وغیرہ کی لالچ میں) چھوڑ دیا' اور تیسری صورت یہ ہے کہ نفاذِ دین کے راستے میں عملاً مزاحم ہو (دین' جو مظلوم کو ظالم کے پنجے سے نجات دلاتا ہے اور اللہ کے نظامِ عدل و انصاف کو اللہ کے بندوں کی بہبود کے لئے نافذ کرتا ہے)

حضرت آدمؑ سے سرور دو عالم ﷺ تک ہر نبی اور اس کی امت کی یہ ذمہ داری رہی ہے کہ وہ اللہ کے دین کو عملاً نافذ کریں تاکہ انسانیت اس سے فیضیاب ہو۔ یہی کام نبی آخر الزماں ﷺ کے ذمہ لگایا گیا۔ قرآن کا فرمان ملاحظہ فرمایئے:

☆ "هُوَ الَّذِيٓ اَرْسَلَ رَسُوْلَهٗ بِالْهُدٰى وَ دِيْنِ الْحَقِّ لِيُظْهِرَهٗ عَلَى الدِّيْنِ كُلِّهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْمُشْرِكُوْنَ"
(الصف: 5)

"یہ اللہ ہی ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور سچے دین کے ساتھ بھیجا کہ وہ اسے (محرف ادیان باطلہ پر) غالب کرے خواہ یہ مشرکوں کو ناگوار گذرے"

ظلم و غلامی میں پسی ہوئی انسانیت کی خیر خواہی میں جب اہل ایمان اٹھے تو ایسا نہیں ہوا کہ مسیحی صلیبوں کی طرح جنگ کے جنوں میں ہر طرح کی قتل و غارت کو روا رکھا گیا بلکہ لمحہ لمحہ' قدم قدم اعلیٰ اخلاقی اقدار کو پیش نظر رکھا گیا۔ اپنے قاصدوں کے ذریعے ہر مقابل کے سامنے تین شرائط رکھی گئیں کہ اسلام قبول کرکے ہمارے بھائی بن جاؤ' اطاعت قبول کرو اور جزیہ دو' ہم تمہاری عزت و آبرو اور تمہارے اموال کے محافظ ہوں گے تمہیں برابر کے حقوقِ شہریت سے نوازیں گے' اور اگر یہ قبول نہیں تو پھر

تیسری اور آخری صورت یہ ہے کہ تلوار اٹھاؤ' سامنے آجاؤ' کہ ہم تمہیں مغلوب کر کے اس دھرتی پر اللہ تعالیٰ کا مطلوبہ مشن (نفاذ دین) مکمل کر دیں۔ اس کے علاوہ اسلام نے قتلِ انسان کی کوئی چوتھی صورت نہیں چھوڑی۔

اسلام قبول کرنے سے انکار کرنے والوں اور بحیثیت اقلیت اطاعت کے منکرین سے جب میدان جہاد میں آمنا سامنا ہو' تو اس حالتِ غیض و غضب کے لئے' اللہ تعالیٰ نے اپنے حبیب ﷺ کی وساطت سے اہل ایمان کو واضح ہدایات دیں اور تاریخ شاہد ہے کہ ان ہدایات پر عمل بھی کروایا۔ اخلاق کا یہ معیار کس کے پاس ہے کہ صلاح الدین ایوبی رچرڈ کو گھوڑا پیش کرے (کہ دوران معرکہ مسلم سپاہ کے حملہ سے اس کا گھوڑا قتل ہو گیا تھا) رچرڈ بیمار ہو تو تیمارداری کے لئے خود دشمن کیمپ میں صلاح الدین ایوبی پہنچ جائے۔ حضرت علیؓ دشمن کے سینے پر سوار ہوں اور اسے قتل کرنا ہی چاہتے ہیں' موت کے منہ میں آیا دشمن یقینی موت دیکھتے حضرت علیؓ کے چہرہ پر تھوک دیتا ہے' آپؓ قتل کرنے کے بجائے چھوڑ دیتے ہیں تو دشمن ششدر رہ جاتا ہے۔

اسلام نے مقابلے میں ہتھیار اٹھانے والوں کے قتل کی اجازت دی ہے' مگر زخمی' بوڑھا' عورت اور بچہ سب سے صرفِ نظر کرنے کا حکم دیا ہے جبکہ مسیحی ورلڈ آرڈر والوں کا رویہ ہم اوپر ذکر کر چکے ہیں۔ اسلامک ورلڈ آرڈر کا ضابطۂ حرب بھی دیکھ لیجئے:

☆ "آنحضرت ﷺ جب کسی دشمن قوم پر رات کے وقت پہنچتے تو جب تک صبح نہ ہو جاتی حملہ نہ کرتے تھے" (الجہاد فی الاسلام: ص 224)

☆ "آگ کا عذاب دینا (کسی کو جلا ڈالنا) سوائے آگ کے پیدا کرنے والے کے اور کسی کو سزاوار نہیں ہے" (ایضا: ص 225)

☆ "مفتوحہ علاقہ کی فصلیں اور درخت تباہ نہ کئے جائیں" (فتح الباری: ج 7 ص 234)

☆ "کسی مجروح پر حملہ نہ کیا جائے، کسی بھاگنے والے کا پیچھا نہ کیا جائے، کسی قیدی کو قتل نہ کیا جائے اور جو (دشمن) اپنے گھر کا دروازہ بند کر لے وہ امان میں ہے" (فتوح البلدان : 47)

☆ "نہ کسی سفیر کو قتل کیا جائے، نہ کسی مقتول کا مثلہ کیا جائے، نہ دشمن کے مویشی ہلاک کئے جائیں اور دشمن کے مذہبی راہنماؤں کو ستایا جائے، نہ ہی عبادت گاہیں مسمار کی جائیں"

اسلامک ورلڈ آرڈر اور محسنِ انسانیت ﷺ کا حقوق انسانی کا چارٹر

اسلامک ورلڈ آرڈر کا اجمالی تعارف آپ کے سامنے آ چکا ہے اب آخر میں ہم زبانِ نبوت سے حقوقِ انسانی کا چارٹر (خطبہ حج الوداع) آپ کے مطالعہ کیلئے پیش کرتے ہیں کہ آج چار سو ہر فرد حقوقِ انسانی کے غم میں گھلا جا رہا ہے کوئی اپنے لئے حقوق کا طلب گار ہے تو کوئی دوسروں کیلئے حقوق کی جنگ لڑ کر گردن اونچی کرنے کے چکر میں ہے اور ہر کسی کے ہاتھ مکمل ہاتھی کے بجائے اسکی ٹانگ، کان اور سونڈ وغیرہ پر ہیں اور اسی حصے کو وہ ہاتھی سمجھے ہوئے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے خطبہ حج الوداع، آپ ﷺ نے فرمایا کہ :-

لوگو ! تمہارا خون اور تمہارے مال تم پر حرام ہیں (یعنی ایک دوسرے کا قتل اور لوٹنا تمہارے لئے ہمیشہ حرام ہے) بالکل اسی طرح جس طرح کہ آج یوم العرفات کے دن ذی الحجہ کے اس مبارک مہینہ میں، اپنے اس مقدس شہر مکہ میں (تم ناحق کسی کا خون کرنا اور کسی کا مال لینا حرام جانتے ہو) خوب ذہن نشین کر لو کہ جاہلیت کی ساری چیزیں (یعنی اسلام کی روشنی کے دور سے پہلے تاریکی اور گمراہی کے زمانہ کی ساری باتیں اور تمام قصے ختم ہیں) میرے دونوں قدموں کے نیچے دفن اور پامال ہیں (میں انکے خاتمہ اور منسوخی کا اعلان کرتا ہوں) اور زمانہ جاہلیت کے خون

بھی ختم ہیں' معاف ہیں (یعنی جاہلیت کے دور کے کسی خون کا بدلہ نہیں لیا جائے گا اور سب سے پہلے میں اپنے گھرانہ کے ایک خون ؓربیعہ بن الحارث بن عبدالمطلب کے فرزند کا خون ؓمعاف کیئے جانے کا اعلان کرتا ہوں جو قبیلہ بنو سعد کے ایک گھر میں دودھ پینے کیلئے رہتے تھے اور انکو قبیلہ ہذیل کے آدمیوں نے قتل کر دیا تھا (ہذیل سے بدلہ لینا ابھی باقی تھا)۔

زمانہ جاہلیت کے سارے سودی مطالبات (جو کسی کے ذمہ باقی ہیں وہ سب بھی) ختم اور سوخت ہیں (اب کوئی مسلمان کسی سے اپنا سودی مطالبہ نہیں کرے گا) اور اس ضمن میں بھی میں سب سے پہلے اپنے خاندان کے سودی مطالبات میں سے اپنے چچا عباس بن عبدالمطلب کے سودی مطالبات کے ختم اور سوخت ہونے کا اعلان کرتا ہوں (اب وہ کسی سے اپنا سود وصول نہیں کرینگے کہ آج انکے سارے مطالبات ختم کر دیئے گئے ہیں)

اے لوگو! عورتوں کے حقوق اور انکے ساتھ برتاؤ کے بارے میں خدا سے ڈرو' اس لئے کہ تم نے انکو اللہ کی امانت کے طور پر لیا ہے اور اللہ کے حکم اور اسکے قانون سے انکے ساتھ تمتع تمہارے لئے حلال ہوا ہے اور تمہارا خاص حق ان پر یہ ہے کہ جس آدمی کا گھر پر آنا اور تمہاری جگہ اور تمہارے بستر پر بیٹھنا تم کو پسند نہ ہو وہ اسکو اسکا موقع نہ دیں' لیکن اگر وہ غلطی کریں تو تم (تنبیہہ اور آئندہ سدّباب کیلئے کچھ سرزنش کرنا یا سزا دینا چاہو اور مفید سمجھو) انکو کوئی خفیف سی سزا دے سکتے ہو اور انکا خاص حق تم پر یہ ہے کہ اپنے مقدّر اور حیثیت کے مطابق انکے کھانے پہننے کا انتظام کرو۔ اور میں تمہارے لئے وہ سامان چھوڑ رہا ہوں کہ اگر تم اس سے وابستہ رہے اور اسکی پیروی کرتے رہے تو تم کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ وہ ہے کتاب اللہ (قرآنِ حکیم)۔

ر قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی طرف سے، تم سے میرے متعلق پوچھا جائے گا (کہ میں نے احکام الٰہی کو تم تک کس حد تک پہنچایا) تو بتاؤ کہ وہاں تم کیا کہو گے' کیا جواب دو گے؟ صحابہ رضوان اللہ علیہم اجمعین نے جواباً عرض کیا کہ ہم گواہی دیتے ہیں اور قیامت کے دن بھی گواہی دیں گے کہ آپ نے پیغام ربانی اور احکام و ہدایت الٰہی ہم تک اسطرح پہنچائے کہ تبلیغ و راہنمائی کا حق ادا ہو گیا اور نصیحت و خیر خواہی میں کوئی دقیقہ اٹھا نہ رکھا" (بحوالہ معارف الحدیث جلد چہارم صفحہ 30-229)

"میں تمہیں پھر متنبہ کرتا ہوں' تاکید کرتا ہوں کہ ذاتِ باری تعالیٰ سے ڈرتے رہنا' اسی کی عبادت کرنا' اسی سے مدد مانگنا اور نیک راہ اختیار کیئے رہنا۔ لوگو! میں کچھ نہیں کہہ سکتا کہ میں اس سال کے بعد تم سے پھر اس جگہ مل سکوں یا نہ مل سکوں اس لئے جو آج کہہ رہا ہوں اسے سنکر خوب ذہن نشین کر لو ـــــ جاہلیت کے تمام دساتیر (ورلڈ آرڈرز) و رواج آج میرے پاؤں کے نیچے پڑے سسک رہے ہیں' دم توڑ رہے ہیں' میں انہیں کچل رہا ہوں' دورِ فخر و کبر مٹ گیا اب نہ کسی عربی کو عجمی پر اور نہ عجمی کو کسی عربی پر کوئی فضیلت ہے' سب آدم کی اولاد ہیں اور آدم محض خاک کے ایک پتلے ہیں۔ تمام کلمہ گو' تمام فرزندانِ توحید' تمام مسلمان باہم بھائی بھائی ہیں۔ ہاں سن لو! میں غلاموں (نجی ملازموں) کے متعلق کہہ رہا ہوں کہ جو خود کھاؤ انہیں بھی وہ کھلاؤ اور پہناؤ۔

اللہ تعالیٰ نے ہر حق دار کو وراثت میں حق دیا ہے۔ اب کسی کے حق میں (ان حقوق کے خلاف) وصیت جائز نہیں اور بیٹا بھی اسی

کا ہو گا جس کے بستر پر وہ پیدا ہوا ہے' منہ بولا رشتہ کوئی حقیقت نہیں رکھتا' زنا کار و زانی کا بیٹا زانی کیلئے پتھر ثابت ہو گا (زانی سنگسار کیا جائے گا) اس کا حساب خدا کو دینا ہو گا۔ جو شخص اپنے باپ کے سوا خود کو کسی دوسرے نسب سے منسوب کرے یا غلام خود کو کسی دوسرے کا غلام ظاہر کرے اسپر اللہ کی لعنت ہے ــــ جس جس پر کسی کا قرض ہے ادا کر دے عاریتاً" لی ہوئی چیزیں مالکوں کو واپس کر دیں اور جو ضامن ہے وہ ضمانت و تاوان کا زمہ دار ہے ــــ لوگو! دیکھو میرے بعد گمراہ ہو کر باہم خانہ جنگی شروع نہ کر دینا' ایک دوسرے کا گلا نہ کاٹنا ہر شخص اپنے کئے کا زمہ دار ہے اسی سے محاسبہ ہو گا اور ہاں دیکھو! اگر نکٹا حبشی غلام بھی تمہارا امیر یا سربراہ ہو اور وہ تمہیں خدا کی کتاب کے مطابق چلائے تو اسکی مکمل اطاعت کرنا تمہارا فرض ہے - تمہارے اس شہر میں قیامت تک شیطان کی پوجا نہ ہو گی۔ وہ مایوس ہو چکا مگر جزوی و فروعی امور میں تم اس کا اتباع کرنے لگو گے اور وہ اسی سے خوش ہو گا"۔ بعد ازاں آپؐ نے کارِنبوت پر گواہی لیکر شکرادا کیا۔ اس لمحے اللہ کا فرمان لیکر حضرت جبرائیل علیہ آئے' اَلْیَوْمَ اَکْمَلْتُ لَکُمْ دِیْنَکُمْ وَاَتْمَمْتُ عَلَیْکُمْ نِعْمَتِیْ وَ رَضِیْتُ لَکُمُ الْاِسْلَامَ دِیْنًا" آج میں نے تمہارے لئے تمہارا دین مکمل کر دیا اور اپنی نعمت تمام کر کے تمہارے لئے دین (زندگی گزارنے کا طریقہ) اسلام (یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر) کو پسند کیا۔ (بحوالہ محبوب کائنات' مرتبہ مولانا عبدالحمید دہلوی - صفحہ 16-515)

بھلائی کی بات

اسلامک ورلڈ آرڈر' جوفی الواقعہ یونیورسل ورلڈ آرڈر ہے' کا مطالعہ بہت زیادہ

نید نہ بن سکتا کہ یہ محض یک طرفہ بات ہوتی' محض بنیاد پرستوں کی بات ہوتی' محض مولویانہ موشگافی کہلاتی' باوجود اس کے کہ انسانیت کی بھلائی کیلئے اس سے بڑھ کر سچی اور کھری بات کہیں نہیں ہے' اسلئے ہم نے مقابلے کے ورلڈ آرڈرز سے بھی جھلکیاں آپ کے سامنے رکھ دیں کہ آپ عقل و شعور کی کسوٹی پر پرکھ کر خود اپنے ضمیر کی آواز سن سکیں۔ ضمیر جو مسلم کا ہو یا غیر مسلم کا' کبھی جھوٹ نہیں بولتا۔ اسپر ہم تاریخ سے ایک دو مثالیں آپ کے سامنے رکھتے ہیں۔

تورات' انجیل میں آخری نبی آنے کی خبر موجود ہے اور عرب کے یہود' مقامی غیر یہود کو دھمکی دیا کرتے تھے کہ آخری نبی کو آ لینے دو پھر تم ہم پر ظلم نہ کر سکو گے ان حالات میں جب حضرت محمد ﷺ کے اعلانِ نبوّت کی خبر ادھر ادھر پھیلی' تو اہل مدینہ سے نبی پر ایمان میں سبقت کی خاطر' یہود نے مکہ تحقیق کیلئے نمائندہ وفد بھیجا تو واپسی پر جو مکالمہ ہوا وہ قابل توجہ ہے کہ ضمیر کی سچائی کو کس طرح تعصب کی ہٹ دھرمی سے دبا لیا جاتا ہے (اس باہمی مکالمہ کی راوی' ام المؤمنین حضرت صفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا ہیں جو ان نمائندگان میں سے ایک کی بیٹی اور ایک کی بھتیجی تھیں)

چچا (یہ مکالمہ خود حضرت صفیہؓ نے سنا اور نبی اکرمؐ سے بیان کیا) کیا واقعی یہ وہی نبی ہیں جس کی خبریں ہماری کتابوں میں دی گئی ہیں)؟

والد: خدا کی قسم ہاں'

چچا: کیا تم کو اس کا یقین ہے؟

والد: ہاں'

چچا: پھر کیا ارادہ ہے'

والد: جب تک جان میں جان ہے اسکی مخالفت کرونگا اور اسکی بات نہ چلنے دونگا (کہ وہ قریش میں سے ہے' یہود میں سے نہیں ہے) (ابن ہشام جلد دوم صفحہ 165)

اسلامک ورلڈ آرڈر (قرآن) کی صداقت پر یہود کے ایمان کی دوسری مثال یہ ہے۔ 1967ء میں عرب صحرائے سینا پر اسرائیل کا قبضہ ہوا' تو صحرائے سینا کے اس مقام پر جہاں حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پتھر پر عصا مارنے کا حکم دیا گیا تھا اور جس کے

نتیجے میں بارہ چشمے پھوٹ نکلے تھے اور ہر قبیلے کا اپنا چشمہ تھا' یہود نے کہا کہ چونکہ قرآن کہتا ہے یہاں چشمے پھوٹے تھے لہٰذا یقیناً یہاں پانی ہے۔ یہودیوں نے اس مقام پر ڈرلنگ کر کے پانی حاصل کر لیا مگر جس قرآن کی اتھارٹی پر ڈرلنگ کر کے پانی لیا اس پر ایمان کی سعادت سے محروم رہے کہ تعصب سدِّ راہ ہے (قرآن میں مذکورہ واقع ملاحظہ فرمائیے)

"وَاِذِ اسْتَسْقٰى مُوْسٰى لِقَوْمِهٖ فَقُلْنَا اضْرِبْ بِّعَصَاكَ الْحَجَرَ ؕ فَانْفَجَرَتْ مِنْهُ اثْنَتَا عَشْرَةَ عَيْنًا ؕ" (البقرہ - 60)

"یاد کرو جب موسیٰ نے اپنی قوم کیلئے' پانی مانگا تو ہم نے کہا کہ فلاں چٹان پر اپنا عصا مارو' چنانچہ عصا مارنے پر اس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے"

اس مذہبی تعصب کے برعکس اسلامک ورلڈ آرڈر کا مبنی پر انصاف روّیہ بھی اسی اتھارٹی (قرآن) سے ملاحظہ فرمالیجئے کہ یہ ہر تعصب کی جڑ کاٹ کر بلالحاظ مذہب و ملت' رنگ و نسل مساوات کے اصول پر ہر کسی کو انصاف کی ضمانت دیتا ہے۔ مدینہ کی بستی میں اسلام کی ابھی ابتدا تھی۔ اسلام قبول کرنے والوں کی تربیت ابھی مکمل نہ ہوئی تھی - جاہلیت کے اثراتِ بد ابھی لوگوں میں اسلام قبول کرنے کے باوجود کچھ نہ کچھ موجود تھے۔ یوں بعض مسلمانوں نے (جو شیطان کے ورغلاوے میں آ گئے تھے) ایک یہودی پر چوری کا الزام لگا کر مقدمہ سرورِ دو عالمؐ کی بارگاہ میں پیش کر دیا' غلط گواہوں سے فیصلہ یہودی کے خلاف ہوا چاہتا تھا کہ اسلامک ورلڈ آرڈر کے خالق نے حقیقتِ حال سے اپنے نبیؐ کو آگاہ فرما دیا' یوں یہودی کو انصاف مل گیا اور الزام لگانے والوں کی سرزنش اس طرح ہوئی کہ یہ تنبیہہ قیامت تک کیلئے ورلڈ آرڈر کا حصہ بن گئی' دیکھئے:

"اے نبیؐ ہم نے یہ کتاب (راہنمائی) حق کے ساتھ تمہاری طرف نازل کی ہے تاکہ اللہ نے جو راستہ تمہیں دکھایا اسکے مطابق لوگوں کے درمیان فیصلہ کرو' اللہ بڑا درگزر کرنے والا اور رحیم

ہے۔ جو لوگ اپنے نفس سے خیانت کرتے ہیں تم انکی وکالت نہ
کرو۔ اللہ کو ایسا شخص پسند نہیں ہے جو خیانت کار اور معصیت
پیشہ ہو یہ لوگوں سے اپنی حرکات چھپاتے ہیں مگر خدا سے نہیں
چھپاتے' وہ تو اس وقت بھی انکے ساتھ ہوتا ہے جب وہ راتوں کو
چھپ کر ایسے مشورے کرتے ہیں جو اسے ناپسند ہیں۔ اللہ انکے
سارے اعمال کا جو وہ کرتے ہیں احاطہ کئے ہوئے ہے! ہاں' تم
لوگوں نے ان مجرموں کی طرف سے زندگی میں تو بحث کرلی مگر
قیامت کے روز کون اللہ سے بحث کریگا یا کون وہاں انکی ذمہ
داری اٹھانے والا ہو گا........." (النساء 105 تا 109)

اس یونیورسل ورلڈ آرڈر سے' جو ہمارے سامنے اسلامک ورلڈ آرڈر کی صورت میں موجود ہے' چند حقیقتیں سامنے آتی ہیں مثلاً" یہ کہ تخلیق کائنات سے قبل تیار شدہ اس فیزے بیلیٹی رپورٹ کے خالق کا علم اول و آخر کس قدر مسلمہ ہے (کہ لوح محفوظ پر پہلے سے لکھے اس مخطوطہ کے مندرجات کی ہر تفصیل بعد میں آنے والے واقعات کی تائید کرتی ہے) پھر اس ہستی کے پاس صرف علم ہی نہیں بلکہ وہ دیکھتا اور سنتا بھی ہے (اِنَّنِیْ اَسْمَعُ وَاَرٰی) جس کی روشنی میں وہ ضرورت کے مطابق موقعہ کی مناسبت اور لوگوں کے سوالات کے جواب میں' اس ورلڈ آرڈر کے متعلقہ حصے نازل فرماتا رہا ہے یعنی اسے خبر تھی کہ آخری نبیؐ کی امت یہ اور یہ سوال کریگی - یہ اور واقعات رونما ہونگے اور انکے لئے مجھے یہ ہدایات جاری کرنا ہونگی ۔عقل باور کرتی ہے کہ اگر انسان اپنا دشمن آپ نہیں ہے تو اس رحمت و مودّت سے بھرپور ہمہ جہت ہدایت کے سرچشمہ سے ہی اسکی حقیقی پیاس بجھ سکتی ہے اس سے وہ جسقدر دور ہو گا سکھ' سکون' تحفظ اور خوشحالی سے بھی اسی قدر دور ہو گا خواہ بظاہر وہ بنک بیلنس والا ہی کیوں نہ ہو کہ خوشحالی صرف مال سے نہیں آتی۔

آخری بات

اس اسلامک ورلڈ آرڈر پر عمل کیلئے قدم قدم پر مدد باری تعالیٰ کی ضرورت

ہے کہ اسکے بغیر تکمیل بموجب معیارِ مطلوب مشکل بلکہ ناممکن ہے اس کا نسخہ بھی اسی ورلڈ آرڈر میں لکھا موجود ہے یٰاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا اسْتَعِیْنُوْا بِالصَّبْرِ وَالصَّلٰوۃ "اے ایمان والوں میری مدد نماز اور صبر سے حاصل کرو" دوسری جگہ یہی صفت اس طرح بیان فرمائی کہ دنیوی اور اخروی خسارے سے بچنے والے وہ ہیں جو تواصی بالحق کا کام کرتے ہیں تواصی بالصبر پر عمل کرنے والے ہیں۔ پس ہر مشکل مرحلے پر نماز اور صبر سے مدد لیکر اس اسلامک ورلڈ آرڈر کی تکمیل ممکن ہے۔

تو غنی از ہر دو عالم من فقیر
روزِ محشر عذر ہائے من پذیر
گر تو می بینی حسابم ناگزیر
از نگاہِ مصطفیٰ پنہاں بگیر

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ٥

10-08-2004

ورلڈ آرڈر اور روشن خیال اعتدال پسند پاکستان

روشن خیالی اور اعتدال پسندی ہماری ضرورت ہے مگر................!

بظاہر روشن خیال اعتدال پسند Moderate and Enlightend پاکستان کا نعرہ کل کی بات ہے اور اسے پاکستان کے فوجی صدر کے اختراع سے تعبیر کیا جاتا ہے مگر یہ امر واقعہ ہے کہ یہی ہر فرد کی بنیادی ضرورت ہے اور انہی صفات سے متصف افراد اپنی اجتماعی زندگی میں روشن خیال معاشرہ تشکیل دیتے ہیں جس میں فرد اور افراد کے گروہ مکمل آزادی کے ساتھ خوشحالی اور تحفظ کی ضمانت والی زندگی بسر کرتے ہیں۔ رعایا اور حکمرانوں کے مابین نہ غلط فہمیاں جنم لیتی ہیں اور نہ ہی کہیں دوری دیکھنے میں آتی ہے۔

سوال ذہن میں آ سکتا ہے کہ کیا ایسا معاشرہ ممکن ہے؟ خصوصاً ان حالات میں جب بش ڈاکٹرائن چہار سو دندناتی وحشت و بربریت کی تاریخ پوری شدت سے دہرا رہی ہو اور امریکی لغت نے روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی نئی تعریف عالمی سطح پر متعارف کرانے کا بیڑہ اٹھایا ہو۔ بش کے دستِ راست نے اسے نہ صرف خود دل و جان سے قبول کر لیا ہو بلکہ دیگر مسلم ریاستوں کے سربراہان کو بھی اس پر قائل کرنے کے لیے دورے کئے جا رہے ہوں' وزرا کے وفود بھیجے جا رہے ہوں۔ بظاہر یہ ناممکن ہے۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کا امریکی ایڈیشن حکمران تسلیم کر لیں تو ممکن مگر بالفعل اسے عوام سے سندِ قبولیت ملے یہ ناممکن ہے۔ عوام بے عمل ضرور ہیں مگر بے ایمان یقیناً نہیں ہیں۔

عوام' ماسوائے آٹے میں نمک مغرب زدگان کے' جس روشن خیالی اور اعتدال پسندی کے

خواہشمند ہیں وہ نہ مسلمان حکمرانوں کو پسند ہے اور نہ ہی ان کے آقاؤں کو اور آقاؤں کے آقا
کو۔ ہم نے آقاؤں کا لفظ مکمل شعور و آگہی کے ساتھ استعمال کیا ہے۔ کیا یہ حقیقت جھٹلائی جا سکتی
ہے کہ 57 مسلم ریاستوں کے مسلم حکمرانوں میں سے کسی کا آقا امریکہ ہے تو کسی کا روس ہے
اور ایسے سبھی آقاؤں کے پالیسی ساز اور ان آقاؤں کو 57 غلاموں پر مسلط کرانے والے یہی
یہود ہیں۔ روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی نئی تعریف انہوں نے ہی بش وغیرہ کے منہ سے مسلم
حکمرانوں تک پہنچائی ہے۔ مسلمان حکمرانوں نے بلا سوچے سمجھے اسے قبول ہی نہیں کیا بلکہ اپنی
''روشن خیال'' روزمرہ زندگی کی بقاء کیلئے اس نعرے کو حرزِ جان بنایا ہے۔ 57 مسلمان حکمرانوں
کے شب و روز میں جھانکیے ہر جگہ ''بابر بہ عیش کوش کہ عالم دوبارہ نیست'' کھلی کتاب کی طرح آپ
کے سامنے ہوگا۔ ''حقیقی آقا'' کو یہی مطلوب ہے اور وہ لمحہ لمحہ اسی لئے حوصلہ افزائی کر رہا ہے۔

سینہ دھرتی پر پہلے انسان کے ذریعے یہاں جو معاشرہ تشکیل دینے کا منصوبہ خالقِ کائنات
نے طے کیا تھا وہ روشن خیال اعتدال پسند معاشرہ ہی تھا اور انسانی تاریخ کے ادوار اس حقیقت پر
گواہ ہیں کہ اس مقصد کی تکمیل کے لیے کم وبیش سوا لاکھ چنے ہوئے لوگ (انبیاء علیہم السلام) ہر
دور کے معاشرہ کی راہنمائی کے لیے مقرر کئے گئے۔ آج سے ساڑھے چودہ سو سال قبل جب
عرب معاشرہ روشن خیالی اور اعتدال پسندی سے ہٹ چکا تھا' گردوپیش بھی معاشرتی اونچ نیچ نے
سماجی ڈھانچے تلپٹ کر رکھے تھے تو خالق نے اپنے آخری نبی حضرت محمد ﷺ کو محسن انسانیت بنا
کر یہ ذمہ داری سونپی کہ وہ حقیقی روح کے ساتھ روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرہ تشکیل دیں
جس میں افراد رواداری کے پتلے ہوں جس معاشرے میں ایمان لانے والے اور ایمان نہ لانے
والے سبھی برابری کے حقوقِ عدل سے فیضیاب ہوں۔

جن نفوسِ قدسیہ نے محسنِ انسانیت ﷺ کی آواز پر لبیک کہا اور آپ ﷺ پر نازل شدہ
آخری مکمل مدلل کتاب پر ایمان کا عملاً ثبوت پیش کیا انہوں نے نہ صرف خطۂ عرب میں بلکہ
گردوپیش لاکھوں مربعہ میل علاقے میں اپنے پرایوں کے لئے روشن خیال اعتدال پسند سماج و

معاشرہ بالفعل تشکیل دے کر یہ ثابت کر دیا کہ اسلام کا دامنِ رحمت ہے جو خالق کی تمام مخلوق کو بلا لحاظ مذہب وملت روشن خیالی اور اعتدال پسندی سے نوازتا ہے۔

ہمارا یہ دعویٰ نہ محض زیب داستان کے لیے ہے اور نہ ہی بلا ثبوت' شواہد بھی وہ جو خود غیر مسلموں نے فراہم کئے ہیں۔ مشہور کہاوت ہے کہ ''عطر وہ نہیں جس کی عطار تعریف کرے بلکہ عطر وہ ہے جو خود اپنے آپ کو منوائے'' قران وسنت کی بنیاد پر استوار روشن خیال اور اعتدال پسند معاشرہ اور اس کی رواداری تاریخِ عالم کا نا قابل تردید باب ہے۔ یہ معاشرہ تاریخ نے برسوں دیکھا اور ریکارڈ کیا۔ چند جھلکیاں آپ بھی ملاحظہ فرمالیجئے شرح صدر کے لئے:۔

☆''جب اسلامی لشکر اردن کی وادی میں پہنچا اور ابو عبیدہ نے فحل کے مقام پر اپنے خیمے گاڑ دیئے تو ملک کے عیسائی باشندوں نے عربوں کو لکھا کہ ''اے مسلمانو! ہم تمہیں رومیوں پر ترجیح دیتے ہیں' اگرچہ وہ ہمارے ہم مذہب ہیں کیونکہ تم ہمارے ساتھ عہد و پیمان کی زیادہ پابندی کرتے ہو اور ہمارے ساتھ نرمی کا برتاؤ کرتے ہو اور بے انصافی سے احتراز کرتے ہو اور تمہاری حکومت ہمارے اوپر ان کی حکومت سے بہتر ہے کیونکہ انہوں (رومی مسیحیوں) نے ہمارے گھروں اور ہمارے مال و متاع کو لوٹ لیا ہے'' ☆

☆''اسی طرح جب ہرقل کی فوج حمص کے قریب آئی تو شہر والوں نے فصیل کے دروازے بند کر دیئے اور مسلمانوں سے کہا کہ ہم تمہاری حکومت اور تمہارے انصاف (رواداری) کو رومیوں کی بے انصافی اور ظلم کے مقابلے میں بہتر جانتے ہیں'' ☆

☆''اسی طرح کی شرائط پر بیت المقدس کے بطریق نے بھی شہر کو مسلمانوں کے حوالے کر دیا۔ لوگ قیصر کے جبر واکراہ سے خائف تھے۔ اس لئے جب مسلمانوں نے مذہبی رواداری اور آزادی کا وعدہ کیا تو ان کا یہ وعدہ لوگوں کو رومی سلطنت

اور عیسائی حکومت کے تعلق کی بہ نسبت زیادہ دلکش نظر آیا اور جب ان کے دلوں سے عربی فوجوں کا خوف و ہراس دور ہو گیا تو وہ عرب فاتحین کی طرف مائل ہو گئے'' ☆ (Preaching of Islam T.W. Arnold, P-58/59)

یہ تھی حقیقی روشن خیالی اور اعتدال پسندی جس کی رواداری پر مسیحی بھی گواہ بنے کہ انہوں نے اس کے ثمرات چکھے تھے مگر یہود اس روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی نشاۃ جدیدہ سے خائف ہیں اور اسے اپنی عالمی حکمرانی کے راستے کا سنگِ گراں جانتے ہیں۔ اس سنگِ گراں کو راستے سے ہٹانا ان کے بس میں نہیں ہے لہذا اس مقصد کے لیے انہوں نے نصاریٰ کا کندھا استعمال کیا۔ انہیں ''سونے کی زنجیروں'' میں جکڑ کر غلام بنایا اور پھر مسیحی غلاموں سے ورلڈ آرڈر کا اعلان کراتے اسلام کو ان کی بقاء کے لئے عظیم خطرہ کا یقین دلایا۔ یہود کا ورلڈ آرڈر عیسائیوں اور مسلمانوں کے لیے یکساں ہے مگر پہلے انہوں نے اسے نصاریٰ کے خلاف استعمال کیا اور پھر ''مفتوح مسیحت'' کو جلو میں لئے مسلمانوں پر ورلڈ آرڈر کا پرچم تھامے چل پڑے مثلاً

☆ ''ہم تصورِ خدا کو نیست و نابود کر دینگے:- ''اس جیسے ایقان (ایمان) کے ساتھ مذہبی نگرانی میں عوام پر حکمرانی کا خواب دیکھا جا سکتا ہے کہ مذہبی راہنماؤں کی راہنمائی میں طے کردہ فاصلے زمین پر خدا کی حاکمیت کے تابع ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ ہمارے لئے لازم ہو گیا ہے کہ ہم غیر یہود (گوئم) کے تصورِ خدا کی روح کی دھجیاں بکھیر کر اس کی جگہ مادی فوائد لے آئیں'' ☆ (جیوئش ورلڈ آرڈر)

(Parotocols- 4:3)

☆ ''جونہی پاپائیت' مولویت کو برباد کرنے کا طے شدہ لمحہ آ جائے گا ایک نادیدہ ہاتھ ہر قوم کی طرف بڑھ کر اسے ہمارے قدموں میں دھکیل دے گا'' ☆

(protocols- 17:3)

☆''ہم پاپائیت/مولویت کو برباد کر دینگے۔طویل عرصہ تک ہم نے یہ محنت کی ہے کہ غیر یہود میں پاپائیت/مولویت کو بے وقار بنا دیں اور سینہ دھرتی پر ان کے مشن کو تباہ و برباد کر دیں جو ہمارے راستے کے سنگِ گراں سے کم نہیں ہیں۔'' ☆ (جیوش ورلڈ آرڈر)(Protocols- 17:2)

مذکورہ اقتباسات کی روشنی میں اگر آپ ''روشن خیال اور اعتدال پسند پاکستان'' کے سرکاری نعرے کا جائزہ لیں اور اس جائزے میں لحہ لحہ زرمبادلہ کے بڑھتے ذخائر' شوکت عزیز کی گزرے کل' گزرتے آج اور آنے والے کل کی شوکت کو شامل کر لیں تو یہود کے ورلڈ آرڈر کی بنیاد پر بنے امریکی ورلڈ آرڈر کو تمام تر جزیات کے ساتھ سمجھ سکیں گے۔ان ورلڈ آرڈز کو مسلمان ممالک میں عوام پر مسلط کرانے کے لئے امریکی فارمولہ Carrot and Stick گاجر اور چھڑی موثر تسلیم کیا گیا ہے۔گاجر تو ڈالروں کی امداد وقرض کی شکل میں قوم کے ہر باشعور کے سامنے ہے مگر چھڑی کا استعمال سمجھنا ذرا مشکل ہے۔آیئے ہم آپ کو یہ بھی حقیقی آقاؤں کی برسوں پرانی منصوبہ بندی سے دکھاتے ہیں۔

☆''یہ بات ذہین نشین رہنی چاہیے کہ جو حکومتیں آئے دن اپنے خلاف سازشیں پکڑنے میں مصروف رہتی ہیں وہ بے وقار بن جاتی ہیں یوں حکومت کی کمزوری اور بے انصافی کا ظاہر ہونا فطری سا بن جاتا ہے۔یہ بات آپ کے علم میں ہے کہ ہم نے غیر یہود کے حکمرانوں پر کئی مرتبہ اپنے ایجنٹوں کے ذریعے قاتلانہ حملے کروائے کہ وہ بے وقار ٹھہریں۔یہ ایجنٹ دراصل ہمارے گلے میں بھیڑیں ہیں جنھیں آزادی کے نعروں کے سراب میں ہر جرم پر آمادہ کیا جا سکتا ہے'' ☆

(جیوش ورلڈ آرڈر)(Protocols-18:2)

حکمرانوں کو مسلسل خوف میں مبتلا رکھ کر اپنے مذموم مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا طریقہ یا چھڑی کا خوبصورت استعمال مذکورہ اقتباس کے آئینے میں واضح طور پر دیکھا جا سکتا

ہے۔اسے سمجھنے میں کوئی الجھن بھی نہیں رہتی۔حکمران طبقہ بھی اسے اچھی طرح جانتا ہے مگر تسلیم کرنے کی بجائے نادیدہ قوت کے اشاروں پر ایسے حملوں کا سارا نزلہ اپنوں پر گراتا ہے۔صدر پاکستان پر حملے ہوں یا شوکت عزیز' کور کمانڈر اور گورنر بلوچستان پر یہ کاردائی چھڑی والوں کی ہے اور پکڑ دھکڑ ہوئی ان کی' جنہیں ختم کردانے کے لیے نادیدہ قوت گاجر ادر چھڑی کا استعمال کرتی ہے۔کیا حالات کے اس اندازہ کو دلائل سے جھٹلایا جا سکتا ہے؟

حکمرانوں' سیاستدانوں یا مذہبی راہنماؤں پر حملوں کے ضمن بھی بعینہ اسی طرح کی کہانی سامنے آتی ہے جسے ''فرقہ واریت' ''مذہبی انتہاء پسندی'' جیسے کریہہ نام دیئے جاتے ہیں۔یہ حملے پہلے حملوں سے مختلف ہوتے ہیں کہ انہیں دباؤ میں رکھنے کے لیے نہیں بلکہ مکمل صفایا کے لئے نشانہ بنایا جاتا ہے مثلاً لیاقت علی خان' جنرل محمد ضیاء الحق' مصحف علی میر' مولانا اعظم طارق' مولانا نظام الدین شامزی وغیرہ۔اسے بھی آقاؤں کی منصوبہ بندی کے آئینے میں دیکھئے۔امریکی ورلڈ آرڈر کی ایک جھلک کے طور پر اقتباس ملاحظہ فرمایئے:۔

> ☆''مکمل خاتمہ کی بجائے جزوی خاتمے پر اکتفا کیا جائے صرف ان راہنما شخصیتوں کو ختم کیا جائے جو دوسرے ذرائع (چھڑی اور گاجر) سے' جن کا ہم آگے ذکر کرنے والے ہیں' قابو میں نہ آئیں۔ہم اس بات کو ترجیح دیتے ہیں کہ ان شخصیات کا خاتمہ ایسے طریقوں سے کیا جائے جو بالکل طبعی اور فطری معلوم ہوں''☆ (رچرڈ بی مچل CIA کا خط بنام سربراہ خفیہ سروس CIA علاقہ' بشکریہ الدعوۃ الکویت)

عقل و دانش کی معمولی مقدار یہ ثابت کرنے کے لیے کافی ہے کہ ضیاء الحق اور ان کی ٹیم کا C-130 یا مصحف علی میر اور اس کی ٹیم کا فوکر یا مولانا اعظم طارق اور مولانا نظام الدین شامزی کا قتل بالکل طبعی اور فطری معلوم ہوتے ہیں کہ آقاؤں کی یہی خواہش تھی اور ایسے ''طبعی اور فطری حادثات'' میں ملوث ''مجرم'' پکڑے جاتے ہیں اور ''اقراری'' وہ بنتے ہیں جن کا دور کا بھی واسطہ

نہیں بنتا۔ بندر کے مداری کا دودھ پیئے اور بالائی ریچھ کے منہ پر لگا کر اس کی دھنائی کروانے کی طرح CIA,FBI یا MOSAD وقوعہ کی بالائی القاعدہ اور لشکر جھنگوی یا اور کسی دینی جماعت کے چہرہ پر سجا دیتی ہے جس کی ٹھوس مثال واقعہ کوئٹہ میں استعمال شدہ اسلحہ پر لشکر جھنگوی لکھا پایا گیا تھا۔

پروٹوکولز کے مذکورہ حوالہ جات پر بعض دانشور یہ کہہ سکتے ہیں کہ یہود نے کبھی ان کی اصلیت ہی کو قبول نہیں کیا پھر ان حوالہ جات کی حیثیت ہی کیا رہ جاتی ہے۔ اس اعتراض کا جواب مندرجہ ذیل اقتباسات میں وضاحت سے موجود ہے۔ ملاحظہ فرمایئے۔

☆" If you have never read Protocals, you know nothing about the Jew question"☆ (Henery Hamilton, Bea mish)

☆ " Personally, I am more than ever inclined to believe that the Protocols of the Learned Elders of Zion are genuine, Without them I do not see how one cold explain things that are happening today. More than ever, I think the Jews are at the bottom of all our troubles." ☆ (Nesta Webster)

☆ "The only statement I care to make about the Protocols is that they fit in with what is going on. They are many years old, and they have fitted the world situation upto this time.

They fit now " (Henry Ford).

آیئے ! اب پروٹوکولز کی حقانیت سے نظر پھیر کر قرآن وسنت کی روشن خیالی اور اعتدال پسندی کی طرف رجوع کرتے ہیں خلافت راشدہ کا ''روشن خیال' اعتدال پسند'' معاشرہ ساڑھے چودہ سو سال پہلے کی بات تھی جو اب صرف تاریخ کے آئینے میں دیکھا جا سکتا ہے اور یہ آئینہ دیکھتے ہم ''بنیاد پرستی کے جّن'' سے خائف ہو جاتے ہیں۔ روسی ریچھ سے جب افغانستان نے چھٹکارا پایا اس وقت وہاں چہار سو قتل و غارت کا بازار گرم تھا۔ سمگلنگ اور منشیات کے علاوہ اسلحہ کا ناروا استعمال تھا۔ فحاشی اور بے حیائی عام ہو چکی تھی غرض ماضی بعید کے عرب معاشرے کی طرح کوئی عیب نہ تھا جو یہاں موجود نہ ہو اور اس پر زمانہ گواہ ہے۔

علامہ اقبالؒ کے فرمان کے مطابق پھر مساجد سے کچھ طالبعلم ''اک ہاتھ میں قرآن اور اک ہاتھ میں تلوار'' لئے نکلے اور شورش زدہ اسی افغانستان کے 95 فیصد حصے کو اسلحہ' منشیات اور فحاشی سے پاک کر دکھایا۔ یہ بیسویں صدی کا معجزہ تھا۔ افغانستان ایک بار روشن خیال اعتدال پسند اسلامی ریاست کا نمونہ پیش کرنے لگا تو جیوش ورلڈ آرڈر اور مسیحی ورلڈ آرڈر کے پیٹ میں مروڑ اٹھنے شروع ہو گئے کہ امریکی یورپی امداد اور ورلڈ بنک' آئی ایم ایف کے سودی قرضوں کے بغیر یہ زندہ رہنے کا داعیہ رکھتا ہے۔ یہ ہمارے لئے مستقبل کا بہت بڑا چیلنج ہے۔ اسے صفحۂ ہستی سے نہ مٹا دیا گیا تو ہمارے وجود اور ہمارے مفادات کو شدید خطرات لاحق ہیں۔

امریکہ و یورپ کے حکمرانوں کے ساتھ مسلم ممالک کے حکمرانوں کو بھی افغانستان کی طالبان حکومت بنیاد پرست اور غیر روشن خیال' غیر معتدل اور غیر روادار نظر آتی تھی۔ مگر عین اسی لمحے روشن ضمیر خاتون برطانوی صحافی جو بدنیتی کے ساتھ افغانستان میں داخل ہوئی تھی۔ وہاں گرفتار ہوئی' کئی ہفتے قید رہنے کے بعد جب رہا ہوئی تو اس نے جو انکشافات کیئے طالبان کے روّیوں کا ذکر کیا اس سے ثابت ہو گیا کہ اس دور میں ان سے بڑھ کر نہ کوئی روشن خیال ہے نہ اعتدال پسند اور انکی رواداری کا معیار امریکہ و یورپ کی ہر مبینہ رواداری سے بہت اونچا ہے جس

سے متاثر ہوکر ریڈلی نے اسلام قبول کرلیا۔

مسلمان ہونے کے دعویدار حکمران یہود و نصاریٰ کے دیئے اسلام کے جدید ایڈیشن کے مطابق اپنے تعلیمی نصاب مرتب کروا رہے ہیں تا کہ امریکی یورپی معیار کی روشن خیال اور اعتدال پسند حکومتیں نئی تاریخ لکھنا شروع کریں جس میں جہاد کا سرے سے تصور ہی نہ ہو جس میں دین شخصی زندگی اور مسجد تک محدود رہے اور نظام حکومت ''زمانے کے معیار'' پر آزاد ہو بلکہ مادر پدر آزاد۔ عوام اسلام کے اس جدید ایڈیشن کو قبول کرنے پر آمادہ نہیں ہیں جس کے لیے چھڑی اور گاجر کا نسخہ آزمایا جا رہا ہے۔ بعض علماء مشائخ کو گاجر سے لبھایا جا رہا ہے تو بعض سخت جانوں کو بم دھماکوں کی چھڑی سے سیدھا کیا جا رہا ہے اور اس ایجنڈے پر عمل میں حکمران طبقہ پیش پیش ہے۔

انسانی فطرت اور روشن ضمیر اس حقیقت پر متحدہ ہیں کہ انسان کا خالق اس کی عملی زندگی کو اعتدال پسند اور روشن خیال بنانے کا جو نظام طے کر چکا ہے اور جس کی قیامت تک حفاظت کا ذمہ بھی اسی نے اپنے سر لیا ہے اس سے ہٹ کر کہیں بھی حقیقی روشن خیالی اور اعتدال پسندی نہیں مل سکتی۔ امریکی یورپی بلکہ صیہونی چشمہ لگائے ہمارے حکمران؛

اغیار سے ڈھونڈتے پھرتے ہیں مٹی کے چراغ
اپنے خورشید پہ پھیلائے ہیں سائے ہم نے

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

قرآن کا متن غیر محرّف اور غیر مبدّل ہے

قرآن مجید کے متن کے غیر محرف اور ہر قسم کے حک و اضافہ سے پاک اور محفوظ ہونے کیلئے خود اسکے نازل کرنے والے خدائے بزرگ و برتر کی یہ یقین دہانی کافی ہونی چاہیئے کہ اِنَّا نَحۡنُ نَزَّلۡنَا الذِّکۡرَ وَاِنَّا لَہٗ لَحٰفِظُوۡنَ (سورۃ الحجر ۱۵، آیہ ۵) یعنی اس قران کو ہم نے نازل کیا اور ہم خود اس کے نگہبان ہیں۔ اس میں تحریف اور رودبدل کرنے کا کبھی کسی کو موقع نہ مل سکے گا۔ یہ براہ راست اللہ کی حفاظت میں ہے۔ کسی کے مٹائے مٹ نہیں سکتا نہ کسی کے دبائے دب سکتا ہے اس خداوندی گارنٹی کے بعد بھی اگر کوئی یہ کہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اسکے متن میں کمی بیشی یا تبدیلیاں کر دیں تو وہ کچھ اور تو ہو سکتا ہے یقیناً مسلمان نہیں ہو سکتا۔ عہد عثمانی میں ابھی بہت سے اکابر صحابہ مثلاً" حضرت علیؓ، حضرت طلحہؓ، حضرت زبیرؓ، حضرت سعد بن ابی وقاصؓ، حضرت سعد بن زیدؓ وغیرہ موجود تھے۔ وہ قرآن میں کسی رودبدل کو نہ تو برداشت کرتے نہ اسکی اجازت دیتے۔ بہت سے حفاظ صحابہؓ بھی موجود تھے جنکے سینوں میں قرآن کا ایک ایک لفظ اور حرف محفوظ تھا اور پھر جس احتیاط اور تحقیق کے ساتھ حضرت عثمانؓ کے مقرر کردہ بورڈ نے مستند متن کو مدوّن کر کے شائع کیا وہ بجائے خود ایک معرکہ آراء کام تھا۔ عہدِ صدیقی میں متن مرتب ہو چکا تھا اور محفوظ تھا۔ حضرت عثمانؓ نے اسکے متعدد نسخے تیار کراتے وقت ایک بار پھر تحقیق کر لی اور اطمینان ہو جانے کے بعد نسخے تیار کروا کر مختلف صوبائی مرکزوں میں بھجوا دیئے اور وہی متن آج تک مروّج و متداول چلا آتا ہے۔ حضرت عثمانؓ پر الزام لگانے والے بھی کوئی زیادہ صحیح اور معتبر متن پیش نہ کر سکے۔ قرآن کے متن کی صحت اور اسکے غیر محرف ہونے کے بارے میں غیر مسلم مستشرقین نے بھی گواہی دی ہے۔ مثلاً":

گزشتہ صدی کا مشہور متعصب مصنف سر ولیم میور جو متحدہ ہندوستان کے صوبہ یوپی (موجودہ اتر پردیش) کا گورنر بھی رہا، لکھتا ہے:۔

"کوئی جزو' کوئی فقرہ' کوئی لفظ قرآن میں ایسا نہیں سنا گیا جسے جمع کرنے والے نے چھوڑ دیا ہو اور کوئی لفظ ایسا نہیں سنا گیا جو اس مجموعہ میں شامل کر دیا گیا ہو۔ جہاں تک ہماری معلومات کا تعلق ہے دنیا بھر میں ایک بھی کتاب نہیں جو قرآن کی طرح بارہ (اب چودہ) صدیوں تک ہر قسم کی تحریف سے پاک رہی ہو۔ اگر ایسی کوئی بات ہوتی تو احادیث میں' جن میں محمد ﷺ کی چھوٹی چھوٹی باتیں بھی محفوظ رکھی گئی ہیں انکا پتہ چل جاتا۔"

موجودہ صدی کا مشہور مستشرق ایچ۔ اے۔ آر گب اپنی تصنیف "محمڈن ازم" کے باب "قرآن" میں رقم طراز ہے۔

"یہ بات پایہ ثبوت کو پہنچ چکی ہے کہ (قرآن کے) مواد اور معانی میں کوئی تبدیلیاں نہیں کی گئیں اور محمد ﷺ کے خطبات (سورتوں) کی اصل ہیت اور مافیہ کو بڑی احتیاط اور صحت کے ساتھ محفوظ رکھا گیا"

تازہ ترین شہادت زمانہ حال کے مشہور ماہر طب' سائنس دان اور محقق ڈاکٹر مورس بوکائی کی ہے جس کی معرکہ آرا تصنیف "بائبل' قرآن اور سائنس" عالمی شہرت حاصل کر چکی ہے۔ وہ لکھتا ہے۔

"اگر بعد میں قرآنی متن میں کوئی تحریف یا ترمیم کی جاتی تو یہ بات بظاہر ناممکن معلوم ہوتی ہے کہ یہ مبہم آیات (یعنی آیات متشابہات' خاص کر سائنسی موضوعات سے متعلق) انسانی دستبرد سے محفوظ رہ سکتیں۔ متن میں ہلکی سی ترمیم بھی ان آیات میں پائے جانے والے باہمی ربط و ضبط کو خود بخود تباہ کر دیتی اور ہم اس قابل نہ رہتے کہ جدید علم اور ان آیات کے درمیان مطابقت کو ثابت کر سکتے۔ ان آپس میں مربوط آیات و بیانات کی قرآنی متن میں موجودگی ایک غیر جانبدار مبصر کو قرآن کے مستند اور ترمیم و تحریف سے پاک آسمانی صحیفہ ہونے کا قائل کر دیتی ہے۔"

قرآن کی صحت' صداقت اور عظمت کے یہ کھلے اعترافات مسلمانوں کی دلداری یا کسی سیاسی مصلحت پر مبنی نہیں کہ ان مصنفوں کے سامنے ایسی کوئی مصلحت نہ تھی۔

قرآن مجید کی کل آیات کی تعداد ۶۶۶۶ ہے۔ مختلف ۔ سورت ں آیا ۔ میں عددی توازن پایا جاتا ہے۔ مثلاً":-

(۱) آیات وعدہ	۱۰۰۰	(۲) آیات وعید	۱۰۰۰
(۳) آیات نہی	۱۰۰۰	(۴) آیات امر	۱۰۰۰
(۵) آیات امثال	۱۰۰۰	(۶) آیات قصص	۱۰۰۰
(۷) آیات تحلیل	۲۵۰	(۸) آیات تحریم	۲۵۰
(۹) آیات تسبیح	۱۰۰	(۱۰) آیات متفرقہ	۶۶

سوچنے کی بات ہے کہ اگر قرآنی آیتوں اور سورتوں میں کوئی کمی بیشی کی گئی ہوتی تو کیا یہ توازن و تسویہ قائم رہ سکتا تھا؟ نیز اگر کوئی انسان اس کتاب (قرآن ابتداء ہی سے اپنے آپ کو کتاب کہہ کر متعارف کراتا ہے' مثلاً" ذالک الکتاب لاریب فیہ' کتاب انزل الیک' تنزیل الکتب من اللہ العزیز الحکیم' ذالک الکتاب مبین وغیرہ) کا مصنف ہوتا تو کیا ۲۳ سالہ زندگی کے دوران میں وہ یہ ترتیب و توازن اور عددی نظام برقرار رکھ سکتا تھا؟ ظاہر ہے کہ ابتدائی وقت نزول ہی سے اسکی کتابت' ترتیب' تدوین حکم الہی سے شروع کر دی گئی تھی اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اسے نزول وحی کے فوراً" بعد لکھوا دیتے تھے۔ سورت اور آیت کی ترتیب اور مقام بھی بتا دیتے تھے۔ حیات اقدس کے آخری رمضان میں جبریل امین علیہ السلام نے آپ کو خلافِ معمول دو دفعہ قرآن مجید کا دورہ کرایا اور وہ ترتیب کے ساتھ تھا نہ کہ الل ٹپ۔

علم طبیعیات کی جدید ترین تحقیق نے یہ ثابت کر دیا ہے کہ اعداد کا ایک خاص آرڈر (نظم و ضبط) اور انکی مخصوص ترتیب ہی کائنات کو وجود میں لانے کا باعث ہے یعنی کائنات ایک قفل ابجد کی طرح ہے۔ قرآن کی کمپیوٹری تحقیق سے یہ حیرت انگیز انکشاف ہوا ہے کہ مادی کائنات کی مخصوص اندرونی ترتیب و نظم کی طرح قرآن حکیم کے حروف و الفاظ و آیات و سُوَر کی طرح کائنات میں بھی ایک داخلی ترتیب و توازن اور نظم و آہنگ کارفرما ہے اور کمی بیشی کرنے سے اس میں بگاڑ پیدا ہو جائے گا۔ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق قرآن کے عجائبات کی کوئی حد نہیں ہے اسکے حروف و الفاظ و عبارات اپنے اندر اعجاز و عجائب کی بے شمار دنیائیں سمیٹے ہوئے ہیں۔ ان میں حروف و اعداد کے اعجاز کی دنیا بھی شامل ہے۔موجودہ دور اعداد و شماریات

اور کمپیوٹروں کا دور ہے۔قرآنی تحقیقات میں بھی ان سے کام لیا جارہا ہے جس سے بعض حیرانگیز انکشافات ہوئے ہیں۔

رواں صدی کی چھٹی دہائی میں ایک مصری عالم محمود فواد عبدالباقی نے قرآنی شماریات پر ایک نئے زاویے سے تحقیق کی اور نتائج تحقیق کو اپنی تصنیف "المعجم المفہرس لالفاظ القرآن الحکیم" میں دنیا کے سامنے پیش کیا جس سے قرآنی شماریات کے بارے میں جدید سائنسی تحقیق کا آغاز ہوا' ان کے ایک دوسرے ہم وطن ڈاکٹر عبدالرزاق نوفل نے اپنی تصنیف "اسلام دین و دنیا" میں انکی تحقیق کو نہ صرف آگے بڑھایا بلکہ اسے ایک چونکا دینے والی کروٹ دی۔ نوفل کی تصنیف سے چند دلچسپ حیران کن اور فکر انگیز اعداد و شمار' بطور مشتے نمونہ از خروارے' پیش کئے جاتے ہیں۔ جو ایک نئے پہلو سے قرآن کے کلام خداوندی اور تحریف و ترمیم سے پاک ہونے کی شہادت فراہم کرتے ہیں۔ اگر قرآنی متن میں انسانی ہاتھ کی ذرا سی بھی دخل اندازی ہوتی تو الفاظ کا یہ اندرونی توازن اور دروبست قائم نہ رہ سکتا۔ بعض متضاد یاہم معنوی ربط رکھنے والے الفاظ قرآن میں مختلف مقامات پر الگ الگ وارد ہوئے ہیں اور ایسی سورتوں میں ہیں جو مختلف اوقات میں نازل ہوئیں لیکن انکی مجموعی تعداد آپس میں برابر ہے یا دگنی ہے یا نصف ہے اور ایک معنی خیز تناسب پر شاہد۔

مثالیں :۔

لفظ محمدؐ روح القدس اور شریعت چار چار مرتبہ آئے ہیں

قرآن اور ملائکہ ۶۸ ۔ ۶۸ مرتبہ

آخرت اور دنیا ۱۱۵ ۔ ۱۱۵ مرتبہ

رحمت اور ہدی ۷۹ ۔ ۷۹ مرتبہ

زکوۃ اور برکات ۳۲ ۔ ۳۲ مرتبہ

ملائکہ (نمائندہ خیر) (مع مشتقات) اور شیطان (نمائندہ شر) ۸۸ ۔ ۸۸ مرتبہ

صالحات (مع مشتقات) اور سیئات (مع مشتقات) ۱۶۷ ۔ ۱۶۷ مرتبہ

جبر اور قہر ۱۰ ۔ ۱۰ مرتبہ

شدّت اور صبر ۱۰۲ ۔ ۱۰۲ مرتبہ

حرّ (گرمی) اور برد (سردی) ۴ ۔ ۴ مرتبہ

نفع اور فساد ۵۰ ۔ ۵۰ مرتبہ

جحیم (جہنم) اور عقاب (سزا) ۲۶ ـ ۲۶ مرتبہ

طین (مٹی) اور نطفہ ۱۲ ـ ۱۲ مرتبہ

(انسان کی پیدائش پہلے طین یعنی مٹی اور پھر نطفہ سے ہوئی)

فعل اور اَجر ۱۰۸ ـ ۱۰۸ مرتبہ (فعل اور اَجر لازم و ملزوم)

رحیم ۱۱۴ مرتبہ اور مغفرت ۲۳۴ مرتبہ

(خدا کے علاوہ بندوں کیلئے بھی مستعمل) (خدا کیلئے مخصوص) (رحیم سے نصف)

جزا ۱۱۷ مرتبہ اور مغفرت ۲۳۴ مرتبہ

فجار ۳ مرتبہ' ابرار ۶ مرتبہ (فجار سے دگنی بار)

(مغفرت جزا سے دگنی اسلئے کہ جزا کے مقابلے میں زیادہ عام ہے)

قرآن حکیم سات آسمانوں (سبع سمٰوٰت) کا ذکر کرتا ہے اور یہ بھی سات ہی سورتوں میں سات بار آیا ہے۔

اللہ تعالٰی نے لفظ "قل" کا استعمال ۳۳۲ مرتبہ کیا ہے اللہ کی مخلوق جنّ' بشر اور ملائکہ نے بھی لفظ قول (قال' قالو وغیرہ) ۳۳۲ مرتبہ ہی استعمال کیا ہے۔ اللہ کے نزدیک مہینوں (شہور) کا شمار ۱۲ ہے۔ قرآن میں لفظ شہر (مہینہ) ۱۲ مرتبہ آیا ہے۔ کیا یہ نظم و توازن محض اتفاقی ہو سکتا ہے؟

راشد خلیفہ کا کام

محمد فواد عبدالباقی اور عبدالرزاق کے ہم وطن ڈاکٹر راشد خلیفہ کو قرآنی شماریات کے سلسلے میں کمپیوٹر سے کام لینے کا خیال آیا۔ انہوں نے کمپیوٹری تحقیق کی بنیاد پر قرآن حکیم کے داخلی نظم و ربط و توازن کے بارے میں جو حیرت انگیز حرفی و عددی حقاق منکشف کئے ہیں وہ ان غیر مسلم محققوں کی توجہ کو بھی اپنی طرف کھینچتے ہیں جو خالصتاً" سائنسی نقطہ نظر رکھتے ہیں اور ہر چیز کو سائنس کی عینک سے دیکھتے ہیں۔ ڈاکٹر خلیفہ نے امریکی محققوں اور سائنس دانوں کے ایک نمائندہ اجتماع میں "حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا دائمی معجزہ"

(The Perpetual Miracle of Muhammad) کے موضوع پر ایک بصیرت افروز لیکچر دیا۔ اس پر امریکی رسالہ "سائنٹیفک امریکن" کے شمارہ ستمبر ۱۹۸۰ء (صفحات ۲۲ تا ۲۴) میں تعریفی کلمات کے ساتھ تبصرہ کیا گیا۔ اس سے پہلے مصری مجلّہ "آخر

ساعة" کے شمارہ جون ۱۹۷۵ء میں ڈاکٹر خلیفہ کا انٹرویو شائع ہوا جسے رابطہ عالمی اسلامی (مکہ) کے اخبار العالم الاسلامی نے اپنی ۱۹ جنوری ۱۹۷۶ء کی اشاعت میں نقل کیا۔ پھر ماہنامہ معارف (اعظم گڑھ) بھارت نے اس کا اردو ترجمہ شائع کیا جو بعد میں پاکستانی رسائل میں بھی چھپا۔

ڈاکٹر خلیفہ کا لیکچر جو انہوں نے امریکن سائنس دانوں کے اجتماع میں دیا' مذکورہ بالا عنوان کے تحت ایک کتابچے کی صورت میں شائع ہو چکا ہے' جس میں دیئے گئے کمپیوٹری تحقیق کے نتائج سے یہ بات واضح ہو جاتی ہے کہ قرآن اللہ کی کتاب ہے جو بطور معجزہ بھی محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر نازل ہوئی جیسا کہ سورۃ عنکبوت کی آیات ۵۰ ۔ ۵۱ میں فرمایا گیا ہے۔ "یہ لوگ کہتے ہیں کہ کیوں نہ اتاری گئیں اس شخص پر نشانیاں اسکے رب کی طرف سے؟ کہو نشانیاں تو اللہ کے پاس ہیں اور میں صرف خبردار کرنے والا ہوں کھول کھول کر۔ اور کیا ان لوگوں کیلئے نشانی کافی نہیں ہے کہ ہم نے تم پر کتاب نازل کی جو انہیں پڑھ کر سنائی جاتی ہے۔" اور پھر قرآن حکیم کے معجزہ ہونے پر اللہ نے مخالفین کو یہ چیلنج دیکر مہر تصدیق ثبت کر دی کہ "کہہ دو کہ اگر انسان اور جن سب ملکر اس قرآن جیسی کوئی چیز لانے کی کوشش کریں تو نہ لا سکیں گے چاہے وہ سب ایک دوسرے کے مددگار ہی کیوں نہ ہوں" (سورۃ بنی اسرائیل آیت ۸۸) گویا قرآن حکیم رسولؐ کا سب سے بڑا دائمی معجزہ ہے۔

دوسری بات یہ کہ قرآن مجید میں آج تک کوئی تحریف و ترمیم نہیں ہوئی۔ خود اللہ اس کا محافظ ہے اللہ کی یہ کتاب چودہ صدیوں سے آج تک اپنی اصلی شکل میں موجود ہے اور کمپیوٹری شماریات نے سائنسی طریقے سے اسکے ثبوت فراہم کیئے ہیں چند ایک کا ذکر یہاں کیا جاتا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

ڈاکٹر راشد خلیفہ نے قران حکیم کی پہلی آیت بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کو اپنی تحقیق کی بنیاد بنا کر اسے سارے قرآن پر منطبق کیا ہے یہ آیت کلیدی حیثیت رکھتی ہے یہ آیت جو ۱۹ حروف پر مشتمل ہے۔ قرآن حکیم کی ۱۱۴ سورتوں میں سے ۱۱۳ کے

آغاز میں اور سورۃ النمل کی اندرونی عبارت میں مکرر واقعہ ہے اس طرح اسکی مجموعی تعداد قرآنی سورتوں کی تعداد کے برابر ۱۱۴ ہو گئی ہے جو آیت بسم اللہ کے ۱۹ حروف پر قابل تقسیم ہے۔

(۱۱۴ ÷ ۱۹ = ۶) جب کہ ۱۹ کا عدد فی نفسہ ناقابل تقسیم ہے۔ (۱)

راشد خلیفہ نے حروف آیہ بسم اللہ کو ایک عظیم سمندری تودہ برف (گلیشیئر) کی نمودار چوٹی سے مشابہ قرار دیا ہے کیونکہ سمندری تودہ برف (گلیشیئر) کا ۷۵ فصد حصہ زیرِ آب یعنی نظروں سے پوشیدہ رہتا ہے مزید یہ کہ آیہ بسم اللہ کے حروف کا عدد ۱۹ حسابی گنتی کے ابتدائی ۹ مفرد اعداد کے سلسلے کے پہلے عدد اور آخری عدد ۹ سے مرکب ہے۔ اس ابتداء اور انتہا میں سب کچھ آ گیا ہے جو ھُوَالاَوّلُ وَالآخِرُ ہے۔ ۱۹ کا عدد خود غیر منقسم ہے جو ایک اور معنویت ہے۔

ڈاکٹر خلیفہ کی تحقیق کی طرف مزید بڑھنے سے پیشتر یہ عرض کرنا نفع بخش ہے کہ :

سورۃ توبہ (۹) کے شروع میں بسم اللہ نہیں ہے۔ ہمارے مفسرین اسکی مختلف وجوہات بیان کرتے آئے ہیں۔ کسی نے کہا کہ قرآن حکیم کو جمع کرتے وقت جمع و ترتیب دینے والوں سے بھول ہو گئی۔ کسی نے کہا کہ انہوں نے سورۃ توبہ کو سورۃ انفال (۸) ہی کا حصہ سمجھا۔ اس لئے بسم اللہ لکھنا ضروری نہ سمجھا۔ حالانکہ یہ بات متحقق ہے کہ رسولؐ نے قرآن کے جمع و ضبط، ترتیب تدوین، تلاوت اور رسم الخط وغیرہ تک کے بارے میں مفصل ہدایات دے دی تھیں اور کاتبان وحی نے حضورؐ کی ہدایت کے مطابق اسے لکھا۔ لہٰذا سورۃ توبہ کی ابتداء میں کسی غلط فہمی کی بناء پر آیہ بسم

(۱) اگر ۱۹ کو مفرد کیا جائے تو ۹ + ۱ = ۱۰ = ۱ ہے جو توحید خداوندی کی طرف اشارہ ہے اسم حسنیٰ واحد کا مفرد عدد بھی ہے۔ خود قرآن کا مفرد عدد ایک ہے۔ مطلب یہ ہوا کہ خدا ایک، کتاب ایک، رسولؐ ایک (قرآن مجید میں رسول ﷺ کے دو نام محمد اور احمد آئے ہیں۔ دونوں کے اعداد کو جمع کر کے مفرد کریں تو ایک حاصل ہوتا ہے) اور تو اور عربی کے حروف تہجی کی تعداد ۲۸ ہے اس کا بھی مفرد عدد (۸ + ۲ = ۱۰ =۱) ایک ہے۔ حروف تہجی کو حروف ابجد بھی کہتے ہیں ابجد کا بھی مفرد ۱ ہے۔ ا + ب + ج + د یعنی ۱+ ۲ + ۳ + ۴ = ۱۰ = ۱) خود عربی کے حروف تہجی میں آج تک کوئی کمی بیشی نہ کی جا سکی تابہ قرآن چہ رسید!

اسے نہ لکھے جانے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔ ایسا دراصل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی ہدایت کی تعمیل میں کیا گیا کیونکہ اگر آیت بسم اللہ لکھی جاتی تو قرآن میں کل تعداد ۱۱۵ ہو جاتی جو حروف بسم اللہ پر تقسیم نہ ہوتی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے ۱۹ حروف کا قرآن حکیم کے داخلی نظم و ربط و توازن سے گہرا تعلق ہے۔ یہ آیت چار الفاظ اسم' اللہ' رحمٰن اور رحیم پر مشتمل ہے ان میں سے ہر لفظ قرآن حکیم میں جتنی دفعہ آیا ہے وہ ۱۹ پر تقسیم ہو جاتا ہے لفظ اسم ۱۹ مرتبہ یعنی آیہ بسم اللہ کے حروف کی تعداد کے برابر آیا ہے۔ لفظ اللہ ۲۶۹۸ مرتبہ (۱۹ x ۱۴۲) لفظ رحمٰن ۵۷ (۱۹ x ۳) مرتبہ اور لفظ رحیم ۱۱۴ (۱۹ x ۶) مرتبہ آیا ہے۔ یعنی پہلا اسم' حروف بسم اللہ کے برابر اور آخری رحیم سورتوں کی تعداد کے برابر۔ اصل معجزہ ۱۹ کے عدد میں نہیں ہے بلکہ آیہ بسم اللہ میں ہے جو ۱۹ مکررات ہیں۔ دوسرے لفظوں میں آیہ بسم اللہ کے ہر لفظ کے مکررات کی تعداد اس آیت کے حروف کی تعداد پر تقسیم ہوتی ہے۔ کیا اسے محض اتفاق کہا جا سکتا ہے؟ اتفاق صرف ایک دوبار ہو سکتا ہے۔ مگر بار بار نہیں ہوتا۔ اس سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ یہ آیہ کریمہ اپنے الفاظ و حروف کے ذریعے نہ صرف یہ کہ قرآن حکیم کے غیر انسانی کلام ہونے کا مادی اور محسوس ثبوت پیش کرتی ہے بلکہ اس ابدی حقیقت کی شہادت بھی فراہم کرتی ہے کہ دوسری آسمانی کتابوں کے برعکس قرآن حکیم ادنیٰ تحریف سے بھی محفوظ ہے۔

بعض حضرات نے عدد ۱۹ پر اعتراض کیا ہے کہ یہ بہائیوں کا مخصوص عدد ہے اور انکے ہاں ہر جگہ لکھا جاتا ہے لیکن کراچی کے بہائی ریسٹورانوں میں یہ کہیں نظر نہیں آیا اور پھر یہ کہ راشد خلیفہ بہائی نہیں اور بہائیوں کے نزدیک قرآن منسوخ ہو چکا ہے راشد خلیفہ کی امریکی بیوی بھی مسلمان ہے (۱)

حروف مقطعات

ڈاکٹر راشد خلیفہ نے بعض سورتوں کی ابتداء میں واقع حروف مقطعات کی عددی معنویت کی طرف بھی توجہ دلائی ہے اور بسم اللہ کے حروف کے عدد ۱۹ کی ہر جگہ کارفرمائی کو اجاگر کر کے ثابت کیا ہے ان حروف کا متعلقہ سورتوں کے ساتھ ایک حیرت انگیز قفلی نظام (Interlocking System) ہے جو کسی انسان مصنف کے بس کا

... عربی حروف تہجی کے نصف یعنی ۱۴ حروف مقطعات کے طور پر آئے ہیں یعنی ا ح ر س ص ط ع ق ک ل م ن ہ اور ی۔ ان کے ۱۴ سیٹ بن گئے ہیں جو حسب ذیل ۲۹ سورتوں کے آغاز میں واقعہ ہوئے ہیں:

البقر، آل عمران، مریم، طہٰ، الشعراء، النمل، العنکبوت، روم، لقمن، السجدہ، یٰسین، ص، المؤمن، حم السجدہ، الشوریٰ، الزخرف، الدخان، الجاثیہ، الاحقاف، ق اور القلم۔

ان قرآنی مقطعات کا آیہ بسم اللہ کے حرفی عدد ۱۹ سے راست اور مستقل تعلق ہے مقطعات میں اگر شامل ۱۴ حروف تہجی، مقطعات کے ۱۴ سیٹ اور جن ۲۹ سورتوں کے آغاز میں یہ واقع ہیں، کی تعداد جمع کی جائے تو ۱۴ + ۱۴ + ۲۹ = ۵۷ حاصل ہوتا ہے اور ۵۷ کا عدد حروف بسم اللہ کے عدد ۱۹ پر تقسیم ہو جاتا ہے (۵۷ ÷ ۱۹ = ۳)۔ اگر کسی اور سورت کے آغاز میں بھی ایک، دو تین یا چار حروف مقطعات ہوتے تو مجموعی عدد ۱۹ پر قابل تقسیم نہ رہتا۔ یہ بات ذہن میں رہے کہ مذکورہ بالا سورتیں مختلف اوقات میں مختلف مقامات پر نازل ہوئیں اور عرصہ نزول کئی سالوں پر حاوی ہے۔ ایک انسان

(۱) محترم مولانا عبدالقدوس ہاشمی نے اپنے ایک مضمون میں لکھا ہے کہ علی محمد باب کا سن پیدائش ۱۸۱۹ء ہے اس طرح اس کے سال پیدائش کا عدد ۱۹ ہے (۱۸۱۹ = ۹ + ۱ = ۱۹) اس لئے بہائیوں کے نزدیک ۱۹ کا عدد مقدس ہے۔ حالانکہ اسے مزید مفرد کیا جائے تو یہ ا ہو گا (۹ + ۱ = ۱۰ = ۱) بہرحال اگر اسے ۱۹ ہی مان لیا جائے تو بھی یہ بابی مذہب کے بانی علی محمد باب کا عدد پیدائش ہو گا نہ کہ بہائی مذہب کے بانی بہاء اللہ کا۔ موخرالذکر کا سن پیدائش ۱۸۱۷ء ہے لہٰذا عدد پیدائش ۱۷۔ اس نے ابتدائی تقلید کے بعد علی محمد باب سے اختلافات کیا اور بہائی مذہب کی بنیاد ڈالی۔ علی محمد باب کی کتابیں "الواح" اور "بیان" ہیں جو بابیوں کے نزدیک مقدس ہیں۔ بہاء اللہ نے انہیں رد کر کے بہائیوں کیلئے "اقدس" اور "ایقان" تصنیف کیں۔ ایرانی شاعر پورداؤد نے شعر ذیل میں اس اختلافات کو واضح کر دیا ہے۔

پرستد بابی 'الواح' و 'بیاں' را
بہائی 'اقدس' و 'ایقان' پرستد

بہرحال اگر ۱۹ کا عدد بہائیوں کے نزدیک بھی مقدس ہو تو اس سے قرآن مجید کے اعداد و شماریات پر کیونکر اثر پڑ سکتا ہے۔ بہائیوں کے نزدیک تو قرآن اور شریعتِ محمدی منسوخ ہو چکے اگر کچھ لیا تو انہوں نے قرآن سے لیا نہ کہ قرآن نے ان سے لیا۔

مصنف کیلئے یہ نظم و توازن اور عددی ہم آہنگی قائم رکھنا ممکن نہیں۔ اگر بعد میں کسی سورت' آیت یا لفظ کی کمی بیشی یا تحریف و ترمیم کی گئی ہوتی تو بھی یہ عددی توازن قائم نہ رہ سکتا۔

مقطعاتی سورتوں کے متن میں آنے والے اس کے حروف مقطعات کے اعداد کی تعداد اور اسکے ۱۹ پر قابل تقسیم ہونے کی چند مثالیں ملاحظہ ہوں۔

سورۃ الرعد (۱۳) کے شروع میں حروف ا ل م ر بطور مقطعات آئے ہیں سورۃ کے متن میں ان حروف کی مجموعی تعداد ۱۵۱۰ ہے جو ۱۹ پر قابل تقسیم ہے۔ (۱۵۰۱ ÷ ۱۹ = ۷۹)۔ سورۃ مریم کے حروف مقطعات ک ہ ی ع ص' متن کی صورت میں ۷۹۸ مرتبہ آئے ہیں اور یہ تعداد ۱۹ پر تقسیم ہو جاتی ہے۔ (۷۹۸ ÷ ۱۹ = ۴۲)۔ سورۃ طہ کے حروف مقطعات ط اور ہ متن میں ۳۴۲ مرتبہ آئے ہیں یعنی ۱۹ x ۱۸۔ علی ہذالقیاس

سورۃ ق (۵۰) کا ابتدائی حرف مقطع ق متن میں ۵۷ مرتبہ آیا ہے جو ۱۹ پر قابل تقسیم ہے۔ سورۃ ق کی آیت ۱۳ (وعاد و فرعون و اخوان لوط) میں ایک مزید ق آنے کا امکان ہو سکتا تھا یعنی اخوان لوط کی بجائے قومِ لوط کہا جا سکتا تھا۔ قرآنِ حکیم میں دوسرے تمام ۱۲ مقامات پر قومِ لوط ہی کے الفاظ آئے ہیں۔ لیکن اس تیرھویں موقع پر سورۃ ق کی تیرھویں آیت میں خصوصیت سے اخوانِ لوط اس لئے کہا گیا کہ یہاں بھی قومِ لوط کہا جاتا تو ایک حرف ق کا اضافہ ہو کر کل تعداد ۵۸ ہو جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتی۔ سورۃ ق کے علاوہ حرف ق صرف ایک اور سورت الشعرء (۴۲) کے ابتدائی حروف مقطعات (ح م ع س ق) میں شامل ہے۔ کتنی حیرت کی بات ہے کہ سورۃ الشعراء میں بھی ق کی تعداد وہی ہے یعنی ۵۷ ---- دونوں سورتوں کے حرف ق کی تعداد ملکر ۱۱۴ ہو جاتی ہے جو قرآن کی کل سورتوں کی تعداد کے برابر ہے ۱۹ x ۶ ق کا حرف مقطع رکھنے والی ان دو سورتوں کے مجموعی ۱۱۴ ق یہ ظاہر کرتے ہیں کہ ۱۱۴ سورتیں ہی قرآن ہیں' پورا قرآن۔ ق سے قرآن۔ حرف ق کا ابجدی عدد ۱۰۰ ہے جس کا مفرد ایک ہے۔ قرآن (ق ر ا

ن) ابجدی عدد ۳۵۲ ہے اس کا مفرد عدد بھی ایک ہے (۳+۵+۲=۱۰=۱+۰) اور

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کے حروفی عدد ۱۹ کا مفرد بھی ایک ہے (۹+۱=۱۰=۱) کیا الل ٹپ طریقے سے ایسا ریاضیاتی نظم و توازن قائم رہ سکتا تھا؟ اگر گزشتہ ۱۴ صدیوں میں ان دونوں سورتوں میں حرف ق کا حامل ایک بھی لفظ گھٹایا یا بڑھایا گیا ہو تو یہ داخلی نظم و توازن تہ و بالا ہو گیا ہوتا اور حروفِ مقطعات کا معجزاتی پہلو آج ہمارے سامنے یوں نمایاں ہو کر نہ آتا۔

ایک اور حیرت انگیز مثال ملاحظہ ہو

حرف ص صرف تین سورتوں الاعراف (۷)' مریم (۱۹) اور ص (۳۸) کے ابتدائی حروف مقطعات میں شامل ہے۔ تینوں سورتوں کے متین میں اس کی مجموعی تعداد ۱۵۲ ہے جو ۱۹ پر قابل تقسیم ہے۔ (۱۵۲÷۱۹=۸) سورہ ق کی طرح سورہ الاعراف میں بھی حیرت انگیز لفظی و حرفی نظم و توازن کا معجزہ سامنے آتا ہے اس کی آیت ۶۹ میں لفظ "بَصْطَۃً" حرف ص سے آیا ہے حالانکہ عربی میں اس کے عام مروجہ ہجے س ہی کے ساتھ "بسطۃ" کے ہوتے ہیں چنانچہ دوسری سورہ البقرہ کی آیت ۲۴۷ میں یہ لفظ حرف س ہی کے ساتھ آیا ہے یعنی "بسطۃ فی العلم و الجسم"۔ لیکن سورہ الاعراف میں اس کے ہجے حرف ص کے ساتھ واقع ہوئے ہیں اور ہمیشہ سے سبھی اس کی کتابت اور قرات اسی طرح کرتے چلے آئے ہیں یہ طرزِ کتابت توقیفی یعنی فرض اور لازم ہے' اسے بدلا نہیں جا سکتا۔ وجہ یہ ہے کہ اگر یہ لفظ سورہ اعراف میں بھی حرف س کے ساتھ آتا تو جن مذکورہ بالا تین سورتوں کی ابتداء میں حرف ص آیا ہے ان کے متن میں اس کی مجموعی تعداد ۱۵۲ کی بجائے ۱۵۱ رہ جاتی جو ۱۹ پر تقسیم نہ ہوتی جب کہ ۱۵۲ قابل تقسیم ہے اس سے صاف ظاہر ہے کہ سورہ الاعراف کے نزول کے وقت حضرت جبرائیل نے خود اللہ تعالیٰ کے حکم سے رسول ﷺ کو بتایا ہو گا کہ اپنے کاتب وحی سے یہ لفظ "س" کی بجائے "ص" کے ساتھ لکھوائیں آپؐ کی وفات کے بعد بھی یہ کتابت برقرار رکھی گئی۔ جہاں طرزِ کتابت کو بھی برقرار رکھنے کا یہ اہتمام کیا گیا ہو وہاں متن میں تحریف و ترمیم کا تصور بھی نہیں کیا جا سکتا۔ حقیقت یہ ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اس بارے میں انتہائی احتیاط اور دیانت سے کام لیا۔

جن سورتوں کے آغاز میں ایک سے زیادہ حروف مقطعات آئے ہیں ان حروف کو الگ الگ طور پر سورت کے متن میں گنا جائے تو نہ صرف یہ کہ ہر ایک کی تعداد "فردا" فردا" ۱۹ پر تقسیم ہو جاتی ہے بلکہ تمام مقطعاتی سورتوں میں آنے والے ایسے ہر حرف کی مجموعی تعداد بھی ۱۹ پر قابل تقسیم ہے مختلف سورتوں کے حروف و الفاظ کا یہ دروبست، نظم و توازن خود قرآن کے نازل کرنے والے خدائے حکیم و بصیر کے پیدا کردہ قفلی نظام (Interlocking System) پر شاہد ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک عظیم اور تازہ منکشف نشانی ہے۔

قرآن حکیم کے داخلی ریاضیاتی، عددی اور حرفی نظام کی یہ چند مثالیں بھی ظاہر کرتی ہیں کہ اس کتابِ مقدس کا مصنف کوئی انسان نہیں بلکہ خود خالق کائنات ہے جس نے اپنی مادی کائنات کی طرح اس روحانی کائنات یا کائناتِ وحی کا نظم توازن بھی اپنی قدرتِ کاملہ سے قائم کیا اور اسے چودہ صدیوں سے علی حالہٖ قائم رکھا ہے رسول امی ﷺ کیسے ہی ذہین، فطین و جینئس کیوں نہ ہوں ان کے لئے یہ ممکن نہ تھا کہ تیس سال کے طویل عرصے میں وقفہ وقفہ سے مختلف مقامات، اوقات اور حالات میں نازل ہونے والی ضخیم کتاب کے اندر وہ خود شعوری طور پر اس قسم کا ایک بنیادی قفلی نظام وضع کرتے اور اسے برقرار رکھ سکتے اور اس کا ربط و نظم اور ترتیب و توازن ہمیشہ ہمیشہ کے لئے جوں کا توں قائم رہتا، تغیر و تبدل، ترمیم و تحریف سے پاک اور محفوظ۔ قرآن کے نازل کرنے والے نے خود اس کی حفاظت کا ذمہ لے رکھا ہے اور علی الاعلان فرمایا ہے کہ نحن نزلنا الذکرو انا لہ لحافظون (ہم نے اس قرآن کو نازل کیا اور ہمیں اس کی حفاظت کرنے والے ہیں) اللہ ہی کو معلوم ہے کہ آگے چل کر قرآن حکیم کے اور کیا کیا اسرار و عجائبات دنیا کے سامنے آئیں گے اور تحریف و تبدل کے دعویداروں کو جھٹلاتے چلے جائیں گے۔

مذکورہ بالا اعداد و شمار کا مسلمانوں کے عقیدہ و عمل سے کوئی بنیادی اور لازمی تعلق نہیں ہے اور نہ رسول ﷺ نے ادھر خصوصی توجہ دلائی ہے۔ تاہم ان کا علم موجودہ سائنسی اور کمپیوٹری دور میں ایمان کی تازگی اور تقویت میں معاون ضرور ہو سکتا ہے اور یہ منکروں کے لئے ہر دور کا ایک چیلنج بھی ہے، یوں :

ایک پہلو یہ بھی ہے قرآن کی تفسیر کا!

جب کمپیوٹر نے لاریب فیہ کا اعلان کیا

قرآن کریم اللہ رب العزۃ کی آخری کتاب ہے، اس کی حفاظت اللہ پاک نے اپنے ذمے لی ہے۔ چودہ سو سال سے دشمن نے ہر موڑ پر مقدس کتاب قرآن مجید کو غلط ثابت کرنے کی ناکام کوشش کی، لیکن اللہ کی قدرت کے سامنے اس کی ہر سازش ناکام ہوگئی۔

عیسائیوں نے اپنی چاروں انجیلوں کو سامنے رکھتے ہوئے جائزہ لیا کہ یہ تو اختلافات کا شکار ہیں اس طرح مسلمانوں کی مقدس کتاب قرآن کریم میں بھی وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ کچھ تبدیلیاں اور فرق ضرور آیا ہوگا، اس لیے انہوں نے مسلمانوں کے اس سوال کا جواب دینے کی خاطر جرمنی میں ایک انسٹیٹیوٹ قائم کیا۔ اس میں دنیا کے کونے کونے سے قرآن کریم کے نہایت قدیم نسخے جمع کیے، ان کا آپس میں موازنہ کر کے اختلافات جانچنے کی کوشش کرتے رہے تاکہ مسلمانوں کو بتایا جاسکے کہ قرآن پاک میں بھی اختلافات موجود ہیں۔ اس کام میں ان کی دو تین نسلیں گزر گئیں۔ برسوں یہ کام جاری رہا۔ 1932 اس ادارے میں بیالیس ہزار نسخے جمع ہو چکے تھے اور ان کے موازنہ کرنے کا کام جاری تھا۔ دوسری جنگ عظیم میں یہ ادارہ تباہ ہوگیا، لیکن تباہی سے پہلے ان کی تحقیق کے مطابق یہ رپورٹ مرتب ہوئی تھی کہ اس وقت تک جو نتیجہ برآمد ہوا، وہ یہ ہے کہ قرآن کریم میں کسی جگہ کوئی فرق نظر نہیں آتا۔ ان تحقیقات کے بعد انھیں منہ کی کھانا پڑی، پھر بھی اسلام دشمنی ان کے سینے سے نہ نکلی اور نکلتی بھی کیسے، اللہ پاک کا ارشاد ہے: ''یہود اور نصاریٰ تم سے کبھی خوش نہ ہوں گے جب تک ان کے مذہب کے پیروکار نہ بن جاؤ''۔

اس کے بارے میں انہوں نے پھر ایک سازش تیار کی اور وہ یہ کہ کمپیوٹر کے ذریعے قرآن کریم کو جھوٹا یا غلط ثابت کیا جائے۔۔۔ یہاں تک کہ حقیقت کو چھپانے کیلئے خفیہ سوئچ بھی فٹ کیئے گئے تاکہ غلطی نہ ہونے کے باوجود بھی کمپیوٹر غلطیاں ظاہر کرے۔۔۔ زیر نظر کہانی اسی وضاحت پر مشتمل ہے۔

علی عبداللہ نے حیرت سے اس امریکی کی طرف دیکھا، جو اسے ڈرائنگ روم میں داخل ہوتے دیکھ کر کرسی سے کھڑا ہوگیا تھا اور بولا: ہیلو میرا نام آرتھر ڈک ہے، میرا تعلق امریکا کی کمپیوٹر بنانیوالی کمپنی

ایکس ٹی سے ہے، تشریف رکھیے۔

میری سمجھ میں نہیں آرہا کہ کمپیوٹر بنانے والی کمپنی کو مجھ سے کیا کام آپڑا؟ علی سوچتے ہوئے بولے۔

میں وضاحت کیئے دیتا ہوں، ہمارے علم کے مطابق آپ عربی زبان کے بڑے عالم ہیں اور بہترین علم رکھتے ہیں، آپ کو عربی پر مکمل عبور حاصل ہے۔ ہمیں اس سلسلے میں آپ کی خدمات درکار ہیں آرتھر نے کہا۔بات واضح نہیں ہوئی، بھلا ایک عربی دان کی آپ کو آخر کون سی ضرورت پڑ گئی ہے۔

اصل میں ہم ایک عربی کمپیوٹر بنانا چاہتے ہیں۔عربی کمپیوٹر! علی عبداللہ کی آنکھیں حیرت سے ٹپکنے لگی۔

جی ہاں ایسا کمپیوٹر جس میں عربی زبان کے تمام الفاظ اور حروف اور اس کے انگریزی الفاظ بھریں گے تا کہ وہ کمپیوٹر عربی زبان کا انگریزی میں ترجمہ کرنے کے لائق ہو سکے! یوں سمجھ لیں گے کہ یہ کمپیوٹر ایک طرح کا مترجم ہوگا۔آرتھر نے وضاحت کی۔

اوہو (علی عبداللہ کے منہ سے نکلا) اس لیے ہمیں آپ کی مدد کی ضرورت ہے، کیونکہ آپ اردو اور انگریزی دونوں زبانوں پر مکمل عبور رکھتے ہیں۔

آرتھر نے کہا۔لیکن آخر آپ یہ کام کرنا کیوں چاہتے ہیں؟ علی عبداللہ سوال کرتے ہوئے بولے۔

درحقیقت یہ ہمارے ایک بڑے منصوبے کا حصہ ہے، ہماری کمپنی دنیا کی ہر زبان سمجھنے والا ایک عظیم کمپیوٹر بنانا چاہتی ہے، بے شک یہ ایک لمبی مدت کا منصوبہ ہے اور اس سلسلے میں ہم مختلف زبان جاننے والوں سے رابطہ کرر ہے ہیں اور ہمیں امید ہے کہ آپ ہماری ضرور مدد کریں گے اور پھر اس میں آپ کا بھی فائدہ ہے کہ دینی کتب انگریزی میں ترجمہ ہو کر پوری دنیا میں پھیلانے کا کام کر سکتے ہیں، لیکن ایک انگریزی کمپنی یہ کام کیسے کر سکتی ہے؟ کیا امریکا اسلام کو پوری دنیا میں پھیلانے کا کام کرے گا؟ مجھے ان کا ساتھ دینا چاہیے یا نہیں؟

دروازہ کھلا اور ایک بڑی عمر کا بوڑھا اندر داخل ہوا، اس کی کمر جھکی ہوئی تھی، سر کے پچھلے حصے میں کچھ بال تھے۔ بھنویں سفید تھیں۔اس نے حال میں ایک نظر دوڑائی جس میں ایک سرے سے دوسرے سرے تک پرزوں اور تاروں کا جال بچھا ہوا تھا۔بہت سے آدمی ان پرزوں پر جٹے ہوئے تھے۔سامنے ایک بڑی سکرین تھی۔اس پر زبان کی کسی ایک کتاب کا صفحہ نظر آرہا تھا۔تھوڑی دیر بعد صفحہ بدلتا جا رہا تھا

بوڑھے نے سر ہلا کر، ایک کونے میں بنی کیبن کا دروازہ کھولا اور اندر داخل ہوا۔ پروفیسر صاحب آئیے۔
سب کچھ ٹھیک ہے ناوولف۔ پروفیسر صاحب نے پوچھا۔ اوکے سر! ہمارا کمپیوٹر بڑا عربی دان ہو گیا ہے
،ایسا ماہر ہو گیا ہے بڑے بڑے عربی دان بھی اس کے سامنے کوئی حیثیت نہیں رکھتے ،عربی زبان کا کوئی
بھی جملہ ہو، یہ کمپیوٹر جلد غلطیوں کی نشاندہی کر دیتا ہے۔ وولف نے مسکراتے ہوئے کہا۔ غلطیاں، ہاں
یہی تو کرنا ہمارا کام ہے اگر ہمارا مشن کامیاب ہو گیا تو ہمارے راستے میں جو آخری رکاوٹ ہے، وہ ختم
ہو جائے گی اور پوری دنیا پر ہماری ڈھاک بیٹھ جائے گی ۔ نیو ورلڈ آرڈر اچھی طرح قائم ہو جائے گا
۔ بوڑھے کے آنکھوں میں چمک تھی۔ بس پروفیسر صاحب یقین کریں اس خواب کی تعبیر قریب ہے وہ
پہلا کام کس منزل تک پہنچا ہے؟ پروفیسر نے پوچھا۔ ابھی اس پر کام ہو رہا ہے۔
بہت ہی احتیاط کی ضرورت ہے وولف...... کامیابی کا دارومدار اسی پر ہے۔ اگر آخری لمحات پر غلطی ہو گئی
تو سارا کیا کرایا تباہ ہو جائے گا۔ پروفیسر فکرمند لہجے میں بولے۔ کچھ بھی نہیں ہوگا پروفیسر صاحب! سارا
کام پوری ہوشیاری سے ہو رہا ہے۔ وولف مضبوط لہجے میں بولا۔ ہال پورے کا پورا بھرا ہوا تھا۔ تل
دھرنے کی جگہ نہیں تھی۔ ڈائس پر پروفیسر مسکراتے ہوئے کہہ رہا تھا:
یہ کمپیوٹر عربی زبان کا اتنا ماہر ہے کہ بڑے بڑے ماہر بھی اس کا مقابلہ نہیں کر سکتے ، یہاں بہت سارے
عربی دان موجود ہیں، میں انہیں دعوت دیتا ہوں کہ ان میں سے کوئی بھی عربی زبان کے کچھ جملے ٹائپ
کرے، پھر آپ دیکھیں گے کہ یہ کمپیوٹر اس میں گرائمر کے الفاظ کی واقعاتی یا شہادتی غلطی کو کیسے
ظاہر کرتا ہے۔ حاضرین میں سے کچھ آدمی اسٹیج پر آئے۔ پہلے ایک آدمی نے کچھ جملے ٹائپ کیے جو کہ
مانیٹر پر نظر آنے لگے۔

''شکریہ'' دیکھ لیتے ہیں۔ پروفیسر نے مسکراتے ہوئے کچھ بٹن باری باری دبائے۔ کمپیوٹر سے کچھ
آوازیں آنے لگیں اور سکرین پر غلطیوں کی قطار لگ گئی۔ دیکھا آپ نے ان جملوں میں کتنی غلطیاں
ہیں، اب عربی کے ماہر آ کر موازنہ کر سکتے ہیں کہ جو غلطیاں نکالی ہیں، آیا وہ غلطیاں ہیں یا نہیں
پروفیسر نے کہا۔
کچھ ماہرین آئے اور جملوں کا جائزہ لینے لگے۔ کافی دیر تک غور کرتے رہے، آخر ایک نے کہا: کمپیوٹر

واقعی خوب ماہر ہے، اس نے جملوں کو اچھی طرح ٹٹول کر غلطیاں نکالی ہیں۔ اس کے بعد بار بار تجربہ کیا گیا۔ جملے ٹائپ کیے جاتے رہے اور کمپیوٹر غلطیاں نکالتا رہا، پھر ماہرین چیک کرتے رہے، ایسا کرتے کرتے پورا دن ختم ہو گیا۔ دوسرے دن ایسا ہوتا رہا۔ آخر تیسرے دن سب نے متفق ہو کر کہا: یہ کمپیوٹر عربی کا بالکل ماہر ہے، اس کے فیصلے کو چیلنج نہیں کیا جا سکتا۔ یہ بات تسلیم کیے جانے کے بعد پروفیسر ڈائس پر آیا اور کہنے لگا: حاضرین! عربی کے بڑے بڑے ماہرین اس کمپیوٹر کے فائدے کو مان چکے ہیں، اب ہم ایک آخری تجربہ کرتے ہیں، پروفیسر کی آنکھوں میں ایک عجیب قسم کی چمک نظر آنے لگی۔ حاضرین ہم نے اس ڈسک میں پورا قرآن پاک ٹائپ کیا ہے، سب سے پہلے ہم ڈسک کو کمپیوٹر میں ڈالتے ہیں اور علماء کرام آ کر چیک کریں کہ ہم نے قرآن کریم کو ٹائپ کرنے میں غلطی تو نہیں کی؟

پروفیسر نے ڈسک لگا کر مانیٹر کو چالو کیا، علمائے کرام مانیٹر پر ایک ایک صفحہ چیک کرتے رہے، یہ کام نہایت طویل تھا، کتنے ہی علمائے کرام، حفاظ حضرات ایک ہی وقت میں چیک کرتے رہے پھر بھی ان کو ہفتہ لگ گیا۔

پھر اعلان کیا گیا کہ قرآن پاک کی ٹائپنگ میں کوئی غلطی تو نہیں ہے، پورا قرآن پاک صحیح انداز میں ٹائپ کر کے ڈسک میں محفوظ کیا گیا ہے۔

حاضرین اب۔ پروفیسر بولنے لگا: بالکل آخری تجربہ کرتے ہیں، جیسا کہ آپ نے سنا ہے کہ ہم نے اس کتاب قرآن مجید کو زیر زبر کا فرق کئے بغیر بالکل اصلی حالت میں ٹائپ کیا ہے۔ اب ہم اس ڈسک کو کمپیوٹر میں ڈالتے ہیں اور چیک کرتے ہیں کہ کیا...... قرآن پاک میں کوئی غلطی ہے یا نہیں؟

یہ نہیں ہو سکتا...... قرآن پاک مقدس الہامی کتاب ہے یہ اللہ پاک کا کلام ہے...... اس میں کوئی بھی غلطی نہیں ہو سکتی ...... حال میں ملی جلی آوازیں گونجنے لگیں اور ایک شور برپا ہو گیا۔

حاضرین پروفیسر ہتھوڑے سے ٹھک ٹھک کرنے لگا:

پلیز! تھوڑا دھیان دیں، ہمیں آپ کے جذبات کا احساس ہے، لیکن آپ دو ہفتوں سے دیکھتے آ رہے ہیں کہ کمپیوٹر تجزیہ میں کوئی غلطی تو نہیں کرتا...... اور دوسری بات یہ ہے کہ ہم نے اس قرآن کو من

وعن یعنی جیسا تھا ویسا ہی ٹائپ کیا ہے......تو پھر چیک کرنے میں کیا حرج ہے، اگر آپ کے نزدیک یہ کتاب واقعی الہامی ہے تو پھر اس میں کوئی بھی غلطی نہیں ہوسکتی، اگر غلطی ثابت ہوگئی تو اس کو درست کر کے قرآن پاک کو مزید بہتر بنایا جاسکتا ہے۔ علی عبداللہ یہ گفتگو سنتے ہی کھڑا ہوگیا، اس کا منہ غیض و غضب سے لال پیلا ہو چکا تھا، کہنے لگا: میں سمجھ گیا، یہ تمھاری سازش ہے، میں بھی حیران تھا کہ آخر آپ لوگوں کو عربی زبان میں اتنی دلچسپی کیوں ہے؟ لیکن آپ تو اصل میں یہ ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ یہ الہامی کتاب نہیں ہے......آپ اس کمپیوٹر کے ذریعے قرآن کریم کی غلطیاں نکالنا چاہتے ہیں، اسلام کو جھوٹا ثابت کرنے کی کوشش کر رہے ہیں، لیکن سن لیں! قرآن پاک اللہ کا مقدس کلام ہے اور اللہ پاک نے ہی اس کی حفاظت کا ذمہ لیا ہے اور جس چیز کی حفاظت اللہ پاک خود کریں تو تم جیسے لوگ اس کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکتے، تم حربے اختیار کرتے رہو۔ علی عبداللہ کہتے چلے گئے۔

علی عبداللہ دیکھیں میں ڈسک لگا کر چیک کرتا ہوں، پھر آپ خود دیکھ لیں گے کے قرآن پاک میں کتنی غلطیاں موجود ہیں پروفیسر کے منہ پر شیطانی مسکراہٹ تھی اور پھر ڈسک لگا کر کچھ بٹن دبائے ٹوں ٹوں شروع ہوگئی۔ سب چپ ہوگئے اور آنکھیں مانیٹر پر جم گئیں۔ جلد ہی ایک جملہ تحریر ہو کر ظاہر ہوگیا!

غلطیوں کی تعداد 00000 (صفر......صفر......صفر......صفر......صفر......)

جیسے ہی یہ جملہ پروفیسر نے پڑھا، ویسے ہی اس کا دم گھٹنے لگا......ادھر علی عبداللہ گلا پھاڑ پھاڑ کر نعرہ تکبیر کی صدائیں بلند کرنے لگے، ہال اللہ اکبر کی صداؤں سے گونجنے لگا......اور ٹھیک اس وقت پروفیسر اپنے ہاتھ سینے پر رکھ کر جھکتے ہوئے زمین پر آگرا۔ یہ...... یہ کیسے ہوگیا؟ تم نے کوئی کوتاہی تو نہیں کی؟ پروفیسر نے تڑپتے ہوئے وولف سے کہا۔ سر یقین کریں! ہم نے کوئی بھی کوتاہی نہیں کی، ہم نے کمپیوٹر میں بہت خفیہ انداز میں فیڈنگ کی تھی کہ......غلطیاں نہ ہونے کے باوجود بھی مانیٹر پر غلطیاں ظاہر ہوں......ہم خود حیران ہیں کہ کمپیوٹر ہماری دی ہوئی ہدایات کے خلاف رپورٹ کیسے دے رہا ہے؟ کمپیوٹر انجینئر نے حیرت زدہ ہو کر جواب دیا۔ یہ نہیں ہوسکتا...... میں نہیں مان سکتا...... یہ جادو ہے یا معجزہ! کمپیوٹر اور ہدایت نہ مانے!! یہ کیسے ہو سکتا ہے۔ وہ غصہ اور غم کی ملی جلی کیفیت میں اپنے سر کے بال نوچنے لگا اور تڑپ تڑپ کر مر گیا۔ دشمنان اسلام کا یہ حربہ بھی ناکام ہوگیا تھا۔

(بشکریہ ''معراج انسانیت'' لاہور)

حصول علم کے لئے بنیادی ضرورت

عملی زندگی کے لئے حقیقی نفع بخش علم کی بنیادی ضرورت یہ ہے کہ کسی بھی مصنف کی علمی کاوش کو بلا کسی پیشگی متعین نقطہ نظر کے پڑھا جائے اور پھر قرآن و سنت کے بے لاگ علم کی کسوٹی پر اسے پرکھ کر قبول کر لیا جائے یا رد کر دیا جائے۔

عقل و دانش اسی کی تائید کرتی ہے اور اس راہ پر چلنے والے علم سے استفادہ کر کے عملی زندگی میں اپنا بہتر مقام متعین کرتے ہیں۔

مخصوص نظریات کا چشمہ لگا کر حقیقی علم تک نہیں پہنچا جا سکتا ہے۔

میاں عبداللطیف

اتحاد بین المذاہب

اتحاد بین المذاہب آج کے دور کی بنیادی ضرورت

ہے اور اس کا تقاضا ہے کہ اتحاد کی جڑ کاٹنے والی متعصّبانہ فروعات کو ختم کر کے باہمی رواداری اور وسعت قلب و نظر کو رواج دیا جائے جس طرح ماضی میں ہمارے بزرگوں نے عملاً اس کا مظاہرہ کیا تھا۔

وسعت قلب و نظر کے لئے علمی تقابلی مطالعہ مدد کرتا ہے بشرطیکہ اس سے ہر تعصب سے دور رہ کر استفادہ کی کوشش کی جائے۔

زیر نظر کتاب خالصتاً علمی تحقیقی کاوش ہے۔ ہر کہی گئی بات پر دلیل کا سہارا موجود ہے۔

اللہ تعالیٰ ہماری اس محنت کو قبول فرمائے اور یہ دو طرفہ رواداری کی بنیاد بن جائے۔ آمین

عبدالرشید ارشد

تعاونوا بالبرِ التقوی ولا تعاونوا علی الاثم والعدوان

بھلائی کے کاموں میں تعاون کریں

☆

میاں نور محمد میموریل اُلنوّر ٹرسٹ رجسٹرڈ' اسلام اور نظریہ پاکستان کے استحکام کے لئے کام کرنے والا ایک سماجی ادارہ ہے ٹرسٹ کا شعبہ تحقیق و تالیف گذشتہ گیارہ سال سے مصروفِ عمل ہے اور اسلامی تعلیمات کے حوالے سے اب تک کئی کتب اور کتابچے مخیر اداروں اور مخیر حضرات کے تعاون سے آپ کے سامنے لا چکا ہے الحمد للہ مختلف حلقوں میں اس کام کی افادیت کو تسلیم بھی کیا گیا ہے۔

آج جب ہمارے گردوپیش بگاڑ ہے اور روز بروز اس میں اضافہ ہو رہا ہے یہ ضرورت اور بھی بڑھ جاتی ہے کہ خیروبھلائی کو زیادہ موثر انداز میں پھیلایا جائے۔ اتحادِ ملت کے لئے قرآن و سنت کی تعلیم کو عوام کے سامنے لایا جائے۔

اُلنوّر ٹرسٹ کا کام آپ کے سامنے ہے یہ کام کسی اکیلے شخص یا ادارے کا نہیں ہے اس میں دامے درمے سخنے ہمارا ہاتھ بٹائیں۔ تاریکی چھٹے گی تو روشنی پھیلے گی اور روشنی پھیلے گی تو میرا اور آپ کا رہنا سہل ہو گا ہماری آئندہ نسل تنزل سے محفوظ رہے گی۔ انشاالله تعالیٰ۔

اپنے اور اپنی اولاد کے سکھ بھرے مستقبل کی خاطر تعاون کیجئے کہ اسلام کی روشنی پھیلے' اتحاد ملت پروان چڑھے۔

عطیات کے لئے :۔ بنک اکاؤنٹ نمبر MCB 897-1

میاں نور محمد میموریل اُلنوّر ٹرسٹ (رجسٹرڈ)

مصنف کی دیگر تصانیف

1. شہری دفاع (منظور شدہ GHQ، محکمہ سول ڈیفنس، محکمہ تعلیم پنجاب، سندھ، بلوچستان)
2. خطوط (منظور شدہ محکمہ تعلیم)
3. عورت (حقوق و فرائض قرآن و حدیث میں)
4. الدعاء المستجاب
5. حضرت محمد ﷺ (قرآن و حدیث میں)
6. امام الامم (رابطہ عالم اسلامی کے لئے خصوصی مقالہ)
7. محاکمہ (تورات و انجیل کی حقانیت)
8. یونیورسل اسلامک ورلڈ آرڈر
9. خلفائے ثلاثہؓ اور حضرت علیؓ
10. ابتدائی طبی امداد
11. سیلاب اور کشتی رانی
12. استحکام وطن پنجہ یہود میں
13. 21 ویں صدی کا چیلنج اور لوازم تعلیم و تربیت
14. لمحہ فکریہ (آزادئ نسواں کی آڑ میں سماجی اداروں کی خباثت)
15. خاندانی منصوبہ بندی اور تحریف قرآن (i)
16. خاندانی منصوبہ بندی اور نام نہاد علماء و دانشور (ii)
17. خاندانی منصوبہ بندی کے فتاویٰ کی حیثیت (iii)
18. خاندانی منصوبہ بندی، سچ کیا ہے؟ (iv)
19. سوچ (آپ کے لئے)
20. نماز (جسمانی اور روحانی صحت کی ضامن)
21. اسلام شدید ترین مغالطوں کی زد میں

22. انسان (تخلیق اور مقصد تخلیق)
23. دو گز زمین
24. انسانی اعضاء کی پیوند کاری اور حرام سے علاج
25. ایک بنؤ نیک بنو
26. کامیابی و کامرانی کا سربستہ راز
27. خالق نے مخلوق کے لئے سود حرام کیوں کیا؟
28. دعا اور درود شریف منزل پر کیسے پہنچتے ہیں؟
29. حجاب اور حدود ستر
30. النور (تعلیم نمبر)
31. النور (مراسلت حکیم محمد سعید شہید)
32. خطوط پر نام اور اخبارات و جرائد میں قرآن و حدیث لکھنے کی شرعی حیثیت
33. آخری صلیبی جنگ (حصہ اول)
34. آخری صلیبی جنگ (حصہ دوم)
35. آخری صلیبی جنگ (حصہ سوم)
36. آخری صلیبی جنگ (حصہ چہارم)
37. خطوط (حصہ دوم)
38. روداد سفر حیات
39 ورلڈ آرڈر اور پاکستان (زیر طبع)

تدوین:

1. قرآن حکیم کی حقانیت
2. روشنی کا سفر

تراجم:

1. وثائق یہودیت (Protocols)
2. فری میسنز کی اپنی مذہبی رسوم (Freemasson's Own Ritual)
3. روشنی کا سفر (عبداللطیف ایڈون)
4. حضرت محمد ﷺ سے متعلق انجیل کی پیشین گویاں (احمد دیدیت)
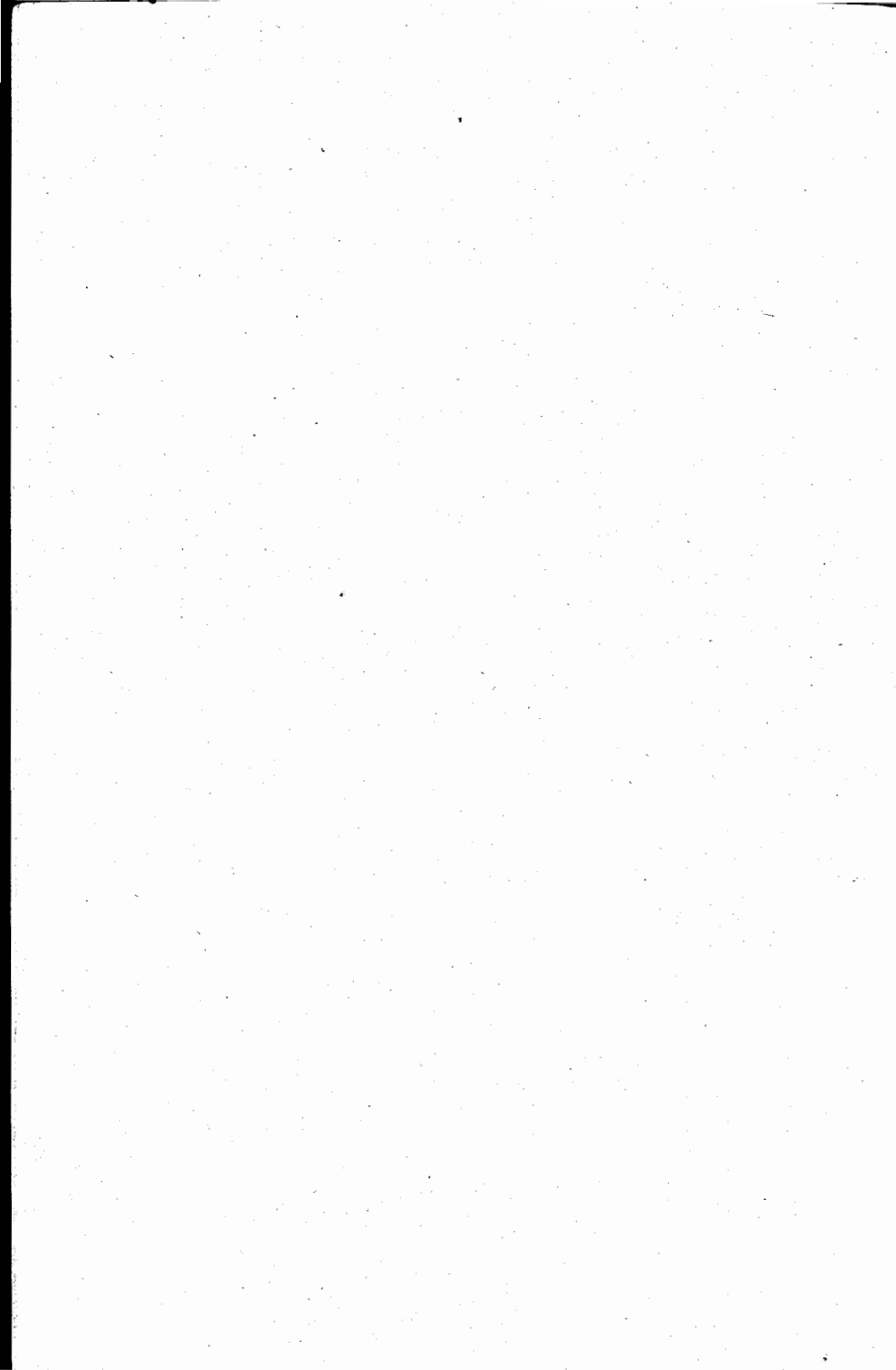
یہود و نصاریٰ کا مشترکہ ورلڈ آرڈر

" فرانس کا بادشاہ لوئی ہشتم جب مسلمانوں کی قید سے آزاد ہوا تو اس نے یورپی عیسائیوں کے ارباب اختیار سے مل کر ایک لائحہ عمل بنایا جس کا مقصد اسلام کو ختم کر کے مسلمانوں کو یورپی تسلط میں لانا تھا۔

اس لائحہ عمل کی (جو پریس میں آج بھی محفوظ ہے) مختصراً یہ ہیں:۔

★ مسلمانوں کے درمیان اختلاف اور تفرقہ پیدا کرو'

★ تفرقہ پیدا ہو جائے تو اسے مزید گہرا کرو'

★ مسلمان ممالک میں نیک اور صالح حکمرانوں کے قیام کو ناممکن العمل بناؤ'

★ مسلمان ممالک میں کرپشن کو ہوا دو' انتظامیہ میں رشوت اور اقربا نوازی کی رسم ڈالو'

★ عورتوں کے ذریعے اہلکاروں کے اخلاق داغ دار کرو'

★ مسلمانوں میں جذبہ جہاد کو کمزور کرو'

★ عرب ممالک میں پھوٹ ڈالنے کی پالیسی پر عمل کرو۔

ان کی سب سے بڑی کامیابی تعلیم کے میدان میں ہے۔ انہوں نے ایک ایسا نظام تعلیم چلا رکھا ہے جس کے تحت مسلمان نوجوانوں میں سیکولر جذبات پرورش پا رہے ہیں۔ وہ مذہب کو تنگ دلی کا نظام سمجھنے لگے ہیں۔ اپنے مذہب اور کلچر پر شرمندگی محسوس کرتے ہیں...... انگریزی زبان اور یورپی کلچر ہمارے لئے سٹیٹس سمبل بن چکا ہے۔"

(بشکریہ "تلاش" صفحہ 236' ممتاز مفتی)